تاریخِ اسلام

۱۳۸۳ھ

از

پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان رحمہ اللہ

المصطفیٰ ٹرسٹ (رجسٹرڈ) بائی پاس، حیدر آباد

۷۸۶

تاریخ اسلاف

۱۳۸۳ھ

از

پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان رح

المصطفٰے ٹرسٹ (رجسٹرڈ) بائی پاس، حیدر آباد

بیادگارِ اکرامِ برادرِ معظم

۱۹۵۷ء

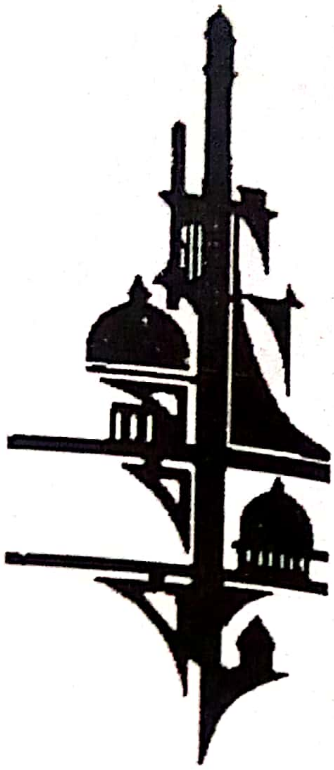
حاجیِ گرامی نذیر احمد خان (علیہ الرحمۃ المتعالی)

۱۹۵۷ء ۱۳۷۶ھ

عالی منصب نذیر احمد خان	پارسا متقیِ شاد روان
۱۹۵۷ء	۱۳۷۶ھ
درخصوصِ محبت والفت	بے نظیر آمدہ بہ بزمِ زمان
۱۹۵۷ء	۱۳۷۶ھ
پنج یار او مشرفِ حج ساخت	آنکہ بخشد پناہ بہر عدوان
۱۹۵۷ء	۱۳۷۶ھ

یعنی وہ بھائی جس نے اپنے بعد کوئی اولاد تو نہیں چھوڑی لیکن اس کے احسانات وصدقات آج بھی جاری ہیں اور اس کے لیے:

ع ہمہ گریاں شوند و او خنداں (سعدیؒ)



تاریخِ اسلاف

سنہ ۱۳۸۳ھ

از

پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان رح

کتاب	:	تاریخِ اسلاف
مصنف	:	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاںؒ
اشاعتِ اوّل	:	۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۴ء
اشاعتِ دوّم	:	۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰۱۴ء
مرتب	:	ڈاکٹر، حافظ منیر احمد خاں
تعداد	:	۶۰۰
قیمت	:	۲۵۰ روپے
مطبع	:	عبارت پرنٹنگ پریس، کھوکھر محلّہ، حیدرآباد

ناشر

المصطفےٰ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

بائی پاس، حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ طبعِ دوّم

''تاریخِ اسلاف'' دادا ابا، پروفیسر، ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں علیہ الرحمہ کی وہ کتاب ہے جس کا پہلا ایڈیشن ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۴ء میں شائع ہوا تھا مگر بوجوہ خاندان کے افراد اور چند قریبی احباب ہی کی نگاہوں سے گزر سکا۔

اس اشاعت کو محدود رکھنے میں یہ حکمت تھی کہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خاندان کے بزرگوں کے حالات کے ساتھ ساتھ اس کتاب میں اپنے بعض روحانی اکتشافات کو بھی ذکر فرمایا تھا۔ بعد میں انھی واقعات کا خلاصہ ''فضلِ کبیر'' (مطبوعہ: ۱۹۹۹ء) کے عنوان سے بھی شائع ہوا تھا۔

بزرگانِ سلسلہ کی سنت یہی رہی ہے کہ ایسے واقعات کو عام نہ کیا جائے:

ع نہفتہ بخواں تا نہفتہ شوم

(ترجمہ: اسے خلوت میں پڑھ تا کہ میں بھی پوشیدہ رہوں)

لیکن بعض اوقات تحدیثِ نعمت اور شکرِ ایزدی کے جذبے سے ایسے واقعات کو

سپردِ قلم بھی کیا گیا ہے۔ مثلاً حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا رسالہ ''مبدأ و معاد'' جس میں شیخنا وسیّدنا، امام ربانی علیہ الرحمہ نے اپنے روحانی سفر کا احوال درج کیا ہے۔

دادا ابا، ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں علیہ الرحمہ کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن اس جذبے اور نیت سے شائع کیا جا رہا ہے کہ مخلصینِ سلسلۂ عالیۂ مجدّدیہ خصوصاً اور اہلِ اسلام عموماً ان روحانی کیفیات اور واردات ہائے قلبی سے حوصلہ پا کر اپنے اعمال کو اعمالِ صالحہ میں تبدیل کرنے کی سعی فرمائیں اور یہ مقصد حاصل ہو جائے تو آخرت میں ان شاء اللہ ہم سب کی بخشش کا باعث بھی ہو جائے گا۔

اس کتاب کی اشاعت میں جن حضرات نے بھی تعاون فرمایا ہے (خاص طور پر پروفیسر مسعود الرحمٰن صاحب) نے ان سب کو اللہ تعالیٰ اجرِ عظیم عطا فرمائے اور اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین!

پروفیسر، ڈاکٹر حافظ **منیر احمد خاں**

ایم اے (عربی)، پی ایچ ڈی

چیئرمین: شعبۂ اسلامک کلچر

سندھ یونیورسٹی، جامشورو

حیدر آباد

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت نوح علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے طوفان سے اپنے بیٹے کے لیے برأت چاہی تو جواب ملا کہ انہ عمل غیر صالح۔ کیوں کہ الولد سر لابیہ حدیث ہے۔ چناں چہ اسلافِ کرام کے صحیح اخلاف تو وہی ہیں جو ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم کے مصداق، متقی ہوں اور باعثِ ننگ نہ ہوں۔ ارواحِ قدسیہ کی آواز آج بھی اس طرح آتی ہے کہ:

جائے کہ بزرگ بایدت بود

فرزندیِ من نہ داردت سود (نظامیؒ)

اس لیے اسلاف کے حالات ہم لوگوں کو غیرت ضرور دلا سکتے ہیں۔ اگر یہ مقصد حل ہو گیا تو......

ع شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

یہ کتاب غیر خاندان والوں کے لیے بھی اس طرح مفید ثابت ہو سکتی ہے کہ وہ کم از کم ہماری خامیوں کو دیکھ کر اپنے لیے بہتر راہِ عمل تلاش کر سکیں گے۔ قبلہ منجھلے نانا حکیم عبدالکریم خاں صاحب مرحوم کے خطوط سے ریاست جاورہ کے متعلق بہت سے تاریخی اور معاشرتی حالات معلوم ہو سکتے ہیں اور طبی نسخے انشاء اللہ سب ہی کے لیے مفید ہو سکتے ہیں لیکن ان کے متعلق کسی حکیم حاذق سے مشورہ کر لینا بہتر ہوگا، کیوں کہ راقم الحروف نے کچھ باہر کے نسخے بھی شامل کر لیے ہیں۔ فقط

ننگِ خاندان

غلام مصطفیٰ خاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ ددھیال

راقم الحروف غلام مصطفےٰ خاں (ابنِ گلاب خاں صاحب یوسف زئی) کے دادا کے دادا سلطان خاں صاحب یوسف زئی اضلاعِ شمالی ومغربی سے غالباً رام پور ہوتے ہوئے ممالکِ متوسط (سی پی، ہندوستان) کے قصبۂ چھپارا (ضلع سیونی) میں آباد ہوئے۔ ان کے چار صاحب زادے تھے۔ (۱) میرے پر دادا (امیر) مولیٰ خاں، (۲) کمال خاں، (۳) جمال خان، چوتھے ایک گونگے تھے، جن کا نام مجھے معلوم نہیں۔ یہ چاروں بھائی بڑے جنگ جو اور فنِ سپاہ گری کے ماہر تھے۔ نماز روزہ اور زہد وتقویٰ سے خاص شغف رکھتے تھے۔ ناگ پور کے ہندو راجا اور اس کے شمالی اضلاع والے دشمنوں کے درمیان میرے یہ سب بزرگ اور ان کے دوسرے اعزّا ایک آہنی دیوار کی حیثیت رکھتے تھے اور ہر فریق ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ سیونی میں نئی نئی انگریز عدالت قائم ہوئی، تو ۶/ ستمبر ۱۸۲۳ء سے ۶/ دسمبر ۱۸۲۵ء تک Captain T. Wordlow وہاں کا Principal Assistant to the Agent to the Governor General in India (ڈپٹی کمشنر) مقرر ہوا۔ اس کے بعد J. Stephens

۶ /دسمبر ۱۹۲۵ء سے مقرر ہوا۔ اس کے زمانے میں میرے پردادا (امیر) مولیٰ خاں نے کسی ہندو کو مار ڈالا۔ J. Stephens نے اُن کو طلب کیا تو وہ مع اپنے بھائیوں کے اُس کی عدالت میں پہنچے۔ اُس نے کچھ سختی کا برتاؤ کیا تو میرے پردادا نے ۱۷/اگست ۱۸۲۷ء کو بھری عدالت میں اُس کو قتل کر دیا۔ پھر سب بھائیوں نے انگریزوں اور اُن کے حامیوں کا قتلِ عام شروع کر دیا۔ لیکن پھر فوجیں آ گئیں تو وہ چاروں بھائی اور اُن کے چچازاد بھائی ولی داد خاں جنگلوں میں چھپ گئے اور قریب ایک سو میل کے فاصلے پر جبل پور کے قریب قصبہ پناگر میں جا کر آباد ہو گئے۔ لیکن ان کے والد سلطان خاں صاحب اور ان کے چھوٹے بھائی دونوں اسی معرکے میں سیونی میں شہید ہو گئے۔ سیونی میں موٹر اسٹینڈ کے پیچھے جھریا کے پاس انھی شہیدوں کے مزار ہیں۔ کسی شخص نے ان دونوں مزاروں کو ایک کر کے پختہ بنا دیا ہے اور باغ بھی لگا دیا ہے۔ ہر سال وہاں ۱۲/ربیع الاوّل کو عرس بھی ہوتا ہے۔

۱۸۲۷ء میں میرے پردادا مولیٰ خاں صاحب جو سب بھائیوں میں بڑے تھے قریب بیس سال کے ہوں گے۔ وہ سب بھائی ملک کر لیبٹرا گاؤں میں کھیتی کیا کرتے تھے جو پناگر سے قریب ہے اور اس میں ایک سوکھنڈی بیج بویا جاتا تھا۔ چھوٹے بھائی جوگونگے تھے وہ قریب ۷۰ میل کے فاصلے پر کارواں لے جا کر، منڈلہ جا کر غلہ فروخت کیا کرتے تھے۔ ان کا ایک بہت بڑا باغ آموں کا بھی تھا۔ پناگر میں پٹھانی محلّہ اُن ہی نے آباد کیا۔ اس محلے میں داخل ہوتے ہی سامنے جو مکان ہے وہ مولیٰ خاں صاحب کا ہے اور اُس کے پیچھے دوسرے بھائیوں کے مکانات ہیں۔ کچھ عرصے کے بعد باندہ کے پٹھان بھی وہاں آ کر آباد ہو گئے اور دموہ کی طرف سے ایک شیخ خاندان بھی وہاں آ گیا تھا۔ اسی خاندان میں شیخ طیب صاحب کی بہن سکینہ صاحبہ سے میرے پردادا کی شادی ہوئی۔ ان کے دو بیٹے تھے۔ وزیر خاں اور موسیٰ خاں اور ایک بیٹی جنت بی تھیں۔ وزیر خاں صاحب میرے دادا تھے اور وہ

قریب ۱۸۵۰ء میں پیدا ہوئے تھے۔ موسیٰ خاں صاحب حافظ تھے، لیکن کسی وقت قرآن پاک کچھ بھول گئے تو خدا کا خوف اس قدر طاری ہوا کہ پاگل ہو گئے۔

دادا وزیر خاں صاحب کی شادی سکینہ صاحبہ کی بھتیجی فاطمہ صاحبہ سے ہوئی اور موسیٰ خاں صاحب کی شادی دوسری بھتیجی شکورن سے ہوئی۔ جنت بی کی شادی قصبہ مجھولی میں ہوئی اور ان ہی کی بیٹی نصیبن کی شادی میرے منجھلے چچا اکبر خاں صاحب سے ہوئی تھی۔ میرے والد گلاب خاں صاحب سب سے بڑے تھے اور وہ غالباً ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کی شادی میرے نانا مولانا عبدالقادر خاں صاحب کے یہاں ۱۸۹۶ء میں ہوئی۔ لیکن اِس سے قریب دو سال پہلے میرے دادا وزیر خاں صاحب فوت ہو چکے تھے۔ البتہ میرے پردادا مولیٰ خاں صاحب زندہ تھے جنھوں نے یہ شادی کرائی تھی۔ ان کا انتقال ۱۸۹۸ء میں ہوا۔ میرے والد صاحب کا انتقال جبل پور میں بروز سہ شنبہ ۱۸؍ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ (۲۳؍جولائی ۱۹۲۴ء) کو ہوا، اور وہاں رانی تالاب کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ میرے چھوٹے چچا تراب خاں صاحب جن کی شادی میرے دادا صاحب کے چچازاد بھائی ولی داد خاں صاحب کے صاحب زادے خوش حال خاں صاحب کی صاحب زادی سے ہوئی تھی غالباً ۱۹۱۷ء میں جبل پور میں فوت ہوئے تھے۔ والد صاحب کی قبر کے قریب ہی وہ بھی مدفون ہیں لیکن منجھلے چچا اکبر خاں صاحب پنا گرہی میں رہے اور وہیں چہار شنبہ ۲۸؍صفر ۱۳۵۸ھ (۱۹؍اپریل ۱۹۳۹ء) کو فوت ہوئے۔

مولیٰ خاں صاحب کے منجھلے بھائی کمال خاں صاحب سیہورہ (ضلع جبل پور) چلے گئے، وہاں پٹھانی محلّہ آباد کیا۔ اُن کے بیٹے فرید خاں، امام خاں اور بدّھو خاں تھے۔ فرید خاں کے بیٹے فولادی خاں اور غفور خاں تھے۔ امام خاں کے بیٹے محبوب خاں اور ایک بیٹی بھی تھی۔ بدّھو خاں کی ایک بیٹی تھی اور وہ سلیمن آباد میں رہتے تھے۔

موسیٰ خان صاحب کے منجھلے بھائی جمال خاں صاحب پناگر ہی میں رہے۔ ان کے دو بیٹے باز خاں اور عبدالرحمٰن خاں تھے۔ باز خان کے بیٹے عبدالقادر خاں، اکبر خاں اور عبدالکریم خاں تھے۔ عبدالرحمٰن خاں کے بیٹے عظیم خاں، ...... خاں، محبوب خاں اور مصطفےٰ خاں ہیں۔ موسیٰ خاں صاحب کے چچازاد بھائی ولی داد خاں کے بیٹے خوش حال خاں اور مراد خاں تھے۔ خوش حال خاں کے بیٹے عمر خاں اور ان کے بیٹے عثمان خاں عبرہ ابھی پناگر ہی میں ہیں۔

چچا اکبر خاں صاحب کے بیٹے عبدالصمد خاں ہیں اور اب وہ حیدرآباد (سندھ) میں مقیم ہیں۔ میرے والد صاحب کے بیٹے حاجی نذیر احمد خاں صاحب مرحوم، عبدالرحمٰن خاں صاحب اور راقم الحروف ہے۔ میری ایک بہن احدی بیگم ہیں۔ میرے والد صاحب بہت خوب صورت اور وجیہہ تھے۔ بڑی بڑی آنکھیں، کھڑی ناک، کشادہ پیشانی اور نہایت نرم مزاج تھے۔ بہت ذہین بھی تھے، اُس زمانے کے رواج کے مطابق نارمل اسکول کے امتحان میں شریک ہوئے اور سب سے اوّل پاس ہو کر انعامات حاصل کیے۔ پولیس کی ملازمت کی، ہیڈ کانسٹیبل ہوئے۔ پھر ریلوے پولیس میں منتقل ہو گئے۔ وہاں مال کے ڈبّوں سے سپاہیوں نے چوری کی تو والد صاحب نے اُن لوگوں کے خلاف کارروائی کی جس سے وہ لوگ ناراض ہو گئے اور انھوں نے کسی سے جادو کروادیا، جو اس زمانے میں سی پی میں بہت عام تھا۔ اس طرح والد صاحب قریب سات سال تک صاحبِ فراش رہے۔ اسی دوران میں بڑے بھائی نذیر احمد خاں صاحب جو انگریزی دسویں جماعت میں زیرِ تعلیم تھے (گیارہویں جماعت میٹرک کی ہوتی تھی) تعلیم ترک کرنے پر مجبور ہوئے، چناں چہ ۱۹۱۶ء میں وہ پوسٹ آفس سیونی میں کلرک ہو گئے۔ ۳۰؍ روپے مشاہرہ ملتا تھا، پندرہ روپے خود خرچ کرتے تھے اور بقیہ پندرہ روپے گھر بھیجتے تھے۔ والد صاحب غالباً ۱۹۱۹ء میں اچھے

ہوئے تو جبل پور کے کوتوالی اسکول میں اور پھر سرائے اسکول میں ماسٹر ہو گئے اور ۱۹۲۴ء میں انتقال فرمایا۔ جیسا کہ اوپر درج ہوا، والد صاحب بڑے عبادت گزار اور پاکیزہ اطوار تھے۔ خود دار بھی بہت تھے۔ غالباً ۱۹۲۲ء میں مجھے جبل پور کے اتواری بازار لے گئے تو اُن کے کسی دوست نے میرے بدن پر گرم کپڑا نہ ہونے پر ایک گرم کوٹ خریدنے کی سفارش کی۔ اُس زمانے میں پہلی جنگ عظیم کے سپاہیوں کے گرم کوٹ بازار میں بہت آئے ہوئے تھے۔ اُن ہی میں سے چھوٹے کوٹ بھی تیار کیے جاتے تھے۔ والد صاحب نے اپنے دوست سے فرمایا، میرا لڑکا اگر سردی میں ٹھٹھرتا ہے تو مجھے گوارا ہے لیکن مجھے یہ گوارا نہیں کہ وہ کسی (غیر مذہب والے) کا اتارا ہوا کپڑا پہنے، والد صاحب ارہر کی دال پسند فرماتے تھے اور پھلوں میں کھجور پسند تھی۔

میری والدہ محفوظ النساء صاحبہ بڑی صابر و شاکر تھیں۔ عبادت، ریاضت اور خدمت میں بہت مستعد تھیں۔ والد صاحب کی طویل بیماری کے زمانے میں بڑی عسرت سے وقت گزارا، لیکن اپنے بھائیوں پر بھی اپنی پریشانیاں ظاہر نہیں کیں۔ خودداری کا یہ عالم تھا کہ کسی سے مستعار بھی کوئی چیز نہیں لیتی تھیں۔ صفائی اور پاکیزگی کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ بڑے بھائی صاحب پر بہت شفقت فرماتی تھیں اور دونوں ایک دوسرے کے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے۔ مجھ پر بھی بڑی شفقت تھی اور میرے لیے اکثر یہ دعا فرماتی تھیں کہ اللہ پاک تجھے راستہ چلتے عزّت دے۔ کاش آخرت میں بھی اللہ پاک میری شرم رکھ لے، جب میں امراؤتی کے کنگ ایڈورڈ کالج میں لیکچرر ہو گیا، تو اس وقت سے آخر دم تک وہ میرے ساتھ رہیں اور میرے لیے موجبِ رحمت بن کر رہیں۔ آخر زمانے میں اُن کے ہوش حواس درست نہیں تھے، بحمد اللہ ایسے وقت میں مجھے ان کی خدمت کی سعادت نصیب ہوئی، بچوں کی طرح ان کو گود میں لے کر لوریاں دیتا تھا اور ان کو نہلاتا دھلاتا تھا۔ نزع کے وقت

ہوئے تو جبل پور کے کوتوالی اسکول میں اور پھر سرائے اسکول میں ماسٹر ہوگئے اور ۱۹۲۴ء میں انتقال فرمایا۔ جیسا کہ اوپر درج ہوا، والد صاحب بڑے عبادت گزار اور پاکیزہ اطوار تھے۔ خوددار بھی بہت تھے۔ غالباً ۱۹۲۲ء میں مجھے جبل پور کے اتواری بازار لے گئے تو اُن کے کسی دوست نے میرے بدن پر گرم کپڑا نہ ہونے پر ایک گرم کوٹ خریدنے کی سفارش کی۔ اُس زمانے میں پہلی جنگ عظیم کے سپاہیوں کے گرم کوٹ بازار میں بہت آئے ہوئے تھے۔ اُن ہی میں سے چھوٹے کوٹ بھی تیار کیے جاتے تھے۔ والد صاحب نے اپنے دوست سے فرمایا، میرا لڑکا اگر سردی میں ٹھٹھرتا ہے تو مجھے گوارا ہے لیکن مجھے یہ گوارا نہیں کہ وہ کسی (غیر مذہب والے) کا اتارا ہوا کپڑا پہنے۔ والد صاحب ارہر کی دال پسند فرماتے تھے اور پھلوں میں کھجور پسند تھی۔

میری والدہ محفوظ النساء صاحبہ بڑی صابر و شاکر تھیں۔ عبادت، ریاضت اور خدمت میں بہت مستعد تھیں۔ والد صاحب کی طویل بیماری کے زمانے میں بڑی عسرت سے وقت گزارا، لیکن اپنے بھائیوں پر بھی اپنی پریشانیاں ظاہر نہیں کیں۔ خودداری کا یہ عالم تھا کہ کسی سے مستعار بھی کوئی چیز نہیں لیتی تھیں۔ صفائی اور پاکیزگی کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ بڑے بھائی صاحب پر بہت شفقت فرماتی تھیں اور دونوں ایک دوسرے کے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے۔ مجھ پر بھی بڑی شفقت تھی اور میرے لیے اکثر یہ دعا فرماتی تھیں کہ اللہ پاک تجھے راستہ چلتے عزّت دے۔ کاش آخرت میں بھی اللہ پاک میری شرم رکھ لے، جب میں امراؤتی کے کنگ ایڈورڈ کالج میں لیکچرر ہوگیا، تو اس وقت سے آخر دم تک وہ میرے ساتھ رہیں اور میرے لیے موجبِ رحمت بن کر رہیں۔ آخر زمانے میں اُن کے ہوش حواس درست نہیں تھے، بحمد اللہ ایسے وقت میں مجھے ان کی خدمت کی سعادت نصیب ہوئی، بچوں کی طرح ان کو گود میں لے کر لوریاں دیتا تھا اور ان کو نہلاتا دھلاتا تھا۔ نزع کے وقت

اُن کو میرے بچے "دادی" کہہ کر پکارتے تھے تو ایسی حالت میں بھی وہ "ہاں ہاں" کہہ کر جواب دیتی تھیں۔ بڑے بھائی صاحب اُن کو بھی دو مرتبہ حج کرانے لے گئے تھے اور بارہا اجمیر شریف بھی لے گئے۔ ٹونک اور جاورہ کے اعزا سے ملاقات کے لیے بھی گئے تھے۔ میرے والدین ماجدین اور بڑے بھائی صاحب چشتیہ کے ایک ہی سلسلے میں بیعت تھے۔ لیکن مزامیر سے پرہیز تھا۔ والدہ صاحبہ اتوار ۱۷ر صفر ۱۳۷۶ھ (۲۳ر ستمبر ۱۹۵۶ء) کو حیدر آباد (سندھ) میں فوت ہوئیں اور کراچی میں دفن ہوئیں۔

میرے بڑے بھائی نذیر احمد خاں صاحب سے بڑی بہن کبیر النساء صاحبہ تھیں، جو غالباً ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئی تھیں اور ۱۹۰۰ء میں فوت ہوئیں۔ بڑے بھائی صاحب کٹنی (ضلع جبل پور) میں پنج شنبہ ۹ر مارچ ۱۸۹۹ء (۲۶ر یا ۲۷ر شوال ۱۳۱۶ھ) ۶ر بجے شام کو پیدا ہوئے اور دوشنبہ ۹ر ذی الحجہ (یومِ الحج) ۱۳۷۶ھ (۸ر جولائی ۱۹۵۷ء) کو کراچی میں فوت ہوئے۔ ۵ر حج ادا کیے، مدینہ طیبہ کی یاد میں مرض الموت میں اکثر اشک بار رہتے تھے اور حج کا پھر ارادہ کر رہے تھے، پوری عمر اپنے تمام اعزا کی امداد فرماتے رہے۔ ۱۹۲۸ء میں جب میں نے جبل پور انجمن ہائی اسکول سے نویں جماعت پاس کی تو انھوں نے مجھے علی گڑھ بھیج دیا۔ نصف تنخواہ مجھے بھیجا کرتے تھے اور نصف میں پورے گھر کا گزارہ کرتے تھے۔ گرما کی تعطیل مین مبرے پرانے کپڑے اپنے پہننے کے لیے مجھ سے لیتے تھے اور مجھے نئے کپڑے بنوا دیتے تھے۔ ایک مرتبہ میں نے فیس کی معافی کے لیے درخواست دینی چاہی تو سختی سے منع کرتے ہوئے فرمایا، کہ ہرگز ایسی درخواست مت دینا، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھاری فیس تو معاف ہو جائے لیکن کوئی طالب علم جو تم سے زیادہ مستحق ہو اس کی حق تلفی ہو جائے۔ حج کے لیے ہمیشہ مشتاق رہتے تھے۔ اس لیے وہ شہر میں کوئی چھوٹا موٹا مکان ارزاں قیمت پر خرید کر اس کی مرمت کر کے فروخت کر دیتے تھے۔ اس طرح حج کا خرچ نکل آتا تھا۔ خالی

وقت میں اکثر قرآن پاک کی تلاوت فرماتے رہتے تھے، پورے خاندان پر اُن کا رعب تھا، اور ہر فرد کی مدد فرماتے رہتے تھے۔ اپنی ہر چیز میرے لیے قربان کر دیتے تھے۔ بچپن میں میری بیماری کی حالت میں مجھے گود میں لے کر ٹہلاتے تھے اور گود ہی میں لے کر حکیم ڈاکٹر کے یہاں لے جاتے تھے۔ آخر وقت تک اُن کا سب روپیہ میرے لیے وقف تھا، کوئی تکلّف یا تامّل نہ تھا، میں نے ایسا بھائی کسی خاندان میں نہیں دیکھا۔ والدہ صاحبہ سے بھی اُنھیں بہت زیادہ محبت تھی۔ ان کی اور نانی صاحبہ کی بھی بہت خدمت کرتے تھے۔ اجمیر شریف غالباً ۲۶-۲۷ر سال حاضر ہوئے اور عالم بے داری میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت حاصل ہوئی۔ میری بڑی بھاوج صاحبہ بھی بڑی عابد و زاہد ہیں۔ (بڑی بھاوج صاحبہ (خورشید بیگم) اور منجھلی بھاوج صاحبہ (نور جہاں) حقیقی بہنیں ہیں۔ ان کے والد نذیر الدین صاحب سے بڑے بھائی عزیز الدین صاحب تھے، جن سے میری خالہ زاد بہن اشرف النساء صاحبہ منسوب تھیں) اور وہ بھی دو حج کر چکی ہیں۔ میری اور میرے بچوں کی پرورش انھیں نے کی ہے اور ہمارے بڑے بھائی صاحب کو جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کا ایک گرامی نامہ یہاں نقل کیا جاتا ہے:

کراچی - ۱۵ر مارچ ۱۹۵۷ء   برادرم دعا۔ خیریت ہے

خیر و عافیت بدرگاہِ الٰہی نیک خواہاں، ۱۳ر مارچ والا خط آج ساڑھے ۱۲ر بجے دن پہنچا۔ خیریت معلوم ہوئی۔ آج صبح کی گاڑی سے روانہ ہونے کا خیال تھا ہمت نہ ہوئی۔ کل یا پرسوں صبح ہم دونوں یا فقط میں آجاؤں گا۔ کیوں کہ تمھاری بے چینی بشیر اللہ صاحب سے سن کر مجھ کو بہت بے چینی ہے۔ خط آنے پر بھی چین نہیں آتا۔ تمھارا آنا کس دن اور کب ہوگا۔ جلد اطلاع دو تا کہ مزید تسلی ہو جائے۔ کارڈ پر دو آنے کا ٹکٹ لگا کر Dely .... کر دینا مجھے ایک بجے

یارب بہ محمدؐ علی سلطان ملکِ دیں مددے

بہ حبیب و طائی ہم کرخی بہ سری و جنید امیں مددے

بوبکر و عبید الرحمٰن و بوالفرح و ہم پئے سنکاری

بہ سعید و غوث جیلانی بہ علی محبوب تریں مددے

پئے افلح و بوالغیث و فاضل بہ عبید و جلال شہ سمنان

پے نور العین و بہر حسن بہ شہید گوشہ نشیں مددے

بہ محمد بہر حسین ولی بہ عبدالرسول و نور اللہ

بہ ہدایت و پیر عنایت شہ پے نذر ہادی دیں مددے

بہ نوازع صفت بہ قلندر حق پئے منصبو اشرف و بو احمد

پے مظہر اللہ شہ مرشد ہن برحال نذیر حزیں مددے

قبلہ بھائی صاحب کا قادریہ شجرہ اس طرح بھی آتا ہے جو انھوں نے اردو میں نظم کیا ہے:

یاالٰہی مصطفٰے و مرتضٰی کے واسطے	اور حسین و زین عابد رہنما کے واسطے
باقر و جعفر و کاظم اور رضا کے واسطے	کرخی و سقطی جنید پارسا کے واسطے
واسطے بوبکر و شبلی اور تمیم و بوالفرح	بوالحسن اور بوسعید باصفا کے واسطے
غوث الاعظم شاہ دولھا اور منور کے لیے	شاہ آخوند امیر و اشرفا کے واسطے
بندۂ احقر ہی ترا ہے نذیر احمد غریب	رحم کر اس پر تو جملہ اولیا کے واسطے

قبلہ بڑے بھائی صاحب شروع سے حق گو تھے۔ صدقِ حال اور صدقِ مقال ان کا شیوہ تھا۔ (کبھی حق بات کہنے میں چوکتے نہیں تھے۔ بلکہ ضرورت سے زیادہ مجھ میں نرمی دیکھ کر مجھ پر معترض ہوتے تھے کہ تمھاری یہ عادت ٹھیک نہیں ہے۔ خاندان اور اعزا کے علاوہ دوسرے حضرات سے بھی وہ صلۂ رحمی سے کام لیتے تھے۔ ان کی پوری زندگی ایثار و اخلاص

کے بعد بخار آ ہی جاتا ہے اور بے چینی بڑھ جاتی ہے کل شام عرفہ والدہ مکرمہ اور پرسوں شام شب برأت کی فاتحہ ہوگی۔ گوشت ایک صاحب گاندھی گارڈن کے منگل کی صبح ۵/ بجے کار میں بیٹھ کر دے گئے اور شام کو بشیر اللہ صاحب آئے تھے۔ انھوں نے سمیع کے والد صاحب کے لیے ہاشمی صاحب کے -/75 روپے لاکر دیے تھے۔ میں نے ذاکرہ کو دے دیے تھے۔ سمیع کے والد آج کل کوئٹہ گئے ہیں فقط

ہاجرہ، سراج، ظفر کو دعا و پیار، سب کی طرف سے ہاجرہ کی خالہ کو دعا

حال پرسان کو سلام......دعا گو......نذیر احمد خاں

قبلہ بھائی نذیر احمد صاحب کا چشتیہ شجرہ اس طرح ہے جو انھی نے مرتب فرمایا تھا:

یارب بہ محمدؐ علی سلطان ملکِ دیں مددے
آن زیدؒ و فضیلؒ و ابراہیمؒ و حذیفہؒ امین الدین مددے

پئے ممشاد و اسحق احمد ہم شاہ محمد و بو یوسف
مودود و شریف و ہم عثمان بہ معین قطب الدین مددے

بہ فرید و نظام و سراج و علا پئے اشرف و نور الدین ولی
بہ حسین و جعفر ہم حاجی پئے اشرف نیک ترین مددے

پئے راجو و احمد فتح اللہ بہ مراد و بہا و توکل من
داؤد و نیاز ولی اللہ پے اشرف خوب تریں مددے

از بہر شاہ ابو احمد ہم مظہر اللہ شہ مرشد من
بر حال نذیر احمد اے رب خالق عرش بریں مددے

اور قادریہ سلسلے کا شجرہ انھوں نے اس طرح لکھا تھا:

سے عبارت تھی۔ عربی، فارسی، پشتو، ہندی، سنسکرت، انگریزی، گجراتی، مرہٹی، سندھی اور گورمکھی زبانیں اچھی طرح جانتے تھے۔ عربی بلا تکلف بولتے اور لکھتے تھے۔ اردو اور انگریزی کا خط ہمارے اسلاف کی طرح بھی بہت پاکیزہ لکھتے تھے اور بہت تیز لکھتے تھے اللہ پاک انھیں قبر میں کروٹ کروٹ جنت کی راحتیں نصیب فرمائے۔ آمین

میرے منجھلے بھائی عبدالرحمٰن خاں صاحب بھی کٹنی (ضلع جبل پور) میں بروز سہ شنبہ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ (ستمبر یا اکتوبر ۱۹۰۱ء) کو قریب ۴ بجے شام پیدا ہوئے تھے۔ (یاد نہیں کہ تاریخ کون سی تھی) تعلیم زیادہ نہ ہوسکی۔ اس لیے پولیس میں ملازم ہوگئے۔ اکثر برار کے مختلف مقامات میں متعین رہے۔ پھر بڑے بھائی صاحب نے غالباً ۱۹۴۵ء میں انھیں جبل پور بلوالیا۔ پاکستان بننے پر وہ بھی کراچی آگئے۔ شب دوشنبہ ۹/جمادی الاوّل ۱۳۸۳ھ (۲۷-۲۸/اکتوبر ۱۹۶۳ء کی درمیانی شب) پونے ۱۲/بجے انتقال فرمایا۔ دل کا دورہ ہونے لگا تھا۔ اُس رات عشاء کی نماز پڑھ کر چھوٹی نواسی حبیبہ کو نماز سکھلاتے رہے، پھر کہانی بھی سنائی اور اسے ہنساتے رہے، پھر لیٹ گئے۔ قریب پونے ۱۲/بجے رات کو دل کا دورہ ہوا۔ اُس کی وجہ سے ہاتھ زمین پر مارا تا کہ سب لوگ بیدار ہوجائیں۔ بھاوج صاحبہ وغیرہ سب لوگ دوڑے۔ بھائی صاحب نے کلمہ طیبہ پڑھا اور جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ٥ ہمیشہ ۳/بجے رات کو تہجد کے لیے بیدار ہوجاتے تھے اور فجر تک مراقبہ اور تسبیحات میں مشغول رہتے تھے۔ اُس رات بھی ۳/بجے ان کا لگایا ہوا الارم ہوا۔ وہ نقش بندی مجددی سلسلے میں حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مہاجر مدنی مدظلہٗ سے بیعت تھے۔ صبر و تحمل میں کم لوگ ان جیسے دیکھنے میں آئے ہیں۔ سخت سے سخت تکلیف کا اظہار بھی ہونے نہیں دیتے تھے۔ جوانی میں ورزش کے شوقین تھے اور پہلوانی بھی کرتے تھے۔ آخر وقت تک ان کا بدن بھرا ہوا اور طاقتور تھا۔ ان کے دو بیٹے عبدالعلیم خاں اور

عبدالغفار خاں ہیں اور ایک بیٹی عزیزہ بیگم ہے۔ منجھلے بھائی صاحب کے آخری دن کے گرامی نامے کی نقل یہاں درج کی جاتی ہے۔

ازمقام: 3/326، لیاقت آباد کراچی   بھائی صاحب السلام علیکم ودعا

رحمۃ اللہ، خیریت ہے۔ آپ سب لوگوں کی خیریت اللہ پاک سے نیک چاہتا ہوں، کل آپ کا خط ملا۔ حال معلوم ہوا۔ فکر ہے۔ آپ کو اللہ جلد اچھا کردے۔ آپ کے یہاں تو ڈاکٹر لوگ آتے ہیں۔ انھیں دکھایئے۔ کوئی اچھا علاج کرایے۔ قبلہ جٹن صاحبہ کل آئی تھیں۔ شکر ہے کہ ان کی طبیعت ابھی اچھی ہے۔ سنبھلی ہوئی ہے۔ انھوں نے اسی پیر تک حیدرآباد جانے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ میری طبیعت نہیں سنبھل رہی۔ جمعرات کے ۱۱؍بجے رات سے جمعہ کو پورے دن اور سنیچر کے ۱۱؍بجے رات سے دل کا سخت دورہ رہا۔ دل میں سخت درد بھی ہوتا رہا۔ ابھی تک طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ اس مرض سے میں بہت کمزور ہو چکا ہوں۔ بالکل چلا پھرا نہیں جاتا۔ ان کی بھی طبیعت خراب ہوگئی ہے۔ بخار کھانسی، سردرد، زکام وغیرہ کی شکایت ہوگئی ہے۔ عزیزہ بیگم اور ان کے منجھلے لڑکے کی بھی طبیعت خراب رہتی ہے۔ بڑی بہو کو TB کی شکایت ہوگئی ہے۔ یہ جناح اسپتال میں داخل ہے۔ ہم سب کی جانب سے آپ سب لوگوں کو خوب السلام علیکم ودعا۔ بچوں کو دعا پیار۔ بھائی صمد کے یہاں بھی درجہ بہ درجہ سلام ودعا۔ فقط

آپ کا دعا گو عبدالرحمٰن خان کراچی

بھائی صاحب نے یہ خط اتوار ۲۷؍اکتوبر کو لکھا اور اسی تاریخ کو پونے ۱۲؍بجے رات (شب دوشنبہ) انتقال فرمایا۔

میری ہمشیر صاحبہ احدی بیگم قصبہ رنیہ Raneh، تحصیل ہٹا (ضلع دموہ) میں

اتوار ۱۵؍رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ (۶؍دسمبر ۱۹۰۳ء) کو صبح ۹؍بجے پیدا ہوئیں۔ اُن کی شادی عباس علی صاحب کے ساتھ ہوئی تھی۔ تقسیمِ ہند کے بعد یہ سب حیدرآباد (دکن) چلے گئے۔ جہاں عباس علی صاحب کا انتقال اتوار ۲۸؍اگست ۱۹۴۹ء کو ہوگیا۔ پھر یہ لوگ کراچی آ گئے۔ دو بیٹے احمد علی اور محمود علی ہیں، اور دو بیٹیاں ملکہ اور رابعہ ہیں۔ سب کی شادیاں ہو چکی ہیں۔ ہم شیر صاحب سب بھائیوں سے اور بالخصوص مجھ سے بہت زیادہ محبت رکھتی ہیں۔ اللہ انھیں باکرامت رکھے۔ آمین! شکر ہے کہ نماز روزے کی پابند ہیں۔ اُن کا چھوٹا بیٹا اصغر علی کراچی مین ایک بس کی زد میں آ کر ہلاک ہوگیا۔ بڑے بھائی صاحب مرحوم نے ہم شیر صاحبہ اور ان کے بچوں کے ساتھ بھی بہت زیادہ سلوک کیا ہے۔

راقم الحروف غلام مصطفٰے خاں دوشنبہ، ۱۰؍شوال المکرّم ۱۳۳۰ھ (۲۳؍ستمبر ۱۹۱۲ء) کو فجر کی اذان کے وقت جبل پور میں پیدا ہوا۔ غالباً جب میں دو سال کا تھا کہ والد صاحب بیمار ہوئے۔ والدہ صاحبہ اپنا زیور وغیرہ فروخت کر کے گذارہ کرتی رہیں پھر ۱۹۱۶ء میں بڑے بھائی صاحب کی تعلیم چھڑالی گئی اور انھیں ملازمت کرنی پڑی۔ مجھے بھی بچپن ہی سے مسلسل بخار رہا کرتا تھا۔ والد صاحب کے علاج کے لیے ہی روپے کی قلت تھی، تو پھر میرا علاج کیوں کر ہوسکتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے مجھ سے فرمایا کہ تم قرآن پاک پڑھو، ان شاء اللہ اس کی برکت سے اچھے ہو جاؤ گے۔ بڑے بھائی صاحب نے مجھے پہلا پارہ پڑھا دیا تھا۔ اس لیے مجھے ہمت ہوئی اور میں ہر روز ایک پاؤ پارہ خود ہی پڑھتا رہا۔ اس کی برکت ایسی ہوئی کہ میں چند روز میں بالکل اچھا ہوگیا اور قرآنِ پاک بھی مکمل ہوگیا۔ ایک دن والد صاحب نے مجھے اپنی علالت کے زمانے میں بلایا اور نماز کی ترکیب لکھوادی۔ اُن کی ایسی دعا ہوئی کہ میں پھر بغیر کسی کے کہے ہوئے نماز پڑھنے لگا۔ والد صاحب بہت خوش ہوئے۔ میں شاید تین سال کا تھا کہ نماز اور قرآن پاک سے تعلق کی وجہ سے میرے چھوٹے چچا

تراب خاں صاحب مرحوم نے میرا نام "ملا جی" رکھ دیا تھا۔ چناں چہ محلہ والے اسی نام سے مجھے پکارنے لگے۔ اسی زمانے میں پڑھنے کے شوق کی وجہ سے بفضلہ تعالیٰ خود ہی ایک مدرسے میں داخلہ لینے چلا گیا۔ تو وہاں کے استاد اور طلبہ سب تعجب سے دیکھنے لگے۔ پھر ۱۹۲۳ء میں پانچویں اُردو کے امتحان میں پورے شہر جبل پور میں سب سے اوّل پاس ہوا اور چار سال کے لیے مجھے چار روپے ماہانہ وظیفہ دیا گیا۔ پہلی انگریزی کے امتحان میں بھی اوّل پاس ہوا۔ پھر ہر امتحان میں اچھے نمبر ملتے رہے۔ ۱۹۲۸ء میں جب نویں (انگریزی) پاس کی تو بڑے بھائی صاحب نے علی گڑھ بھیج دیا۔ وہاں دسویں کلاس میٹرک تھی اور جبل پور میں گیارہویں کلاس میٹرک کی ہوا کرتی تھی۔ اس طرح علی گڑھ جانے سے ایک بچ گیا۔ وہاں جاتے ہی مجھے نماز کا مانیٹر بنا دیا گیا۔ پھر نماز کا سینئر مانیٹر بھی بنایا گیا۔ علی گڑھ میں آٹھ سال قیام رہا۔ ایم اے (فارسی) ایم اے (اردو) اور ایل ایل بی وغیرہ سے ۱۹۳۶ء میں فارغ ہوا۔ ۱۹۳۱ء میں جب میں انٹرمیڈیٹ پاس کر کے بی اے میں داخل ہوا تو حضرت استاذ الہند قاری ضیاء الدین احمد صاحب کا تقرر یونی ورسٹی میں ہو گیا اور مجھے اُن کی خدمت میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ وہ مجھ پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ انھوں نے مجھے عربی پڑھائی، اور تجوید میں روایت حفص رحمۃ اللہ علیہ کی سند بھی عنایت فرمائی۔ عجیب بے نفس بزرگ تھے، نام ونمود سے دور رہتے تھے۔ تقویٰ تواضع وانکسار میں اُن جیسا کوئی بزرگ کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ علی گڑھ میں مولانا ابوبکر محمد شیث صاحب جون پوری، مولانا سلیمان اشرف صاحب، مولانا احسن مارہروی، مولانا ضیاء احمد صاحب بدایونی، لیفٹیننٹ حاجی حمید الدین خاں صاحب وغیرہ مجھ پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ نواب صدر یار جنگ محمد حبیب الرحمٰن خاں شروانی مرحوم بھی مجھے اپنی اولاد کی طرح عزیز رکھتے تھے۔ میرے عزیز دوست انتظام الدین صاحب جو علی گڑھ کے باشندے ہیں اور وہاں اسٹیشن کے قریب

رہتے ہیں، میرا بڑا خیال رکھتے تھے۔ اُن کی والدہ صاحبہ اور خالہ صاحبہ وغیرہ سبھی بزرگ مجھ پر شفقت رکھتے تھے۔

علی گڑھ سے فارغ ہونے کے بعد کچھ عرصے تک جلب پور میں بے کار رہا۔ کچھ پریشانی بھی محسوس ہوئی۔ کیوں کہ قبلہ ماموں عبدالمجید خاں صاحب کے یہاں میری شادی چہارشنبہ ۲۷/رجب المرجب ۱۳۵۵ھ (مطابق ۱۴/اکتوبر ۱۹۳۶ء) کو ہو چکی تھی اور معاش کا ذریعہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ لیکن تھوڑے عرصے کے بعد حضورِ انور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور ایک دن پریشانی میں ہو گیا تو فجر کے وقت اُٹھتے ہی میری زبان پر برجستہ یہ آیت آئی کہ اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ پھر مجھے یقین ہو گیا کہ میرے لیے ملازمت کا حکم آ گیا ہے۔ چناں چہ پبلک سروس کمیشن نے ناگ پور میں میرا انٹرویو ۵/جولائی ۱۹۳۷ء کو لیا اور میرا تقرر کنگ ایڈورڈ کالج امراؤتی (برار) میں ہو گیا۔ وہاں میں نے ۱۵/جولائی سے اپنا کام شروع کیا۔ بعض طلبہ مجھ سے بھی زیادہ عمر کے تھے لیکن اللہ پاک نے بڑا کرم فرمایا اور تھوڑے عرصے ہی میں انگریز، ہندو، مسلمان سبھی لوگ عزت کرنے لگے۔ پھر قریب دو سال کے بعد ناگ پور یونی ورسٹی کا صدر شعبہ اُردو بنا دیا گیا اور وہاں پھر علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کورٹ کا ممبر بھی منتخب ہوا۔ امراؤتی کالج میں دس سال رہنے کے بعد مرا تبادلہ ناگ پور کے مارس کالج میں ہو گیا۔ لیکن ناگ پور جانے سے قبل مجھے پی ایچ ڈی کی ڈگری مل چکی تھی۔ اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان بننے کے بعد قبلہ بڑے بھائی حاجی نذیر احمد خاں صاحب نے اپنا تبادلہ جبل پور سے کراچی کرا لیا اور والدہ صاحبہ مع ہاجرہ اور سراج احمد سلمہٗ کے بڑے بھائی کے ساتھ کراچی تشریف لے آئیں۔ تو میں نومبر ۱۹۴۷ء میں کراچی آ گیا۔ لیکن چند روز کے بعد ۲۴/نومبر کو گود کا بچہ عزیز احمد خاں فوت گیا اور چار دن کے بعد ان کی والدہ بھی قضا کر گئیں۔ دسمبر میں پھر ناگ پور گیا۔ لیکن سراج احمد

سلمہ، کراچی میں موتی جھرے میں بیمار ہو گیا تو پھر جنوری ۱۹۴۸ء میں مستقل طور پر کراچی آ گیا اور قریب ۱۱ر سال کی گزیٹڈ پوسٹ ترک کر دی۔

میرے بچوں کی پیدائش کی تاریخیں یہ ہیں:

(۱) بچہ پونے دو بجے شب (شبِ دوشنبہ) ۵ر ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ (۷ر فروری ۱۹۳۸ء) کو امراؤتی میں پیدا ہوا اور ساڑھے چار بجے شب سہ شنبہ ۶ر ذی الحجہ ۱۹۵۶ء (۸ر فروری ۱۹۳۸ء) کو فوت گیا(

(۲) کنیز فاطمہ (ہاجرہ) ۱۰ر بجے شب (شبِ دوشنبہ) ۲۴ر شعبان ۱۳۵۸ھ (۸-۹ر اکتوبر ۱۹۳۹ء) کی درمیانی شب میں) جبل پور میں پیدا ہوئی۔ بحمد للہ دوشنبہ ۲۹ر ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ (۵ر نومبر ۱۹۴۵ء) کو اُس نے قرآن پاک مکمل کر لیا۔

(۳) سراج احمد خاں قریب ۱۰ر بجے رات (شب سہ شنبہ) ۱۷ر ربیع الاوّل ۱۳۶۰ھ (۱۴-۱۵ر اپریل ۱۹۴۱ء کی درمیانی شب) جبل پور میں پیدا ہوا اور جمعہ ۶ر ربیع الاوّل ۱۳۶۸ھ (۷ر جنوری ۱۹۴۹ء) کو قرآنِ پاک مکمل کر لیا۔

(۴) ظفر احمد خاں دوشنبہ ۸ر رجب ۱۳۶۲ھ (۱۲ر جولائی ۱۹۴۳ء) کو جبل پور میں صبح ۸ بجے پیدا ہوا۔

(۵) بچی صابرہ شب جمعہ ۳ر بجے، ۶ر رجب ۱۳۶۵ھ (۶-۷ر جون ۱۹۴۶ء کی درمیانی شب میں) سیونی میں پیدا ہوئی اور اپنی بڑی اماں صاحب کو گود میں جبل پور میں سہ شنبہ ۱۹ر ربیع الاوّل ۱۳۶۶ھ (۱۱ر فروری ۱۹۴۷ء) کو قریب ۸ر بجے انتقال کیا۔

(۶) عزیز احمد خاں شبِ دوشنبہ ۲۷ر ذی قعدہ ۱۳۶۶ھ (۱۲-۱۳ر اکتوبر ۱۹۴۷ء کی درمیانی شب) قریب ساڑھے تین بجے ناگ پور میں پیدا ہوا اور دوشنبہ ۱۰ر محرم ۱۳۶۷ھ (۲۴ر نومبر ۱۹۴۷ء کو قریب ۱۰ر بجے صبح کراچی میں فوت ہوا۔

ان بچوں کی والدہ کنیز آمنہ جمعہ ۱۴/محرم ۱۳۶۷ھ (۲۸/نومبر ۱۹۴۷ء) قریب ۴/بجے کراچی میں فوت ہوگئیں اور میوہ شاہ کے قبرستان میں دفن ہوئیں۔ ان کے انتقال کے بعد سہ شنبہ ۳۰/اگست ۱۹۴۹ء (۵/ذی قعدہ ۱۳۶۸ھ) کی صبح لکھتاوون (ضلع چھندواڑا، سی پی) میں وکیل عبدالحمید صاحب مرحوم کی بڑی صاحبزادی سے میرا عقد ہوا۔ ان سے ایک بچی شب چہار شنبہ ۸/ربیع الاوّل ۱۳۷۰ھ (۱۶-۱۷/جنوری 1951ء) کی درمیانی شب) پیدا ہوئی اور پیدا ہوتے ہی قضا کرگئی۔

مجھے بچپن ہی سے سیر و سیاحت کا شوق تھا۔ جولائی ۱۹۲۸ء میں علی گڑھ میں میٹرک کلاس داخلہ ملا تو دہلی گیا۔ اٹاوہ، کان پور، لکھنؤ مراد آباد، رام پور، بریلی، آگرہ وغیرہ مختلف مقامات کو جانے کا موقع ملا۔ ایک مرتبہ شب یک شنبہ ۱۳/شعبان ۱۳۵۴ھ (۹-۱۰/نومبر ۱۹۳۵ء کی درمیانی شب) کو سیّد ممتاز علی صاحب اور صالح بھائی کے ساتھ علی گڑھ سے آگرہ ۵۳/میل کا سفر سائیکل پر کیا۔ ساڑھے گیارہ بجے رات کو روانہ ہوئے اور آگرہ میں اعتمادالدولہ کے مزار کے قریب پرانی مسجد میں فجر کی نماز ادا کی۔ ایک ہوٹل میں قیام کیا اور سہ پہر کو پھر سائیکل پر سکندرہ گئے اور اکبر بادشاہ کے مزار پر فاتحہ پڑھی تاج محل قلعہ، فتح پور سیکری وغیرہ کی سیر کی اور ۱۱-۱۲/نومبر کی درمیانی شب کو ساڑھے ۹ بجے پھر سائیکلوں پر ہم لوگ آگرہ سے روانہ ہوئے اور قریب ۶/گھنٹے میں علی گڑھ واپس پہنچ گئے۔

قبلہ والدہ صاحبہ اور بڑے بھائی صاحب نے پہلا حج ۱۹۳۵ء میں کیا تھا(۱۹۳۷ء میں بڑے بھائی نے دوسرا حج کیا۔ پھر ۱۹۳۸ء میں قبلہ والدہ صاحب بڑے بھائی صاحب، بڑی بھاوج صاحبہ، ہم شیر صاحبہ اور اُن کے بچہ محمود علی نے حج کیا۔ ۱۹۴۸ء میں بڑے بھائی صاحب نے چوتھا حج کیا اور ہوائی جہاز سے سفر کیا ۱۹۵۳ء میں بڑے بھائی صاحب، بڑی بھاوج صاحبہ اور اس عاجز کے ساتھ اہلیہ (دوسری) بھی حج کو گئیں۔

سیر و سیاحت کے شوق کی وجہ سے والدہ صاحبہ کے ساتھ پنا گر، سیہورہ، کٹنی، گھنوارہ، میہر وغیرہ گیا تھا، سلیمن آباد، پاٹن، گڑھا، گواری گھاٹ، بھیڑا گھاٹ، گوندیا، ناگ پور، وردھا، دھامن گانو، ایوت محل، ارنی، ڈگرس، داروہا، پانڈرکوڑا، نیز بالا پور، باسم، آکولہ، سیونی، لکھنادوں، اٹارسی، منڈلہ، ساگر وغیرہ سی پی کے بہ کثرت مقامات کی سیر کی بچپن ہی سے شہر کے مختلف مقامات میں بزرگوں کے مزارات پر فاتحہ پڑھنے جاتا تھا اور ہر جمعہ کو والد صاحب کی قبر پر فاتحہ پڑھتا حتی الامکان، ناغہ نہیں کرتا تھا، بفضلہٖ تعالیٰ روز فجر کے بعد نصف پارہ قرآن پاک پڑھنے کی توفیق حاصل تھی۔ علی گڑھ میں جب میٹرک کلاس میں داخل ہوا تو ایک دوست کے ساتھ دہلی گیا۔ اسٹیشن سے پیدل جامع مسجد، قلعہ، فیروز شاہ کا کوٹلا، پرانا قلعہ، ہمایوں کا مقبرہ وغیرہ گھومتا رہا۔ پھر حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچا۔ فاتحہ پڑھنے کے بعد ایسا محو ہوا کہ مجھے اپنا ہوش نہ رہا اور حضرت علیہ الرحمہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ میرے رفیق نے بیدار کیا۔ لیکن میں دوبارہ محو ہو گیا۔ توجہات کا یہ پہلا موقع ظاہر ہوا۔ دسمبر ۱۹۳۰ء میں اٹاوہ گیا تھا، ۱۹۳۵ء میں قبلہ ماموں عبدالمجید خاں صاحب کے ساتھ سرونج (مالوہ) گیا اور ۱۵؍دن قیام کیا۔ وہاں قبلہ ماموں کپتان محمد ایاز خاں صاحب، ان کے بھائی حافظ محمد امان خاں صاحب، ان کے صاحب زادے کپتان محمد الیاس خاں صاحب، عبدالوہاب خاں صاحب (عرف نوشہ میاں) سردار علی خاں صاحب، ننھے وغیرہ عزیزوں سے ملاقات ہوئی۔ جناب صاحب زادہ خلیل الرحمٰن خاں صاحب اُس زمانے میں سرونج سرونج کے ناظم تھے۔ یہ سب حضرات بڑی شفقت اور محبت سے پیش آئے۔ جزاهم الله فى الدارين خيرا

امراؤتی کالج میں تقرر کے بعد ۲۵؍دسمبر ۱۹۳۷ء کو ایلچ پور گیا اور وہاں شاہ دولہا عبدالرحمٰن علیہ الرحمہ کے مزار پر بھی عجیب کیفیات رونما ہوئیں۔ ۱۶؍مئی ۱۹۳۸ء کو جبل پور

سے الہ آباد ہوتا ہوا علی گڑھ گیا اور وہاں سے دہلی ہوتا ہوا سرہند شریف اسٹیشن سے گزر کر عزیز دوست چوہدری عبدالحمید صاحب سے ملنے کے لیے جالندھر گیا۔ شنبہ ۱۹ ر مئی کو سرہند شریف کے اسٹیشن سے گزر رہا تھا تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی توجہات اس قدر ہوئیں کہ میں بے قابو ہو گیا۔ پھر اکتوبر ۱۹۳۸ء میں رام پور، حبیب گنج اور بریلی کے کتب خانے بھی دیکھے۔ دوسرے سال سہ شنبہ ۲۵ ر اپریل ۱۹۳۹ء کو عزیز دوست ڈاکٹر سید محمد سعید صاحب کے ساتھ جبل پور سے حیدر آباد دکن کے لیے روانہ ہوا۔ وہاں ۲۷ ر مئی کو ہم لوگ پہنچے اور محلہ افضل گنج کے ممتاز ہوٹل میں قیام کیا۔ محلہ سلطان پورہ میں نواب فصاحت گنج بہادر جلیل مانک پوری کے مکان میں میرے استاد بھائی قاری محمد اظہر صاحب سے ملاقات کی، دوسرے دن یونیورسٹی لائبریری دیکھی پھر کتب خانہ آصفیہ کی قلمی کتابیں کئی دن دیکھتا رہا۔ دفتر دیوانی و مال کی کتابیں بھی دیکھیں۔ ایک دن وہاں اسٹیشن نام پلی کے قریب دو بزرگوں (یوسف اور شریف علیہما الرحمہ) کے مزارات پر حاضر ہوا۔ ڈاکٹر سیّد محمد سعید صاحب نے فرمایا کہ حضرت یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے تو سورۂ یوسف کا رکوع جہر سے پڑھو، فن تجوید و قرأت کی چوں کہ سند حاصل کر چکا تھا، اس لیے وہاں جب سورۂ یوسف کا پہلا رکوع پڑھا تو میں بے قابو ہو گیا۔ دونوں ہاتھوں سے دل کو تھام کر بیٹھ گیا اور عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔ ان بزرگوں کی زیارت بھی نصیب ہوئی۔ ایک مجذوب قریب بیٹھے ہوئے تھے مجھے دیکھ کر فرمانے لگے کہ کیوں نہ ہو، گلاب کا تو پھول ہے۔ (والد صاحب مرحوم کا نام گلاب خاں تھا) ڈاکٹر سیّد محمد سعید صاحب نے اس فقرے سے والد صاحب مرحوم ہی کی طرف اشارہ سمجھا۔ الحمدللہ

اکتوبر ۱۹۳۹ء کے آخر میں جبل پور ہوتا ہوا۔ ۳۰ ر اکتوبر کو ڈاکٹر عبدالستار صدیقی صاحب (۲۲-الیف، میروڈ الہ آباد) کی خدمت میں پہنچا اور ان سے استفادہ کیا۔ وہاں

سے پٹنہ گیا اور محلّہ مراد پور کے سلطان ہوٹل میں قیام کیا۔ پٹنہ (بانکی پور) کی خدا بخش لائبریری) سے قلمی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ بہ کثرت نوادر موجود ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک کا لکھا ہوا قرآن پاک کا ایک ورق بھی وہاں موجود ہے۔ مولانا مسعود عالم ندوی مرحوم اس زمانے میں اس کتب خانے کے نگراں تھے۔ وہیں پروفیسر نجیب اشرف ندوی صاحب سے ملاقات ہوئی جو بمبئی سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ ۶/نومبر کے وہاں سے واپس ہوا۔ ۲۵/دسمبر ۱۹۳۹ء کو بمبئی گیا اور یونی ورسٹی لائبریری اور کتب خانہ جامع مسجد کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ گاما اورینٹل انسٹی ٹیوٹ بھی دیکھا۔ جو آتش پرستوں کی لائبریری ہے۔ اس میں اچھے نادر مخطوطات محفوظ ہیں۔ ۲۹/دسمبر کو وہاں واپس ہوئی۔ ۸/مئی ۱۹۴۰ء کو ستنا گیا اور وہاں سے بس میں بیٹھ کر ریواں گیا اور پروفیسر اختر حسین نظامی صاحب کے یہاں گھوگھر محلّہ میں دو دن قیام کیا۔ ریواں میں مولانا رحمٰن علی مرحوم کا کتب خانہ دیکھا جو ان کے صاحبزادے عیاض علی صاحب کے قبضے میں ہے۔ ۱۰/مئی کو ریواں سے ستنا واپس ہوا۔ اور الہ آباد ہوتا ہوا کان پور گیا اور وہاں سے لکھنؤ پہنچا۔ امین الدولہ پبلک لائبریری (قیصر باغ) کتب خانہ ندوۃ العلماء لکھنؤ یونی ورسٹی لائبری اور پروفیسر مسعود حسن رضوی صاحب کا کتب خانہ دیکھا۔ قندھاری دروازے میں مولوی غفور محمد خاں سے جو محترم مولانا محمود علی خاں صاحب مرحوم کے بھائی ہیں نیاز حاصل کیا۔ میرا قیام ندہ میں رہا۔ ۱۴/مئی کو لکھنؤ سے ۹/میل کے فاصلے پر کاکوری شریف گیا اور خانقاہِ قلندریہ کی کتابیں دیکھیں۔ پھر ۱۶/مئی کو شرف آباد پہنچا اور حضرت استاذی قاری ضیاء الدین احمد صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں شرف نیاز حاصل کیا۔ وہاں سے اسی شب واپس جبل پور روانہ ہوا اور وہاں ۱۷/مئی کو بہ خیریت پہنچا۔ پھر ۲۷/ستمبر ۱۹۴۰ء کو امراؤتی سے روانہ ہوا اور ۲۸/ستمبر کو صبح ساڑھے آٹھ بجے بھوپال پہنچا۔ جناب ظفر الدین صاحب کے یہاں محلّہ شاہ جہاں آباد میں تین دن قیام کیا۔ حمیدیہ

لائبریری میں عمدہ مخطوطات ہیں۔ انتخاب دواوین شعراء سے متقدین ایک بہت نادر مخطوطہ ہے۔ وہاں ارشاد حسین صاحب اور ان کے احباب ظہیر حسن صاحب اور ضمیر حسن صاحب سے بھی خوب ملاقات رہی۔ وہاں پیر دروازے کے قریب ایک ضعیف کتب فروش سے کئی مخطوطات خریدے واپسی میں اٹارسی ہوتا ہوا برہان پور میں محلہ املی پورہ کے مولانا راشد صاحب مرحوم کے پاس مخطوطات دیکھے۔ ذکی صاحب کے یہاں بھی مخطوطات دیکھے اور ۳۰ر ستمبر کو وہاں سے روانہ ہو کر یکم اکتوبر کو امراوتی واپس پہنچا۔ ۲۶ر دسمبر ۱۹۴۰ء کو امراوتی سے دوبارہ بمبئی گیا اور وہاں کاما اورینٹل لائبریری میں مخطوطات دیکھے۔ پھر ۲۸ر دسمبر کو آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس میں شرکت کے لیے پونا گیا۔ نواب صدر یار جنگ حبیب الرحمن خاں شروانی مرحوم نے مجھے وہاں بلوایا تھا اور میرے لیے اپنی لائبریری کے مخطوطات بھی لے کر آئے تھے۔ وہ وہاں کورے گاؤں پارک کی ایک کوٹھی میں مقیم تھے، مجھے بھی اپنے پاس ٹھہرایا۔ ایک مقالہ ''فارسی پر اردو کا اثر'' میں نے وہیں کانفرنس میں پڑھا تھا۔ بنگال کے فضل الحق، حیدر آباد دکن کے کمال یار جنگ اور پنجاب کے شوکت حیات خاں بھی اس کانفرنس میں شریک ہوئے تھے۔ ۳۱ر دسمبر کو وہاں سے واپسی ہوئی۔

۲۲ر اپریل ۱۹۴۱ء کو جبل پور سے اٹارسی روانہ ہوا، اور وہاں سے دہلی ہوتا ہوا ۲۴ر اپریل کی صبح کو لاہور پہنچا۔ وہاں نیلا گنبد کے نور محل ہوٹل میں قیام کیا پبلک لائبریری اور یونی ورسٹی لائبریری دیکھی۔ اورینٹل کالج کے پرنسپل علامہ محمد شفیع صاحب، ڈاکٹر محمد اقبال صاحب سے ملاقات کی۔ وہیں بمبئی سے پروفیسر محمد ابراہیم ڈار آئے ہوئے تھے۔ ان سے بھی ملاقاتیں رہیں۔ پروفیسر حافظ محمود خاں شیرانی صاحب سے بھی ان کے دولت کدے پر نیاز حاصل کیا۔ اُن کے پاس ملک ارسلان اور بہرام شاہ غزنوی جیسے غیر معروف بادشاہوں کے سکے بھی بہ کثرت تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے سے لے

کر بہت بعد تک کے سکے محفوظ تھے۔ پروفیسر شیرانی صاحب کے صاحب زادے اختر شیرانی کی بچی بھی دیکھی جو اپنے دادا کی خدمت میں رہ کر فارسی ادب سے خوب واقف تھی۔ ۲۷/اپریل کو لاہور سے جالندھر گیا اور محبِ عزیز جناب و چودھری عبدالحمید صاحب کے بھائی عبدالغنی صاحب اور دوست اکرام صاحب سے ملاقات کی۔ چودھری صاحب کابل تشریف لے جا چکے تھے۔ ۲۸/اپریل کو علی گڑھ کو جالندھر سے دہلی روانہ ہوا اور ۲۹/اپریل کو علی گڑھ پہنچا۔ ۳۰/اپریل کو علی گڑھ سے بس میں بیٹھ کر ۲۲/میل کے فاصلے پر چھرا پہنچا اور وہاں سے اکّے میں بیٹھ کر حبیب گنج پہنچا۔ نواب صدر یار جنگ مرحوم بڑی شفقت سے پیش آئے۔ حبیب گنج میں میرا یہ قیام دوسرا بار تھا۔ پہلی بار غالباً ۱۹۳۸ء میں گیا تھا۔ یکم مئی ۱۹۴۱ء کو وہاں سے واپس علی گڑھ آیا اور ۳/مئی کو الہ آباد کے راستے سے جبل پور پہنچا۔

حضرت قاری ضیاء الدین احمد علیہ الرحمہ نے علی گڑھ میں ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ میں انشاء اللہ تم کو قرأت سبعہ (شاطبی شریف) پڑھاؤں گا۔ اُس وعدے کے ایفاء کے لیے وہ بہ نفسِ نفیس ۲۴/اگست ۱۹۴۱ء کو امراوتی پہنچے اور ۶/دسمبر کو وہاں سے واپس ہوئے۔ میں انھیں ناگ پور تک پہنچانے گیا۔ اس مختصر قیام کے دوران میں انھوں نے دن رات مجھے تعلیم دی۔ مقدمہ الجزریہ، تحفۃ الاطفال اور شاطبی شریف کے اصول اور کچھ فروش پڑھائے۔

۸/مئی ۱۹۴۳ء کو قبلہ والدہ صاحبہ کے ساتھ جاورہ گیا اور پٹھانی محلہ میں قبلہ ماموں عبدالعزیز خاں صاحب کے یہاں قیام کیا۔ دوسرے ماموں حکیم عبدالقدوس خاں صاحب بھی قصبہ تال سے وہاں آ گئے۔ پھر میں اُن کے ساتھ ۱۷/مئی کو اجمیر شریف گیا اور ایک دن وہاں مختلف مقامات کی زیارت کر کے جاورہ واپس آیا۔ والدہ صاحبہ وہیں تھیں، ان کو لے کر ۱۵/دن کے بعد جبل پور پہنچا۔ جاورہ میں ماموں زاد بھائی عبدالعلیم خاں صاحب اور عبدالنعیم خاں صاحب اور ان کی دونوں بہنوں سے بھی ملاقات رہی۔ بڑی شفقت فرمائی۔

محب محترم جناب انتظام الدین صاحب (علی گڑھ والے) اوران کی والدہ صاحبہ بھی اس زمانے میں جاورہ میں تھیں۔ خوب لطف رہا۔ ۱۱رجون ۱۹۴۵ء کو جبل پور سے محب مکرم محمد یوسف صاحب کے ساتھ علی گڑھ روانہ ہوا اور ۱۵رجون تک وہیں رہا۔ دوسرے دن میرٹھ ہوتا ہوا مظفر نگر گیا جہاں مولانا احسن مارہروی مرحوم کی یاد میں مشاعرہ ہونے والا تھا۔ اس دن اختر نگینوی، نواب محشر لوہاروی، احسان بن دانش، آبر گنوری، حافظ سعید ابن احسن مارہروی، صدیقؔ، نازکؔ، رعنا رسول پوری وغیرہ تشریف لائے تھے۔ بھائی صغیر صاحب نے خوب انتظامات کیے تھے۔ ۱۸رجون کو وہاں سے ہم لوگ دیوبند گئے اور وہاں سے سہارن پور بھی گئے۔ ۱۹رجون کو سہارن پور سے رُڑکی گئے اور پھر کلیر شریف میں حاضری دی۔ ظہر کے بعد وہاں سے پھر رُڑکی گئے اور بس میں بیٹھ کر مظفر نگر واپس ہوئے۔ رات اسٹیشن پر قیام کیا اور صبح کو ۱۰ربجے ریل میں بیٹھ کر غازی آباد ہوتے ہوئے علی گڑھ پہنچے۔ وہاں تین دن قیام کر کے آگرہ گئے اور تمام مقامات کی سیر کی۔ ۲۵رجون کو وہاں سے روانہ ہو کر امارسی ہوتے ہوئے ۲۶رجون کو ۳ربجے سہ پہر کو جبل پور واپس پہنچے۔

۲۳راکتوبر ۱۹۴۵ء کو محب کرم ڈاکٹر سیّد محمد سعید صاحب کے ساتھ امراؤتی سے ۱۰ربجے دن کو بس میں بیٹھ کر باسم گیا۔ وہاں عارف الرحمٰن صاحب (سب جج) کے یہاں رات کو قیام کر کے دوسرے دن صبح ساڑھے ۱۰ربجے کنیر گانو روانہ ہوئے۔ یہ مقام تھا جہاں سے حیدرآباد دکن کی حدود شروع ہوتی تھیں۔ وہاں سے بس میں بیٹھ کر ۱۸رمیل پر ہنگوئی پہنچے اور وہاں سے دوسری بس میں ۵۱رمیل طے کر کے نانذیر پہنچے۔ پھر رات کو ۱۲ربجے وہاں سے ریل میں بیٹھ کر سکندرآباد، ۲۵راکتوبر کو ساڑھے ۸ربجے صبح پہنچے۔ کتب خانہ آصفیہ اور یونی ورسٹی لائبریری دوبارہ دیکھنے کا موقع ملا۔ قاری محمد اظہر صاحب (سلطان پور) محمد امین صدیقی صاحب مرحوم (چنچل گوڑہ) قاضی منظور الامین صاحب (آغا پورہ) اور علی شبر حاتمی

صاحب (عابد روڈ) وغیرہ سے ملاقات کی۔ ۳۰/ اکتوبر ۱۹۴۵ء وہاں سے واپسی ہوئی۔

پھر منجھلے بھائی عبدالرحمٰن خاں صاحب مرحوم کے ساتھ ۲۲/ مئی ۱۹۴۶ء جبل پور سے روانہ ہوا۔ کھنڈوا، اندور، اجین، جاورہ، اجمیر شریف، جے پور، دہلی، آگرہ، فتح پور سیکری وغیرہ کی سیر کر کے ۲/ جون کو واپسی ہوئی۔

پاکستان بن جانے کے بعد والدہ صاحبہ کے ساتھ ہاجرہ اور سراج احمد کو بڑے بھائی صاحب کراچی لے آئے تھے۔ پھر ہم لوگ بھی ۵/ نومبر ۱۹۴۷ء کو بمبئی سے روانہ ہوئے۔ ۷/ نومبر کو کراچی پہنچے۔ منجھلے بھائی صاحب بھی آ چکے تھے۔ ہم سب اکٹھے چاکی واڑہ کراچی کے ایک مکان میں مقیم تھے۔ ۲۴/ نومبر کو شیر خوار عزیز احمد خاں نے داغِ مفارقت دیا۔ پھر ۲۸/ نومبر کو اہلیہ بھی چل بسیں۔ راقم کالج ناگ پور سے رخصت پر آیا تھا۔ وہاں سے محترم پروفیسر ڈاکٹر سیّد رفیع الدین صاحب نے لکھا کہ مارچ تک کام کر کے اپریل سے تعطیل ہونے پر واپس جا سکتے ہیں۔ اس لیے دسمبر میں ہوائی جہاز سے بمبئی گیا اور وہاں سے ریل میں ناگ پور پہنچا۔ چند روز کام کیا پھر دسمبر کی تعطیل میں حیدر آباد دکن چلا گیا۔ وہاں قبلہ ماموں عبدالمجید خاں صاحب مرحوم اور ہمشیر صاحبہ وغیرہ بہت سے اعزا تھے۔ ان سے مل کر پھر ناگ پور واپس آیا اور جنوری میں ۱۵-۱۶/ دن کام کیا لیکن پھر بڑے بھائی صاحب مرحوم کا تار کراچی سے آیا کہ سراج احمد سلمہٗ کو موتی جھرا نکل آیا ہے۔ چناں چہ ملازمت ترک کر کے ۲۲/ جنوری ۱۹۴۸ء کو کراچی پہنچ گیا۔ تھوڑے سے عرصے کے بعد کراچی میں اسلامیہ کالج قائم ہوا اور مجھے وہاں لے لیا گیا۔ قریب دو سال وہاں کام کر کے اُردو کالج میں مقرر ہو گیا۔ وہاں قریب ۶/ سال کام کرتا رہا۔ آخری ایک سال میں کراچی یونی ورسٹی میں بھی کام کرتا رہا اور وہاں سے بھی قریب پانچ سو روپے ماہانہ مل جاتے تھے۔ ہر شخص کو اپنی غرض مقدم ہے اس لیے کراچی یونی ورسٹی میں میری جگہ کسی صاحب کے لیے

کوشش ہونے لگی۔ وہ کام یاب ہوگئے۔ میں نے صبر کیا۔ پھر ایک دن یکا یک میرے ذہن میں یہ آیت آئی: الیس اللہ بکاف عبدہٗ (کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں) اس آیت سے میرا حوصلہ بلند ہوگیا اور بڑی ہمت پیدا ہوئی۔ اکتوبر ۱۹۵۵ء کو اپنے شیخ جناب مولانا زوّار حسین صاحب مدظلہٗ کی خدمت میں خیر پور ٹامی والی گیا۔ انھوں نے ایک دن اشراق کے بعد فرمایا کہ سندھ یونی ورسٹی چلے جایئے۔ میں عرض کیا کہ بہتر ہے۔ وہاں سے واپسی پر سندھ یونی ورسٹی کے رجسٹرار کا خط کراچی میں ملا کہ آپ حیدر آباد آ جائیں۔ کچھ دن کراچی میں کام کرنے کے بعد مئی ۱۹۵۶ء میں میرا تقرر صدر شعبۂ اردو کی حیثیت سے سندھ یونی ورسٹی میں ہوگیا لیکن مجھے ہندوستان جانا تھا۔ اس لیے وہاں سے آ کر ۱۴ر جولائی سے میں نے چارج لیا۔

ناگ پور کی ملازمت سے سبک دوش ہوکر جب بمبئی پہنچا تو غالباً ۱۸-یا ۱۹ر جنوری ۱۹۴۸ء کو بمبئی کی ایک مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ کر بیٹھا تھا تو دیوار پر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے اقوال ایک کاغذ پر لکھے ہوئے نظر آئے۔ اُن میں سے ایک یہ تھا کہ ''حق سبحانہٗ تعالیٰ را بہ واسطہ آن دوست می دارم کہ ربِ محمد است'' (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) (مبدا و معاد) اس قول کو پڑھتے ہی دل پر زبردست جھٹکا محسوس ہوا، سکتے کا عالم ہوگیا۔ میں نے دونوں ہاتھ سے اپنے دل کو مضبوط سے تھاما کہ کہیں حرکت بند نہ ہو جائے۔ بڑی دیر میں دل قابو میں آیا۔ سبحان اللہ! کیا قول ہے۔ شاید ایسی حمد و نعت کسی زبان میں موجود نہیں۔ کراچی آنے پر اسلامیہ کالج میں تقرر ہوگیا اور دسمبر ۱۹۴۸ء میں سخت بیمار ہوا۔ حکیم ڈاکٹر میرے بخار کی تشخیص اور علاج سے قاصر رہے۔ ۱۷-۱۸ر دن سخت بخار رہا۔ پھر ایم اے کے ایک طالب علم محمد اسحٰق بیگ صاحب میری عیادت کو آئے اور مجھ سے کہا، اگر اجازت ہو تو آپ کے لیے بخار کا تعویز لا دوں۔ میں نے کہا اچھی بات ہے۔ اللہ پاک کے نام کی بڑی

برکت ہے۔ دوسرے دن وہ اپنے دوست صوفی محمد احمد صاحب سے ایک تعویز گلے میں باندھنے کے لیے اور شاید تین تعویز پانی میں گھول کر پینے کے لیے۔ میں نے عرض کیا آپ ہی ایک تعویز گھول کر مجھے دے دیجیے۔ چناں چہ انھوں نے وہ تعویز مجھے گھول کر دیا۔ میں نے پیا۔ اللہ کی شان کہ اسی وقت بخار اتر گیا۔ پھر بقیہ تعویز بھی بعد میں پی لیے۔ اس طرح صوفی محمد احمد صاحب سے تعارف کا ایک موقع نکل آیا۔ وہ اس وقت تک اپنے حضرت صاحب مدظلہٗ سے خلیفہ مجاز بھی نہیں ہوئے تھے لیکن اللہ پاک نے انھیں اس قدر نوازا تھا۔ پھر آنا جانا ہونے لگا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اسکول میں ماسٹر ہیں۔ ایم اے کر لیجیے تاکہ ترقی ہو سکے۔ چناں چہ میرے مشورے سے انھوں نے میری کلاس میں آنا شروع کر دیا اور انھوں نے ایم اے پاس کر لیا۔ اُن کے حضرت صاحب کراچی تشریف لائے۔ میں بھی اُن سے ملا۔ ان کی سادگی اور تقویٰ دیکھ کر متاثر ہوا۔ ہاتھ چومنا اور نذر و نیاز کچھ بھی نہ دیکھا۔ دوسری مرتبہ جب تشریف لائے تو اس وقت بھی ان کو دیکھ کر متاثر ہوا۔ پھر وہ تشریف لے گئے۔ ایک مرتبہ صوفی محمد احمد صاحب میرے ساتھ قبرستان فاتحہ پڑھنے کے لیے گئے۔ اہلیہ مرحومہ کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر مجھ سے کہا کہ آپ کی اجازت ہو تو میں یہاں تھوڑی دیر بیٹھ جاؤں۔ میں کچھ نہ سمجھا۔ میں نے عرض کیا کہ ضرور بیٹھ جایئے وہ مراقب ہوئے۔ ماشاءاللہ اہل کشف ہیں۔ اُن سے میری اہلیہ مرحومہ کی باتیں ہوئیں لیکن میرے نانا یعنی مرحومہ کے دادا مولانا عبدالقادر خاں صاحب علیہ الرحمہ کے توسط سے ہوئیں۔ مراقبے کے بعد صوفی صاحب نے حالات بتائے۔ مجھ پر بہت اثر ہوا اور عرصے تک ان باتوں کا خیال آتے ہی چیخ نکل جاتی تھی۔ پھر میں نے اُن سے کہا کہ آپ مجھے بھی ذکر کا طریقہ بتایئے۔ انھوں نے فرمایا کہ مجھے اجازت نہیں ہے لیکن میں اپنے حضرت صاحب کو لکھتا ہوں۔ اگر وہ اجازت دے دیں گے تو میں بتا دوں گا۔ جواب آنے پر انھوں نے حضرت شاہ صاحب

مدظلہٗ کا طریقۂ ذکر مجھے بتایا۔ میں گھر آ کر عشاء کے بعد ذکر میں بیٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ سیاہ ریش اور سر پر ہلکا گلابی رنگ کا عمامہ پہنے ہوئے میرے قریب آ کر بیٹھ گئے۔ میں ذکر میں مشغول رہا۔ دوسرے دن پھر ایسا ہی ہوا۔ تیسرے دن وہ پھر تشریف لائے اور فرمایا کہ اوپر آسمان کی طرف دیکھو۔ میں نے دیکھا تو ایک نہایت حسین اور پُر انوار بزرگ آسمان پر نظر آئے۔ پہلے سے جو بزرگ تشریف لا رہے تھے انھوں نے فرمایا کہ ان بزرگ کو سلام کرو، یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے سلام عرض کیا۔ انھوں نے جواب دیا۔ مجھ پر بے تابی غالب ہوگئی۔ دیر تک یہی کیفیت رہی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بزرگ جو تین دن سے تشریف لاتے ہیں وہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ الحمدللہ علی احسانہٖ۔ پھر میرے دل کا تصفیہ فرمایا گیا اور بہ کثرت بزرگانِ دین علیہم الرحمہ کی ہر روز زیارت ہونے لگی۔ شاید ہی اکابر میں سے کوئی بزرگ ایسے ہوں گے کہ مجھے ان سے شرفِ نیاز حاصل نہ ہوا ہو۔ کسی بزرگ کو دیکھ کر دل ہی اندر سے کہتا تھا کہ یہ فلاں بزرگ ہیں اور کبھی ان کے قریب ان کا اسمِ گرامی لکھا ہوا نظر آتا تھا۔ یہ واقعہ غالباً ستمبر ۱۹۴۹ء کا ہے۔ اکتوبر میں حضرت دادا پیر محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ کا سلسلہ میں سالانہ اجتماع مظفر گڑھ میں ہونے والا تھا۔ تو صوفی محمد احمد کے ساتھ میں بھی وہاں گیا۔ وہاں حضرت شاہ صاحب مدظلہٗ سے نیاز حاصل کیا اور صوفی صاحب نے سفارش کی کہ مجھے بیعت کر لیا جائے۔ حضرت صاحب نے پہلے دن اور دوسرے دن بھی بیعت نہیں کیا۔ پھر تیسرے دن عشاء کے بعد جامع مسجد کے ایک علیحدہ گوشے میں مجھے بیعت کر لیا۔ الحمدللہ! ان تین دنوں کے قیام میں بھی مجھے بہت سے بزرگوں کی زیارت نصیب ہوئی۔ بالخصوص حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا کرم فرمایا، پھر حضرت شاہ صاحب مدظلہٗ کے ساتھ ہم لوگ ملتان گئے۔ وہاں حضرت شمس سبزواری رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے رفیق سے

بھی شرفِ نیاز حاصل ہوا اور گفت گو ہوتی رہی۔ پھر حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہم لوگ بیٹھے۔ میں نے دیکھا کہ اُن کے بائیں پہلو کی طرف اُن کے صاحب زادے حضرت صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ سیاہ ریش تشریف رکھتے ہیں لیکن کہیں تشریف لے جانے والے ہیں۔ حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا بہت اونچا عمامہ دیکھا۔ وہ لیٹے ہی رہے۔ بہت قوی الجثہ بزرگ نظر آئے۔ شفقت کی ایسی نظر تھی جیسے کوئی بزرگ اپنے پوتوں اور نواسوں کو اپنے قریب دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ شفقت سے نظر بھر کر بھی وہ اس عاجز کو نہیں دیکھتے تھے بلکہ نظرِ غلط انداز ڈالتے تھے۔ موٹا گاڑھے کا کرتہ اور تہمد پہنے ہوئے تھے۔ مجھے بہت سے بیضوی شکل کے نقرئی سکّے عنایت فرمائے جن پر ابھرے ہوئے بڑے بڑے الفاظ تھے لیکن میں پڑھ نہ سکا۔ پھر فرمایا کہ تم کو دین و دنیا کی نعمتیں دی گئی ہیں۔ الحمدللہ۔ پھر ان کے پوتے حضرت رکن الدین رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی۔ مجھے غالباً اپنے دل کی تصویر دکھائی گئی کہ پانی بھرا ہوا ہے لیکن کہیں کہیں کاہی جمی ہوئی ہے پھر نفس کی شکل دکھائی گئی کہ ایک چھوٹا موٹا سانپ ہے۔ وہ میرے قریب سے گزرنے لگا، تو مجھے خوف محسوس ہوا۔ اللہ پاک نفس اور شیطان کے شر سے محفوظ رکھے، آمین۔ پھر ہم لوگ حضرت شاہ صاحب مدظلہٗ کے ساتھ ان کے دولت کدے پر خیر پور ٹامی والی پہنچے۔ غالباً چند گھنٹے قیام کیا، رخصت کے وقت حضرت صاحب نے دوسرا سبق بھی مجھے دے دیا۔ یعنی بیعت کے دو دن کے بعد ہی یہ سبق عنایت فرمایا۔ پھر بزرگانِ دین علیہم الرحمہ کی زیارتیں نصیب ہوتی رہیں۔ حضرت فضل الرحمٰن گنج مرادی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضرتِ خضر علیہ السلام نے بھی نوازا۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت نوازا۔ پھر ایک دن دیکھا کہ بزرگوں کی دو صفیں آمنے سامنے لگی ہوئی ہیں اور کسی بزرگ کا انتظار ہے۔ تھوڑی دیر میں ایک بزرگ کی تشریف آوری پر حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ

نے مجھ سے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ تشریف لا رہے ہیں۔ میں مراقبے ہی میں کھڑا ہو گیا۔ دیکھا کہ نہایت حسین اور نازک اندام بزرگ تشریف لائے سبز مخمل کا جبہ پہنے ہوئے تھے اور اس میں زردوزی کے بڑے بڑے گلاب کے پھول لگے ہوئے تھے۔ میں نے چند باتیں دریافت کیں۔ حضرت قدس سرہٗ نے جواب عنایت فرمایا۔ پھر ایک دن فجر کے بعد مراقبے میں بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتہً حضورِ انور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی سواری آ گئی۔ تمام کمرہ خوش بو سے مہک گیا۔ میں بے قابو ہو گیا اور درود شریف پڑھتا ہوا سر بہ سجود ہو گیا، اور دیر تک پڑا رہا۔ اہلیہ نے آ کر دیکھا اور کمرے کو معطر پایا۔ الحمد للہ۔ اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔

ایک مرتبہ خیال ہوا کہ میں اپنے ایک عزیز کو دیکھ لوں جن کو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور وہ فوت ہو چکے تھے۔ چناں چہ عشاء کے بعد ایک دن مراقبے میں بیٹھا اور ان کا تصور کیا، تو ایسا معلوم ہوا کہ میں ان کی قبر میں داخل ہو گیا ہوں۔ اُن کو اچھی طرح دیکھا اور جو باتیں ان کے حُلیے سے متعلق تھیں وہ سب نظر آئیں۔ انھوں نے کہا کہ میرے بڑے بھائی صاحب نے میرے انتقال پر پچاس روپے تجہیز و تکفین میں صرف کیے تھے وہ تم اُن کو ادا کر دینا۔ میں نے وعدہ کیا۔ مراقبے کے بعد یہ باتیں مرحوم کی ایک عزیزہ سے بتائیں تو وہ ہکا بکا ہو کر رہ گئیں اور کہنے لگیں کہ ان روپیوں کا حال ہمارے علاوہ کسی کو بھی معلوم نہیں، اور ہم نے اس لیے ادا نہیں کیے تھے کہ ان کے حقیقی بڑے بھائی صاحب نے صرف کیے تھے۔ بہ ہر حال وہ رقم مرحوم کے بھائی صاحب کو ادا کر دی گئی اور اس کے ادا کرنے کے چند روز کے بعد وہ بھی فوت ہو گئے۔ شاید اسی لیے ادا کرنے کو مجھ سے کہا گیا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک دوست عبدالغنی صاحب اور ایک کرم فرما سیٹھ عبدالغفار صاحب کے ساتھ پاک پتن حاضر ہوا۔

اتفاق سے روضہ مبارک مقفل تھا۔لوگوں نے بتایا کہ ابھی چند روز پہلے عرس ہوا تھا اور عرس کے موقع پر صندل لگایا گیا تھا۔نمی کی وجہ سے مقفل کر دیا گیا ہے۔مغرب کی طرف سے جو کھڑکی جالی دار ہے وہاں میں کھڑا ہو گیا اور فاتحہ پڑھنے لگا۔بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نظر مجھ پر ڈالی تو میں تڑپنے لگا اور اللہ اللہ کا شور کرنے لگا۔بہ کثرت لوگ وہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔وہ میری طرف دوڑے لیکن میں قابو میں نہ تھا۔بڑی دیر کے بعد طبیعت سنبھلی۔تھوڑی دیر کے بعد جمعہ کی اذان ہوئی۔مسجد وہیں ہے تو ہم لوگ مسجد چلے گئے اور اگلی صف میں بیٹھ گئے۔عبدالغنی صاحب میرے پیر بھائی بھی ہیں۔لیکن اس وقت تک روحانیت کے قائل نہیں تھے لیکن اب مسجد میں اُن پر کیفیات وارد ہوئیں وہ مجھے پکڑتے تھے تو اُن کی بے تابی اور زیادہ بڑھ جاتی تھی۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عاجز پر بہت زیادہ شفقتیں فرمائی ہیں۔۱۹۵۰ء میں مولانا محمد سعید گوہانوی مدظلہٗ،صوفی محمد احمد صاحب اور بشیر اللہ صاحب کے ساتھ دریا خان اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں ہوتا ہوا موسیٰ زئی شریف حاضر ہوا۔حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان دامانی علیہ الرحمہ اور حضرت خواجہ سراج الدین علیہ الرحمہ ساتھ ساتھ ہیں۔حضرت حاجی صاحب اور حضرت عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہما نے بہت نوازشیں فرمائیں اور بہت دعائیں دیں، بشارتیں بھی سنائیں۔ اللہ پاک سب بزرگوں کے طفیل میں خاتمہ بالخیر فرمائے۔آمین!

۱۹۵۳ء میں حج اور زیارت کی سعادت بحمداللہ نصیب ہوئی۔وہاں کے حالات یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

چلو پیا (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے دیس، سکھی جی،

چلو پیا (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے دیس

سہ شنبہ ۴؍شوال المکرّم ۱۳۷۲ھ (۱۶؍جون ۱۹۵۳ء) کو پونے گیارہ بجے شب (شب چہار شنبہ) کو ہم لوگ کراچی سے مغل لائن کے جہاز مظفری سے روانہ ہوئے۔ بڑے بھائی حاجی نذیر احمد خاں صاحب، بڑی بھاوج صاحبہ اور حمیدہ بائی (بھانجی) کے ساتھ یہ عاجز اور اہلیہ بھی تھیں۔ حضرت شاہ زوّار حسین صاحب مدظلہٗ، اُن کی اہلیہ صاحب، صوفی محمد احمد صاحب، ان کی اہلیہ صاحبہ، اُن کے والد صاحب اور اُن کا چھوٹا بھائی ذوالفقار احمد، صدیقن صاحبہ اور ثروت النساء صاحبہ وغیرہ ساتھ میں تھیں۔ بدھ ۱۲؍شوال المکرّم (۲۴؍جون ۱۹۵۳ء) کو علی الصباح جدہ پہنچے۔ وہاں سے بسوں میں بیٹھ کر ہم لوگ مدینۃ الحجاج (حاجی کیمپ) پہنچے اور وہاں کمرہ نمبر ۲۷ میں قیام کیا۔ جمعرات کو ۸؍آنے فی کس موٹر کار میں دے کر حضرت حوا علیہ السلام کے مزار مقدس کی زیارت کی۔ جدہ میں پاکستان کا حج نوٹ اپنی قیمت میں ریال کے برابر تھا لیکن خیال ہوا کہ حاجیوں کے آجانے سے اس کی قیمت گر جائے گی اس لیے بہتر ہے کہ پاکستانی روپیہ کو سعودی اشرفیوں میں تبدیل کرالیا جائے۔ چناں چہ ۴۰؍روپے کی ایک گنی کے حساب سے میں نے ۲۸؍گنیاں خرید لیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ اچھا کیا۔ جمعہ کی نماز جدہ میں مسجد معمار میں پڑھی جو بازار میں ہے اور بہت قدیم معلوم ہوتی ہے۔ وہاں نماز میں بڑا کیف وسرور پیدا ہوا اور میں چیخ مار کر رو پڑا۔ جدہ میں برشومی نام کا ایک عجیب طرح کا پھل کھایا۔ (بعد میں معلوم ہوا کہ یہ ناگ پھنی کا پھل ہے۔ مکہ معظمہ میں بہت ہوتا ہے اور ۵-۷ عدد کھالینے سے دن بھر پیاس نہیں لگتی اور

ملیّن ہوتا ہے کم کھانا قبض کرتا ہے) یہ آلو سے بڑا تھا۔ اوپر سے سبز سا اس کا موٹا اور نرم چھلکا تھا اس کو دور کرنے سے اندر سے گلابی رنگ کا مغز نکلا جو میٹھا تھا۔ (اس سے پہلی رات کو معلم جمیل مکی کے وکیل حسن نثار نے آ کر کہا تھا کہ فوراً تیار ہو جاؤ، موٹر تیار ہے، مدینہ طیبہ جاؤ۔ ہم دونوں نے سامان موٹر میں رکھوایا۔ رات کو بہت دیر تک موٹر کھڑی رہی۔ پھر کچھ آگے بڑھی اور پولیس Customs (چنگی خانہ) گئی۔ وہاں بڑی دیر کھڑی رہی اور پھر واپس آ کر اسی مقام پر آ گئی جہاں سے روانہ ہوئی تھی۔ وہاں تھوڑی دیر کے بعد موٹر کے اندر سامان بھرا گیا لیکن مسافر کم تھے۔ اس لیے ڈرائیور نے کہا کہ سب لوگ اتر جاؤ، کل جانا، مجبوراً ہم لوگ اتر پڑے) دوسرے دن یعنی جمعہ ۱۴ر شوال (۲۶ر جون) کو علی الصباح بھائی صاحب، بھاوج صاحبہ اور حمیدن بائی مکہ معظّمہ کو روانہ ہوئے اور ہم لوگ عصر کے بعد مدینہ طیبہ کے لیے موٹر میں سوار ہوئے۔ مقررہ تعداد سے دو آدمی زیادہ تھے۔ اس لیے پولیس نے اجازت نہیں دی کہ موٹر روانہ ہو۔ اس لیے موٹر پولیس کے دفتر سے واپس آ کر پھر اسی مقام پر کھڑی ہو گئی جہاں سے روانہ ہوئی تھی۔ موٹر والوں نے ہم لوگوں سے کہا کہ اتر جاؤ۔ کچھ پریشانی محسوس ہوئی تو میں نے مراقبے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اپنی پریشانی عرض کی۔ بحمد اللہ فوراً خاص اجازت مل گئی کہ ان دو شخصوں کو بس سے نہ اتارا جائے۔ چناں چہ ہم لوگ جمعہ کو مغرب سے کچھ پہلے جدہ سے روانہ ہوئے۔ رابق تک راستہ پختہ ہے اور Tar Road ہے۔ اس کے بعد کچا، پتھریلا یا ریگستانی راستہ ہے۔ شنبہ کو دوپہر کے وقت موٹر کا ایک ٹائر پھٹ گیا۔ کچھ دیر کے بعد درست ہوا اور ہم لوگ منزل بہ منزل ٹھہرتے ہوئے شنبہ کی رات (شب یک شنبہ) ذوالحلیفہ (بئرِ علی) عشاء کے وقت پہنچے اور رات کو وہیں قیام کیا۔ پھر یک شنبہ ۱۶ر شوال (۲۸ر جون) کو فجر کی نماز کے بعد صرف تین میل کی مسافت طے کر کے دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم پہنچے۔ دور سے گنبدِ

خضری نظر آیا۔ تو میں موٹر کے اندر ہی کھڑا ہو گیا۔ آنکھوں نے بھی ارمان نکالنا شروع کیا۔
مدینہ طیبہ کے معلم ہر شہر اور صوبے کے لیے الگ الگ ہیں۔ جبل پور والوں کے لیے حمزہ تھے۔ لیکن ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ اس لیے اُن کے بھائی علی ابوالجود انصاری، جبل پور والوں کے معلم ہیں۔ لیکن ہم لوگ حضرت شاہ صاحب کے ساتھ مولانا عبدالغفور صاحب کے دولت کدے پر ٹھہر گئے اور ظہر کے وقت روضۂ اقدس پر سلام کے لیے حاضر ہوئے۔ دو شنبہ ۱۸ رشوال (۲۹ رجون) کو مغرب سے پہلے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم (روحی فدا) اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بحمد اللہ مراقبے میں زیارت نصیب ہوئی۔ اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے۔ بڑی رقت رہی۔ الحمد للہ!

دوشنبہ کو بعد ظہر کے علی ابوالجواد انصاری کے یہاں دعوت میں گئے۔ حمزہ مرحوم کے صاحب زادے احمد کو دس ریال بہ طور ہدیہ پیش کیے۔ شام سے قبل مدینہ طیبہ کے بازار کی سیر کی۔ ظفر احمد اور سراج احمد کے لیے ڈیڑھ ڈیڑھ ریال کی ٹوپیاں خریدیں، ایک سفید ٹوپی دو ریال میں اس عاجز نے اپنے لیے خریدی۔

چہار شنبہ ۲ رشوال (یکم جنوری) کو مغرب سے پہلے مراقبے میں حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زیارت نصیب ہوئی۔ تھوڑی دیر میں حضرت دائی حلیمہ تشریف لائیں تو سب بزرگوں نے اُن کی تعظیم کی اور وہ درمیان بیٹھ گئیں۔ بڑی رقت ہوئی اور بہت لطف آیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص شفقت فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈالی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو استغنائے کمال حاصل ہے اور انھیں سوائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کے کچھ اور پروا نہیں ہے۔ عجیب شان ہے۔

پنج شنبہ ۲۱/شوال (۲/جولائی) کو فجر کے بعد جنت البقیع کی زیارت نصیب ہوئی۔تمام مزارات ڈھا دیے گئے ہیں۔ بڑا قلق ہوا۔

جمعہ ۲۲/شوال (۳/جولائی) کو مراقبے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو علیحدہ ایک گوشے میں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب دیکھا۔ الحمد للہ۔

شنبہ ۲۳/شوال (۴/جولائی) کو نمازِ فجر کے بعد مسجد قبا، مزارِ اقدس حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ و شہدائے اُحد، مسجد قبلتین، مسجد فتح وغیرہ مقامات کی زیارت کی۔ رات کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص شفقت رہی۔ الحمد للہ۔

یک شنبہ ۲۴/شوال (۵/جولائی) کو نمازِ فجر کے بعد جنت البقیع کی پھر زیارت کی اور خصوصاً سیّد عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ...... وہیں حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔

سہ شنبہ ۲۶/شوال (۷/جولائی) کو صبح مولانا بدر عالم صاحب سے ملاقات کے لیے گئے۔ مولانا عبدالغفور صاحب کے دولت کدے کے سامنے شمس العلماء پروفیسر عبدالغنی صاحب رہتے ہیں۔ تین سال سے وہ یہیں ہیں۔ شام کو مغرب سے پہلے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بالکل صاف زیارت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ! مغرب کے بعد کھجوریں خریدیں۔

چہار شنبہ ۲۷/شوال (۸/جولائی) کو فجر کی بعد جنت البقیع کی زیارت کی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور متعدد آل و اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زیارت اچھی طرح نصیب ہوئی۔ الحمد للہ! واپسی میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں دو نفلیں پڑھی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشہد کو پھر دیکھا۔ شام

کو مغرب سے پہلے سرور کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ پھر جنگِ احد میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی صف آرائی دکھائی گئی۔ بڑی رقت رہی اور پھر بہت زیادہ فرحت نصیب ہوئی۔ اللہ پاک کا لاکھ شکر اور احسان ہے۔

پنج شنبہ ۲۸ر شوال (۹ر جولائی) تہجد اور فجر کے درمیان ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بعہد طفلی زیارت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ......! سبز لمبا کرتہ زیب تن تھا۔ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دو مرتبہ سنہرے حلیے میں دیکھا۔ الحمد للہ......! شام کو آں حضرت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پھر اس ذرۂ بے مقدار کو نوازا۔ الحمد للہ......!

جمعہ ۲۹ر شوال (۱۰ر جولائی) آج فجر کے بعد اہلیہ کے ساتھ جنت البقیع کی زیارت کی اور دوسرے قریب کے مقدس مقامات پھر دیکھے۔ قبل نماز جمعہ، قبل مغرب اور قبل عشاء حضور اکرم سرورِ کائنات (روحی فدا) صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پھر شرف بخشا۔ الحمد للہ! آج زکام اور کھانسی کی دوا ڈاکٹر عبد الرحمٰن خان صاحب سے لایا۔ جزاہُ اللہ فی الدارین۔ شمس العلماء پروفیسر عبد الغنی صاحب کے یہاں بعد نماز عصر حاضری دی۔

شنبہ ۳۰ر شوال (۱۱ر جولائی) کو پھر مسجدِ قبا، مسجد قبلتین، مسجد الفتح اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ (کوہِ احد) کی زیارت حاصل کی (شام کو پھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم (روحی فدا) نے شرف بخشا۔

یک شنبہ...... آج بعد ظہر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دولت کدے پر چوتھی بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی کمان کی زیارت کی، جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جنگ احد کے موقع پر حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ کو مرحمت

فرما کر اس طرح فرمایا تھا۔ ارم یا سعد فداک ابی و امی (صحیح بخاری) یہ کمان ایک بڑے صندوق میں رکھی ہوئی ہے جو سلطان عبدالمجید خاں مرحوم نے تیار کرایا تھا اور اسی کے اندر یہ حدیث درج ہے۔ اسی صندوق میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تالا (لکڑی) رکھا ہوا ہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرآن پاک کی نقل بھی ہے۔

دوشنبہ ۲/ذی قعدہ (۱۳/جولائی) آج فجر کی نماز کے بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے والد حضرت عبداللہ کے مزار کی زیارت کی۔ قریب ہی دوسرے گلی میں حضرت مالک ابن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی زیارت نصیب ہوئی۔ پھر سیّدنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مسجدیں اور مسجد الغمامہ (جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نمازِ عید ادا فرماتے تھے) دیکھیں۔ الحمد للہ!

سہ شنبہ ۳/ذی قعدہ (۱۴/جولائی) آج فجر کے بعد حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے والد صاحب حضرت عبداللہ اور صحابی حضرت مالک ابن سنان رضی اللہ عنہ کے مزار کی دوبارہ زیارت کی اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مسجد میں نمازِ نفل ادا کی۔ ظہر کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خاص طور پر نوازا، اور جناب مولانا منظور حسین صاحب سے جو سیّدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں رہتے ہیں دو مرتبہ دیر تک ملاقات ہوئی۔ افریقہ کے سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سے بھی ملاقات کی۔

چہار شنبہ ۴/ذی قعدہ (۱۵/جولائی) آج فجر کے بعد مسجد سجدہ (ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی مسجد) مسجد الاجابہ، مسجد مائدہ وغیرہ میں نفلیں پڑھیں اور واپسی میں خذری رضی اللہ عنہ (راوی احادیث) کے مزار پر حاضری دی۔ الحمد للہ...... ! حضرت عکاش رضی اللہ عنہ کا مزار بھی ایک مکان میں ہے اور قابلِ زیارت ہے۔

پنج شنبہ ۵/ذی قعدہ (۱۶/جولائی) آج کوہِ احد کی طرف فجر کے بعد پیدل روانہ ہوئے اور راستے کی کئی مقدس مسجدوں میں نفلیں پڑھیں۔ پھر احد کے اس مقام تک گئے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دندانِ مبارک شہید ہوا تھا۔ وہاں پولیس والے جانے نہیں دیتے تھے۔ آج مغرب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی زیارت نصیب ہوئی۔

شنبہ ۷/ذی قعدہ (۱۸/جولائی) مغرب کی نماز کے بعد مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے اور رات بھر موٹر میں سفر کرتے رہے۔ صبح رابق پہنچے اور دن بھر قانون کے مطابق سفر سے احتراز کیا۔ پھر عصر کے قریب روانہ ہو کر مغرب کے بعد اور عشاء سے پہلے جدہ پہنچے اور بغیر قیام کیے ہوئے وہاں سے روانہ ہو کر رات کو مکہ معظمہ پہنچے۔ الحمدللہ! پیر کو صبح طواف اور عمرہ ادا کیا۔ صفا اور مروہ بھی ہو آئے اور دن میں حرم شریف کئی مرتبہ جانے کا موقع نصیب ہوا۔ الحمدللہ......!

مدینہ طیبہ سے واپسی پر مکہ معظمہ میں طواف اور نماز کے ادا کرنے کا موقع نصیب ہوتا ہے۔ اللہ پاک کا بڑا کرم و احسان ہے۔ الحمدللہ......! لیکن مدینہ طیبہ کی برکات دوسری نوعیت کی ہیں۔ جن کے لیے آنکھیں اشک بار ہیں اور دل بے قرار ہے۔ ہائے مدینہ...... مکہ معظمہ میں طواف کے بعد ملتزم پر دو مرتبہ دعا کی کہ اللہ پاک میری سب سے بڑی اور خاص دعا یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لاکھوں اور کروڑوں درود و سلام بھیج۔ اس دعا پر زمین سے آسمان تک جنت کے مناظر نظر آنے لگے۔ اللہ اکبر...... الحمدللہ! پھر یہ سعادت بارہا نصیب ہوئی۔

ہندوستان اور پاکستان کے بعض بڑے بڑے اولیائے کرام (رحمہم اللہ تعالیٰ) کے مزار پر حاضر ہونے سے انوار و تجلیات کی وجہ سے دل بے قابو ہو جاتا تھا اور کبھی کبھی

عجیب حالت ہو جاتی تھی۔ اس لیے خیال تھا کہ مدینہ طیبہ میں مزار اقدس کے سامنے میرا انتقال ہو جائے گا لیکن وہاں عجیب قسم کی تسکین اور طمانیت حاصل ہوتی ہے۔ دل میں اگر جوش زیادہ بھی ہو جاتا ہے تو فوراً تسکین کی فراوانی سے جوش ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ عجیب شان ہے۔ الحمدللہ......!

سہ شنبہ ۸/ذی الحجہ (۱۸/اگست) کو صبح منیٰ روانہ ہوئے اور چہار شنبہ ۹/ذی الحجہ کو عرفات میں حج ادا کیا۔ الحمدللہ! مغرب کے وقت وہاں سے مزدلفہ روانہ ہوئے۔ رات بھر وہاں رہے اور جمعرات کو طلوعِ آفتاب کے بعد مزدلفہ سے پھر منیٰ کو روانہ ہوئے۔ زوال سے پہلے وہاں پہنچ گئے تھے۔ چناں چہ فوراً کنکریاں مارنے چلے گئے اور واپسی پر عصر کے بعد قربانی کی۔ پھر جمعہ وہیں گزار کر شنبہ ۱۲/ذی الحجہ (۲۲/اگست) کو کنکریاں مارنے کے بعد (ظہر کے بعد) منیٰ سے مکہ معظمہ واپس آ گئے۔ الحمدللہ......! اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بڑی آسانی کے ساتھ اور بغیر کسی تکلیف کے ہر کام پورا ہو گیا۔ الحمدللہ۔

بحمداللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت اس ناچیز اور گندے شخص پر بہت مدت سے ہے۔ میں شاید ۱۱/۱۲ سال کا تھا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (روحی فدا) نے خواب میں نوازا۔ پھر اُس وقت سے اب تک متعدد ایسے موقعے نصیب ہوئے۔ الحمدللہ......! خوابوں یا مراقبوں میں حضرت آدم علیہ السلام، حضرت شیث علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہم کی زیارت نصیب ہوئی اور فرشتوں کی بھی اور آل و اصحاب و ازواجِ مطہرات علیہم السلام میں کئی بزرگوں سے شرف حاصل ہوا۔ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت رکن العالم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ، اور متعدد

اولیاے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس ذرۂ بے مقدار کو نوازا۔ اللہ پاک نے اس گندے اور ناپاک شخص پر اپنی رحمتِ کاملہ سے بہت زیادہ فضل فرمایا ہے اور میں جتنا اس کا شکر کروں کم ہے۔ الحمدللہ......!

اللہ پاک کی مہربانیوں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی شفقتوں سے بہت زیادہ انعامات واحسانات حاصل ہیں اور میری زندگی بامراد ہے۔ الحمدللہ......! سب سے بڑی نعمت یہ حاصل ہوئی کہ حضرت اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی محبت دل میں جاگزین ہے۔ ''محبت'' بڑا لفظ ہے اور اس کا دعویٰ کرنا چھوٹا منھ اور بڑی بات ہے۔ تاہم اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے تھوڑا سا لگاؤ بھی فلاحِ دارین کے لیے کافی ہے۔ الحمدللہ۔

۱۹۶۱ء میں عمرہ بھی نصیب ہوا۔ عزیزم حمید اللہ خاں نے بحری جہاز کے چار مفت ٹکٹ دوسرے درجے کے حاصل کیے۔ اُن کے ساتھ شعور اور فاروقی صاحب، بشیر اللہ صاحب اور راقم الحروف تھا۔ راستے میں عدن پر کئی گھنٹے جہاز ٹھہرا، تو ہم لوگ وہاں شہر دیکھنے بھی گئے تھے۔ جدہ میں امین الدین صاحب جبل پوری تشریف لے آئے تھے۔ اُن کی وجہ سے ہم لوگوں کو بہت سہولت رہی۔ اُن کے ساتھ ہم لوگ سیدھے مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔ راستے میں بدر شریف آتا ہے۔ وہاں کے موٹر اسٹینڈ سے وہ جگہ جہاں حضور انور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم تشریف فرما تھے اور غازیوں کی رہبری فرما رہے تھے، مشکل سے دو سو گز دور ہوگی۔ ہماری موٹر نئی تھی اور اس کا چلانے والا شہدائے بدر رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزار تک لے جانے سے انکار کرتا تھا۔ اس لیے ہم نے ۵ر ریال میں ایک بس لے لی۔ وہاں بہت بسیں رہتی ہیں۔ بس میں بیٹھ کر مزارات تک گئے۔ فاتحہ پڑھ کر تھوڑی دیر مراقبہ کیا۔ پھر واپس آ کر موٹر میں بیٹھ گئے اور تہجد کی اذان سے پہلے مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ سامان باہر ہی ایک چائے والے کے یہاں رکھ دیا اور سیدھا حضور انور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے

مواجہہ شریف پر حاضر ہوا۔ بڑی شفقت فرمائی۔ فجر کی نماز کے بعد حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدظلہٗ کی خدمت میں ہم لوگ پہنچے۔ وہ بھی بڑی ہی محبت سے پیش آئے۔ پورے دس دن وہاں کا قیام نصیب ہوا، اور تمام مقامات میں حاضری ہوئی۔ پھر مکہ معظمہ کو روانگی ہوئی۔ وہاں بھی تہجد کے وقت پہنچے۔ پانچ دن قیام کیا اور ہر روز عمرہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ پھر عبدالقادر صاحب جبل پوری کی معیت میں ایک دن غارِ حرا کی حاضری بھی نصیب ہوئی۔ میرے رفقاء نے میری بڑی مدد فرمائی۔ (جزاہم اللہ فی الدارین احسن الجزاء) بہت سا پانی، برف اور اناس وغیرہ ساتھ رکھ لیا تھا۔ کیوں کہ ذرا اوپر چڑھنے سے پیاس لگتی ہے۔ وہاں بغیر پانی کے جانا اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ تعجب ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کس طرح پہنچ جاتے تھے اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی کھانا وغیرہ کس طرح پہنچاتی تھیں۔ غارِ حرا تک پہنچنے میں چڑھائی بہت آتی ہے۔ پھر جب پہاڑ پر پہنچ جاتے ہیں تو ایک چھوٹا سا گڑھا ملتا ہے جس میں کبھی بارش کا پانی جمع ہو جاتا ہوگا۔ وہاں سے آگے بڑھنے پر وہ مقام آتا ہے جہاں ایک بار حضور انور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا شق صدر ہوا تھا۔ وہاں سے آگے جانے پر ایک تنگ راستے تھے کچھ قدم نیچے اترنا پڑتا ہے۔ پھر ترچھے ہو کر آگے بڑھتے ہیں تو ایک اور غار ہے۔ پھر ذرا آگے غارِ حرا ہے جو مثلث کی طرح ہے یعنی ٹھیک سر کے اوپر ایک زاویہ ہے اور اس زاویے سے خانہ کعبہ بالکل سامنے پڑتا ہے۔ ایک دن ہم لوگ جنت المعلّٰی، جبل عرفات، مزدلفہ، منٰی وغیرہ تمام مقامات تک پہنچے۔ پھر پانچ دن قیام کے بعد بحری جہاز سے واپس ہوئے۔ الحمدللہ مدینہ طیبہ کے اس قیام کے زمانے میں بارہا حضور انور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ذرّہ نوازی فرمائی اور خیال ہے کہ ایک قطب سے بھی ملاقات ہوئی۔ الحمدللہ! مکہ معظمہ کے قریب کے مقامات کی بھی حاضری نصیب ہوئی۔

اس مرتبہ مدینہ طیبہ میں ایک عجیب واقعہ ظہور میں آیا وہ یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ یکا یک عرش میں ایک ٹکرا آسمان سے اترتا ہوا نظر آیا۔ اس کے انوار و تجلیات کا ذکر، زبان و قلم کی قوت سے باہر ہے۔ اُس کا فرش اس قدر مرصع و مطلا تھا کہ اس کے لیے کوئی تشبیہ و استعارہ پیش نہیں کیا جاسکتا۔ پھر دیکھا کہ سیاہ لباس پہنے ہوئے بہ کثرت ملائکہ رکوع میں مستقل کھڑے ہوئے ہیں۔ اس عاجز پر بڑا رعب و جلال طاری ہوا اور ساتھ ہی یہ اندازہ بھی ہوا کہ رب العٰلمین کس طرح رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا شیدائی ہے۔ سبحان اللہ......! **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃً**

۱۹۵۳ء میں حج سے واپسی کے بعد غالباً اکتوبر میں ہندوستان گیا اور سیونی ہوتا ہوا دہلی پہنچا۔ وہاں اُس زمانے میں بھی ۱۹۴۷ء کے ہندو مسلم فسادات کے اثرات باقی تھے۔ مسلمان اس وقت بھی سہمے ہوئے تھے۔ دہلی میں محلہ لال کنواں میں ہمدرد دواخانے کے سامنے نیو صدر ہوٹل میں ٹھہرا، اور سامان ہوٹل کے کمرے میں رکھ دیا۔ پھر اس خیال سے کہ وہاں کے ہندوؤں کو مسلمانوں سے اور مسلمانوں کی ترکی ٹوپی سے نفرت ہے تو میں اپنی ترکی ٹوپی وہیں ہوٹل میں کمرے میں رکھ دی اور سفید پتلی ٹوپی لگا کر حضرت خواجہ باقی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا۔ وہاں مراقب ہوا ہی تھا کہ انھوں نے فرمایا: ''چرا آن کلاہِ تتاری نہ پوشیدی'' اس سوال کا جواب سوائے ندامت اور شرم کے کیا ہوسکتا تھا؟ میں خاموش ہوگیا اور شرمندگی سے سر جھکا لیا۔ پھر مراقبے سے فارغ ہوکر ہوٹل پہنچا اور پہلا کام یہ کیا کہ اپنی ترکی ٹوپی پہنی اور اسی ٹوپی کو لگائے ہوئے دہلی کے تمام مشاہیر اولیائے کرام رحہم اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ کو دیکھا کہ وہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رخ کیے ایک شعر پڑھ رہے تھے۔

تو شمعِ بزمِ انسانی تو نور العینی اے جانی............

ایک مرتبہ پھر حاضر ہوا تو عرض کیا کہ فنافی الشیخ کے اعلیٰ مقام پر مولانا رومؒ کے بعد آپ ہی کو دیکھا ہے تو جوشِ محبت سے آپ کا حسین ترک چہرہ تمتمانے لگا۔ حضرت نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ جو وہیں پیچھے نالے کے پرے آرام فرما ہیں، بڑی شفقت سے پیش آئے۔ حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمہ نے بھی بہت کرم فرمایا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچ کر بہت رویا، اور کافروں کے مظالم جو مسلمانوں پر ہوئے تھے اُن کا ذکر کیا تو حضرت علیہ الرحمہ نے غالباً یہ فرمایا کہ کہ مسلمان اگر مسلمان بن جائے تو کہیں بھی رہے، کوئی خوف نہیں (صحیح الفاظ اب یاد نہیں ہے) یہ سب گفت گو فارسی میں ہوئی۔ بلکہ یہ مشہور شعر بھی انھوں نے میری آمد پر فرمایا تھا۔

آہستہ خرام بلکہ مخرام　　　　زیرِ قدمت ہزار جان ہست

حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شاہ ابو سعید علیہ الرحمہ کا ایک فارسی رسالہ ہدایت الطالبین ہے وہ اُردو ترجمہ کے ساتھ شائع کردو۔ (چناں چہ بعد میں حکم کی تعمیل کی گئی) یہ بھی فرمایا کہ وہ ثلث ورقاع خطوط میں بھی بہت ماہر تھے۔ حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آباد، حضرت سرمد شہید اور دوسرے بزرگوں کے یہاں بھی حاضری دی۔ پھر رات کی گاڑی سے سرہند شریک کے لیے روانہ ہوا۔ وہاں فجر کے وقت پہنچا۔ اسٹیشن ہی سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہات شروع ہو گئیں۔ درگاہ شریف فاصلے پر ہے۔ وہاں پہنچتے پہنچتے ہی سخت بخار شروع ہو گیا اور میں دروازے کے قریب ہی ایک کمرے میں لیٹ گیا۔ میرے رفقاء بشیر اللہ صاحب، عبدالغفار صاحب اور محمد اخلاق صدیقی صاحب کراچی سے آ گئے تھے۔ وہ لوگ میرے شدید بخار کی وجہ سے بڑے پریشان تھے۔ وہ لوگ کمرے سے گئے تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے پوتے حضرت خواجہ سیف

الدین رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور پھر تشریف لے گئے۔ میرا بخار کسی طرح کم نہ ہوتا تھا۔ رفقاء قریب کی بستی میں ڈاکٹر کی تلاش میں گئے۔ عرس کا زمانہ تھا، بڑا ہجوم تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ ہزاروں لوگوں کے ہجوم میں درگاہ شریف کی مسجد کے ایک ضعیف اور خوب صورت مؤذن صاحب میری تلاش میں آئے اور مسکرا کر فرمانے لگے کہ آپ یہاں روک لیے گئے ہیں اور یہ بخار وغیرہ نہیں بلکہ خاص توجہات ہیں۔ دوسرے دن بھی تیز بخار رہا۔ تیسرے دن اور بھی تیز ہو گیا اور میں اس وقت تک ایک مرتبہ بھی آستانہ عالیہ میں حاضر نہ ہو سکا تھا۔ تیسرے دن مغرب کے وقت اس قدر شدت سے بخار آیا کہ مغرب کے فرض لیٹے لیٹے پڑھے اور سنت پڑھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر تشریف لائے اور فرمایا ''آج تو تیسرا ہی دن ہے اور کل جمعہ ہے، پرسوں چلے جانا۔'' میں نے اپنے رفقاء سے عرض کیا کہ ''آج عشاء کے وقت مجھے سرہند شریف کے لیے روانگی کے تین دن پورے ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ عشاء کے وقت میرا بخار دور ہو جائے گا۔ آپ لوگ فکر نہ کریں۔ چناں چہ ٹھیک عشاء کی اذان شروع ہوتے ہی میرا بخار غائب ہو گیا۔ میرے کپڑے پسینے سے تر ہو چکے تھے۔ اس لیے میں نے رات کے بجائے صبح کو فجر کے بعد آستانہ علیہ پر حاضری دینے کا ارادہ کیا۔ چناں چہ صبح کو حاضر ہوا تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مسکرا کر فرمانے لگے...... ''تم آ گئے؟'' میں نے عرض کیا...... ''جی ہاں، حضور!'' پھر خوب مستفیض ہوا اور بخار میں رہ چکنے کے باوجود میرے جسم میں اتنی وقت پیدا ہو گئی کہ میں پیدل ہی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر پہنچ گیا۔ (قریب دو میل کے فاصلے پر ہے) اُن کی خدمت میں بیٹھا تو فارسی میں گفت فرمائی اور حضرت مجدد الفظ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا...... ''او فخرِ خاندان من ہست!'' میں نے عرض کیا۔ ''او فخرِ امت محمد یہ است (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)'' میرے

اس عرض کرنے پر جوشِ مسرت سے اُن کا چہرۂ مبارک تمتمانے لگا اور مجھے بہت دعائیں دیں۔ پھر فرمایا کہ تم اب کراچی جاؤ اور فلاں دن بمبئی سے جہاز جائے گا۔ تمھاری والدہ تم کو یاد فرماتے ہیں۔" میں نے عرض کیا...... "بہتر ہے......" پھر آستانۂ علیہ کے قریب خاندانِ مقدس کے دیگر بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شفقت فرمائی پھر حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہوا۔ مغرب کے بعد حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ بہت سے سکھ لوگ جمع ہیں اور لنگوٹ باندھے ہوئے ہیں۔ حضرت صاحب علیہ الرحمہ اُن میں سے ایک ایک کو پکڑ کر دیوار کی ایک دراڑ سے بری طرح ٹکرا رہے ہیں اور لوگ بے تحاشا بھاگ رہے ہیں۔ حضرت علیہ الرحمہ کے جلال کو دیکھ کر مؤدب بیٹھا رہا اور سلام عرض کر کے واپس آ گیا۔ پھر عشاء کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بیٹھا تو دیکھا کہ بزرگ خدمت میں جمع ہیں اور ایک بزرگ کسی بلا کو گرفتار کر کے لائے ہیں۔ اس بلا کی شکل عورت جیسی تھی اور بڑے بڑے آبلے یا پھوڑے تمام بدن پر تھے۔ حضرت قدس سرہٗ نے اس عاجز سے فرمایا۔ "تم جاؤ۔ یہ وقت تمھارے لیے نہیں ہے۔" چناں چہ میں فوراً ہی وہاں سے مؤدب واپس جا کر اپنے کمرے میں سو گیا۔ صبح کو سنیچر تھا۔ یعنی وہ دن جب کہ حضرت قدس سرہٗ کی طرف سے جانے کی اجازت تھی۔ دن کو حاضری دی اور اجازت لے کر رخصت ہوا۔ بغیر ویزا کے پانی پت پہنچا، وہاں حضرت قاری عبدالرحمٰن پانی پتی علیہ الرحمہ اور ان کے صاحب زادے قاری عبدالسلام علیہ الرحمہ کے مزارات کے قریب ہی میرے دادا پیر حضرت محمد سعید قریشی علیہ الرحمہ کا مزار ہے۔ وہاں دیر تک مراقب رہا اور بہت مستفیض ہوا۔ الحمد للہ...... پھر واپس سیونی آیا۔ وہاں بار بار حضرت سیّد محمد علیہ الرحمہ اور دوسرے بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور بمبئی ہوتا ہوا کراچی واپس آیا۔ پھر جولائی ۱۹۵۶ء میں بھی دہلی اور سرہند شریف گیا۔

اس وقت عجیب انعامات ہوئے۔ بہ ظاہر ایک انعام تو یہ تھا کہ ہم میں سے کئی کے پاس سرہند شریف کا ویزا نہیں تھا۔ ہم سب ساتھ ہی بیٹھے ہوئے تھے کہ پولیس والا آیا اور ہم میں سے صرف ان لوگوں کا پاسپورٹ طلب کیا جن کے پاس ویزا تھا اور جن کے پاس ویزا نہیں تھا وہ لوگ اسے نظر نہیں آئے ہم سب اکٹھے بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر میں پھر وہی پولیس والا آیا اور اس نے ...... ان لوگوں کو پاسپورٹ واپس دے دیے، جن کے پاس وہاں جانے کا ویزا (اجازت نامہ) موجود تھا۔ بڑی حیرت ہوئی۔ لیکن اللہ پاک کے احسانات کا کوئی کیا شکریہ ادا کرسکتا ہے۔ اس مرتبہ میرے شیخ حضرت شاہ زوار حسین صاحب مدظلہٗ اور میری اہلیہ بھی ساتھ تھیں۔ اہلیہ بھی مراقب ہوئیں اور انھیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نظر آئے تو اپنے متعلق اُن سے تین مرتبہ کچھ سوال کیا۔ آپ نے ہر بار میری طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اپنے شوہر کے ذریعے سے کہو۔ عجیب اسرار ہیں اور شریعت کی سخت پابندی ہے۔ الحمدللہ! حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا تو اس مرتبہ یہ دیکھا کہ ایک بنگالی مسلمان کوئی فریاد لے کر حاضر ہوا ہے اور ایک ہندو بحری افسر کھڑا کانپ رہا ہے۔ پھر اخبار میں دیکھا کہ اُسی دن اور اسی وقت رنگون کے قریب ایک ہندو بحری افسر کو کسی نامعلوم طاقت نے جہاز سے باہر پانی میں پھینک دیا۔ اس سفر میں بھی ہم لوگ دہلی میں تمام بزرگوں کی خدمت میں میں حاضر ہوئے تھے۔ وہاں حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ وہیں حضرت محمد سعید قریشی علیہ الرحمہ تشریف لے آئے ارو اس عاجز سے فرمایا کہ تم میرے پاس پانی پت آجاؤ، کوئی خطرہ نہیں ہے اور وہاں آنے کے لیے ریلوے اسٹیشن کے پاس تھوڑی دیر میں بس ملتی ہے۔ اس عاجز نے حضرت شاہ صاحب مدظلہٗ سے یہ واقعہ عرض کیا اور ہم دونوں اسی طرح پانی پت گئے۔ پھر کیا کیا دیکھا، زبان کیا بیان کرسکتی ہے؟ پھر ۱۶/ جولائی ۱۹۶۳ء کو کراچی سے ہوائی جہاز سے دہلی گیا اور

۱۹؍جولائی تک وہاں قیام کر کے تمام بزرگوں کی خدمت میں حاضری دی۔ مسجد فتح پوری کے پیش امام مفتی محمد مظہر اللہ صاحب مدظلہٗ اور ان کے صاحب زادگان سے بھی شرفِ نیاز حاصل کیا اور ۲۰-۲۱؍جولائی کو سرہند شریف کی حاضری بحمد اللہ پھر نصیب ہوئی۔ تمام بزرگوں نے بڑا کرم فرمایا۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا تو دوسرے بزرگ بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ اُن بزرگوں نے اس عاجز کے متعلق حضرت علیہ الرحمہ سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے؟ تو حضرت علیہ الرحمہ نے جواب دیا کہ ''یہ ہمارے مجدد صاحب قدس سرہٗ کا چہیتا ہے۔'' الحمد للہ! کہاں یہ کلمات اور کہاں مجھ جیسا سیاہ کار۔

سندھ کے قیام کے زمانے میں ٹھٹھہ، پیر پٹھو، لواری شریف، بدین، بھٹ شاہ ہالا، قاضی احمد، گڑھوڑی شریف، ٹنڈو محمد خان، ٹنڈو سائیں داد، قبہ شریف، میر پور خاص، سنارو، نواب شاہ، روہڑی، جیکب آباد، لاڑکانہ، دادو، جھم پیر وغیرہ، اور مشرقی پاکستان میں ڈھاکا وغیرہ بہ کثرت مقامات کے بزرگوں کی خدمت میں حاضری نصیب ہوئی۔ کیفیات اور حالات کہاں تک بیان کیے جائیں۔ قلم لکھنے سے قاصر ہے۔

سرہند شریف اور حرمین شریفین کے تمام واردات وکیفیات کے بیان کرنے کو زبان وقلم کے علاوہ جرأت بھی چاہیے کہ مجھ جیسا گندہ زبان اور سیاہ باطن کہاں تاب لاسکتا ہے۔ لاہور بارہا حاضر ہوا۔ پھر ایک مرتبہ ۱۹۵۷ء میں لاہور سے راول پنڈی، گولڑا شریف، مری، موڑا شریف، ایبٹ آباد، مظفر آباد، بالاکوٹ بھی گیا۔ بالاکوٹ میں موٹر اسٹینڈ کے قریب ہی حضرت سیّد احمد بریلوی علیہ الرحمہ کا مزار ہے۔ وہاں بیٹھا تو عجیب کیفیت ہوگئی، بے تاب ہوگیا۔ پھر سکون ہوا تو حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''میں اسی جگہ شہید ہوا تھا اور میرا گھوڑا بھی یہیں کھڑا ہوا تھا۔ جب کہ ایک سکھ نے مجھے شہید کیا اور شاہ اسمٰعیل لڑتے ہوئے آگے بڑھ گئے اور آگے جا کر شہید ہوئے۔'' یہ بھی فرمایا کہ تمھارے بعض اعزا بھی

میرے ساتھ تھے۔ پھر میں شاہ اسمٰعیل دہلوی علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضر ہوا۔ بڑا جلال نظر آیا، فرمانے لگے: ''ہماری نظر میں جیسے مسلمان ہونے چاہئیں ویسے اب نظر نہیں آتے'' اور یہ بھی فرمایا کہ ''آج کل کے مسلمان شہید ہونے کے لیے دعا نہیں مانگتے کہ کہیں وہ دعا قبول نہ ہو جائے۔'' پھر پشاور میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بڑی شفقت فرمائی، پھر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنی جان چھڑکنے والے سپہ سالار اور گورنر مہابت خاں علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو فرطِ محبت میں اُن کی قبر اور قریب کی زمین لرزنے لگی اور مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ بڑی محبت اور شفقت سے گفت گو فرمائی۔ یہ اور اس قسم کے بہ کثرت واقعات اس عاجز سیاہ کار پر وارد ہوئے اور وہ صرف اللہ پاک کے احسانات و انعامات کے اظہار کے لیے بیان کیے گئے ہیں۔ کیوں کہ ارشاد ہے واما بنعمت ربک فحدث۔ ورنہ یہ سیاہ کار ان کیفیات اور ایسے انعامات کے ہر گز لائق نہیں اور قارئین سے یہی التماس ہے کہ ان باتوں پر دھیان نہ دیں کیوں کہ یہ کشفی چیزیں ہیں جو معتبر نہیں اور بزرگانِ دین علیہم الرضوان والرحمہ کی ارواح مقدسہ سے بھی بہت عاجزانہ معذرت ہے۔ اگر کوئی بات غلط منسوب ہوگئی ہو تو معاف فرمائیں۔

بس دعا ہے کہ اللہ پاک اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کُل انبیاء علیہم السلام اور کُل بزرگانِ دین علیہم الرضوان والرحمہ کے صدقے اور طفیل میں آخرت میں بھی لاج رکھ لے اور میرے یہ عیوب کی پردہ پوشی فرماتے ہوئے جس طرح اس دنیا میں نوازا ہے، آخرت میں بھی نوازے۔ نیز یہ عاجزانہ دعا ہے کہ میرے تمام اعزا، متعلقین و مسلمین کو سلفاً وخلفاً بیش از بیش فلاح دارین عطا فرمائے اور ہم سب کی نسلوں کی قیامت تک ایمان رکھے اور ایمان پر اٹھائے۔ آمین ثم آمین!

دنیوی طور پر بھی اللہ پاک نے جتنی ڈگریاں اس بے مایہ کو عنایت فرمائیں گئیں

پورے پاکستان میں کسی اور کو حاصل نہیں۔ یعنی ڈی لٹ (ڈاکٹر آف لٹریچر)، پی ایچ ڈی، ایم اے (اردو)، ایم اے (فارسی)، ایل ایل بی وغیرہ اور اب تک اتنی کتابیں تصنیف و تالیف کرنے کا موقع بھی عنایت فرمایا ہے۔ فارسی پر اردو کا اثر، سید حسن غزنوی، تاریخ بہرام شاہ غزنوی (انگریزی)، حالی کا ذہنی ارتقاء، علمی نقوش، فارسی کے قدیم شعراء، رسائل مشاہیر نقش بندیہ (یعنی حضرت خواجہ بہاء الدین نقش بند بخاری، عزیزان علی رامیتنی، عبیداللہ احرار، یعقوب چرخی، خواجہ عبیداللہ دہلوی، خواجہ عبداللہ دہلوی، شاہ غلام علی (رحمہم اللہ تعالیٰ)، ملفوظات (حضرت بہاء الدین نقش بند بخاری، خواجہ محمد پارسا، شمس الدین رومی، مولانا جامی، سعدالدین کاشغری، علاء الدین، عبیداللہ رحمہم اللہ تعالیٰ) ارشادِ رحیمیہ (شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے والد شاہ عبدالرحیمؒ کا رسالہ) ہدایت الطالبین از حضرت شاہ ابو سعید دہلوی علیہ الرحمہ، تحفۂ زوّاریہ (حضرت شاہ احمد سعید دہلوی علیہ الرحمہ کے مکتوبات)، مکتوبات حضرت شاہ محمد نقش بند ثانی سرہندی علیہ الرحمہ (حصّہ اوّل، دوّم)، ادبی جائزے، تحریر و تقریر، متین برہان پوری کے اردو مرثیے، ثقافتی اردو، سندھی اردو لغت، اردو سندھی لغت، تفسیر مولانا عبیداللہ سندھی (پارہ آخر) ترجمہ، قرآن پاک (فارسی پارہ اوّل) از حضرت مخدوم نوح ہالائی علیہ الرحمہ، دیوانِ روش، دیوان عظیم تتوی، رسالہ اثبات النبوۃ از حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ (زیرِ طبع)، تاریخ اسلاف (زیرِ طبع)۔

اس کے علاوہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (اردو) میں میرے پندرہ مقالے شامل ہیں اور بڑے رسالوں میں میرے بے شمار مقالے شایع ہو چکے ہیں۔ اسلامک کلچر (انگریزی، حیدر آباد دکن) معارف (اعظم گڑھ)، اردو (انجمن ترقی اردو)، اورینٹل کالج میگزین (لاہور)، ناگ پور یونی ورسٹی جرنل (انگریزی)، سندھ یونی ورسٹی جرنل (انگریزی)، ساقی (کراچی)، بصائر (کراچی)، بینات (کراچی)، شاعر (آگرہ) وغیرہ رجسائل میں یہ مقالے شایع ہوئے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں۔ الحمد للہ۔

☆ ننھیال

میرے پرنانا مولانا عبدالوہاب خاں صاحب غُرغُشتی کے رہنے والے تھے، جو غالباً غزنین کے پاس ہے۔ پٹھانوں نے ہندوستان میں منتقل ہونے کے بعد اسی نام کا ایک قصبہ، ضلع کیمبل پور میں بنالیا ہے۔ پرنانا کا کڑ پٹھان تھے۔ وطن سے ٹونک شریف تشریف لائے۔ وہاں نواب امیر خاں (المتوفی ۱۸۳۴ء) اُن کے بہت معتقد ہو گئے۔ وہ کسی جگہ گرفتار ہو گئے تو کسی ذریعہ سے مولانا صاحب کو خبر بھیجی کہ مجھے تو سبھی نے چھوڑ دیا ہے لیکن کیا آپ نے بھی چھوڑ دیا ہے؟ یہ خبر سنتے ہی وہ رات کو اس جگہ تشریف لے گئے، جہاں وہ مقید تھے۔ اللہ پاک سے دعا کی، اللہ کی شان کہ وہاں کا قفل کھل گیا اور نواب آزاد ہو گئے۔ پھر ۶/جنوری ۱۸۱۸ء کو نواب کو جب ٹونک کا والی تسلیم کر لیا گیا تو مولانا صاحب نے دنیا سے بچنے کی خاطر ٹونک چھوڑ دیا اور نواب کی بیگم کے بھائی نواب عبدالغفور خاں (المتوفی ۱۸۲۵ء) کے پاس جاورہ تشریف لے آئے۔ ٹونک میں پرنانا صاحب کے دو صاحب زادے تھے عبدالعزیز خاں صاحب جو بچپن میں فوت ہو گئے اور دوسرے حاجی محمد شہباز خاں صاحب تھے جن کی اولاد بھی تک (ماشاء اللہ) ٹونک اور سرونج میں موجود ہے۔ پرنانا

صاحب جاورہ تشریف لائے تو یہاں ایک سید زادی بیگم جان صاحبہ (المتوفی ۱۸۶۹ء) سے شادی کی جن کے بطن سے مولانا حکیم عبدالکریم صاحب اور میرے نانا مولانا عبدالقادر خاں صاحب اور اُن کی بہن زینب پیدا ہوئیں۔ پرنانا صاحب نے قریب تیس سال ریاضت کی تھی اور کہا جاتا ہے کہ سات حج پیدل کیے تھے۔ بہت بڑے عالم تھے۔ اُن کے کتب احادیث (قلمی) میں نے بھی اپنے بچپن میں دیکھی تھیں۔ علوم دینیہ کے علاوہ طب اور رمل سے بھی بہت واقف تھے اور ان علوم کی بھی قدیم کتابیں ان کے یہاں تھیں۔ غالباً نقشبندی سلسلے سے وابستہ تھے۔ آنکھیں عموماً نیچی رکھتے تھے۔ اگر کسی کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھ لیتے تھے تو وہ تڑپنے لگتا تھا یعنی توجہات بہت قوی تھیں۔ دنیا کی حرص سے بچنے کی خاطر وہ لوگوں سے بہت گریز کرتے تھے۔ وہ چار بھائی تھے۔ ایک مرتبہ اُن کا ایک چھوٹا بھائی ننگے سر اُن کے سامنے آ گیا تو سخت ناراض ہوئے اور اُسے علاحدہ کردیا۔ اُن کے متعلق ایک خط میں حکیم عبدالکریم خاں صاحب اپنے چھوٹے بھائی عبدالقادر خاں صاحب کو لکھتے ہیں کہ ''بھائی اوّل تو خود والد مغفور کی طرح کہیں جانے کی میری عادت نہیں کہ تمھیں یاد ہوگا کہ وہ یا تو کچھ لکھا کرتے تھے۔ یا کتاب دیکھا کرتے تھے۔ وہی میری عادت ہے کہ کسی کے مکان پر بلاضرورت نہیں جایا کرتا اور البتہ ہنسنا بولنا والدہ کا اثر ہے۔ والد مغفور تو کبھی ہنسنا جانتے نہ تھے۔''...... ایک اور خط میں اپنے چھوٹے بھائی کو لکھتے ہیں کہ ''میاں (یعنی والد صاحب) کو تم نے کبھی بلاوجہ معقول ہنستے بھی دیکھا تھا یا زمانے کی شکایت رسم دنیا کے طور پر کرتے دیکھا؟ بھلا میں ایسا برتاؤ زن و فرزند و زمانہ سے نہیں کرتا جیسا کہ میاں کرتے تھے اور اللہ نے اُن کی اسی طرح گزار دی اور ویسے تو پھر میں اُنھیں کا بیٹا ہوں الولد سر لابیہ اگر غصہ ہے تو بے جا نہیں۔''

جاورہ میں نواب عبدالغفور خاں (المتوفی ۱۹۲۵ء) کے بعد غوث محمد خاں کا زمانہ

تھا۔ پرنانا صاحب نے ایک دن میرے نانا عبدالقادر خاں صاحب سے کہا کہ "چلو، اب ہم یہاں نہیں رہتے۔" نانا صاحب کو اپنے قریب بلایا اور اُن کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھا۔ تھوڑی دیر میں وہ مقام کندیلی (ضلع نرسنگ پور۔ سی پی) میں پہنچ گئے۔ پرنانا صاحب بڑے خوددار تھے، لوگوں نے کھانا پیش کیا تو آپ نے نہیں کھایا۔ بل کہ پہلے تعلیم دی، پھر اُس کے معاوضے میں کھانا کھایا۔ نانا صاحب میری والدہ سے فرمایا کرتے تھے کہ میں اُس وقت بہت چھوٹا تھا اور اپنی والدہ صاحبہ کو یاد کرتا تھا۔ والد صاحب فرماتے تھے کہ جاؤ دوسرے کمرے میں۔ میں جب وہاں جاتا تھا تو میری والدہ مجھے بیٹھی ہوئی ملتی تھیں۔ مجھے گود میں لے کر بہلاتی تھیں اور پھل وغیرہ دیا کرتی تھیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نانا صاحب یہ بھی فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ کٹنی میں دریا کے کنارے والد صاحب غسل کر رہے تھے۔ میں بچہ تھا۔ وہیں میں بھی کھیل رہا تھا۔ اتفاق سے ایک لڑکا گونڈ قوم کا بھی وہیں آ گیا اور میرے ساتھ کھیلنے لگا۔ کھیل میں کچھ لڑائی ہوگئی۔ میں نے اُس لڑکے کو پچھاڑ دیا اور غصّے میں اُسے کاٹ لیا۔ وہ لڑکا روتا ہوا اپنے باپ کے پاس گیا۔ اس کا باپ سفلی عمل اور سحر وغیرہ میں خاص دخل رکھتا تھا۔ وہ آیا اور میرے والد صاحب سے کہنے کہ آپ کے لڑکے نے میرے لڑکے کو کاٹ لیا ہے۔ اب اس کی خیریت نہیں ہے۔ والد صاحب نے کہا کہ لڑکے آپس میں لڑ گئے ہیں، معاف کردو۔ وہ کسی طرح راضی نہ ہوا اور پھر کہنے لگا کہ آپ کے لڑکے کی خیر نہیں ہے۔ والد صاحب نے فرمایا کہ تمھارا کیا مطلب ہے؟ اُس نے کہا کہ اب آپ کا لڑکا زندہ نہیں رہ سکتا۔ والد صاحب نے کہا کہ وہ کس طرح؟ اُس نے کہا کہ میں اسے اپنے عمل سے مار ڈالوں گا۔ والد صاحب نے کہا کہ پھر ابھی مار ڈالو تا کہ میں بھی دیکھ لوں۔ چناں چہ اس گونڈ نے اپنا سفلی عمل شروع کیا اور دیر تک نہ معلوم کیا پڑھتا رہا۔ پھر کہنے لگا کہ اوپر پیپل کے درخت پر دیکھیے۔ والد صاحب نے اوپر

دیکھا تو درخت پر کوئی چیز چلتی ہوئی نظر آئی لیکن وہ کسی طرح اثر انداز نہ ہو سکی۔ پھر والد صاحب نے اُس شخص سے کہا کہ اب تم دیکھو کہ پیپل کے درخت پر کیا ہے؟ اُس نے جونہی اوپر دیکھا تو کسی طاقت نے اُس کو درخت سے الٹا لٹکا کر جوتے ہی جوتے خوب لگائے۔ وہ شخص سخت گھبرایا اور کہنے لگا کہ مولانا صاحب بچایئے، دہائی ہے۔ پھر والد صاحب نے اُسے معاف فرما دیا۔ اسی طرح کے عجیب و غریب حالات اُن سے منسوب ہیں۔ وہ جب ٹونک میں تھے تو ایک واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں کسی راستے پر...... یک بہت بڑی چٹان تھی۔ لوگوں کو آمد و رفت میں تکلیف ہوتی تھی تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ لوگوں کو کیوں پریشان کیا جاتا ہے؟ اتنا کہنے پر وہ چٹان راستے سے ہٹ گئی اور وہ راستہ فراخ ہو گیا۔ اُن کا انتقال '۱۸۶۷ء' سے کچھ پہلے ہوا ہوگا۔ کیوں کہ اسی سال کا ایک خط جو اُن کے صاحب زادے حکیم عبدالکریم خاں صاحب کا ہے اور جو آئندہ اوراق میں پیش کیا جائے گا۔ وہ یقیناً اُن کے انتقال کے بعد کا ہے۔ جبل پور میں رانی تالاب کے قبرستان کے اندر جو عید گاہ ہے اُس کی شمالی دیوار کے باہر اُن کے قبر ہے۔ اللہ پاک اُن کو جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

پرنانا مولانا عبدالوہاب خاں صاحب کے بڑے صاحب زادے عبدالعزیز خاں اپنے بچپن ہی میں ٹونک میں فوت ہو گئے تھے۔ دوسرے صاحب زادے حاجی محمد شہباز خاں صاحب ٹونک میں کوتوال تھے۔ وہ ۱۸۸۷ء میں اپنے منجھلے بھائی حکیم عبدالکریم خاں صاحب سے ملنے کے لیے جاورہ تشریف لے گئے تھے۔ ۱۸۹۱ء تک وہ ضرور زندہ تھے۔ کیوں کہ سرونج کی ایک بیاض میں جو قبلہ ماموں حافظ محمد امان خاں صاحب مرحوم کی تھی اور میرے پاس موجود ہے، ایک رسید اس طرح مندرج ہے:

''منکہ اولیاء بیگم ولد محب اللہ خاں رسالہ دار مرحوم ام جو کہ زرِ تنخواہ پدرم بذمۂ

سرکار دولت مدار حضور نواب صاحب بہادر فرمان روائے ریاست ٹونک
بزمرۂ باقیات واجب تھے، آج کی تاریخ حاجی شہباز خاں صاحب کی معرفت
خزانۂ سرکاری سے تعدادی مبلغ ایک سو باسٹھ روپے دو آنے مظہری وصول
پائے۔ نسبت باقیاتِ زرِ تنخواہ پدرم کچھ اب مجھ کو دعویٰ نہ رہا۔ لہٰذا یہ چند کلمے
بطریق رسید گزار نے تاکہ سند ہوں اور وقت حاجت کے کام آویں۔ فقط
المرقوم، ۲۱ / اپریل ۱۸۹۱ء

(۱) گواہ۔ یعقوب علی خاں (۲) گواہ۔ عبدالغنی خاں

یہ اولیاء بیگم قبلہ حاجی محمد شہباز خاں صاحب کی سالی تھیں۔ حاجی محمد شہباز خاں صاحب کے چھے صاحب زادے تھے۔ حافظ محمد شفاعت خاں صاحب، کپتان محمد ایاز خاں صاحب، کپتان حاجی محمد زمان خاں صاحب، حافظ محمد امان خاں صاحب اور شاہ محمد زمان خاں صاحب، ایک صاحب زادے محمد فیاض خاں صاحب کا ذکر بھی ۹ / اگست (۱۸۸۲ء) کے ایک خط (نمبر ۱۱) میں ہے کہ وہ اُس وقت مقام ڈونگلا ضلع تیمیڑہ (علاقہ ٹونک) میں تھانہ دار تھے اور حافظ محمد شفاعت خاں صاحب اُس زمانے میں ٹونک کے کوتوال تھے۔ غالباً محمد فیاض خاں صاحب سب سے بڑے تھے۔ ایک صاحب زادی بھی تھیں۔ کیوں کہ داماد بہادر شاہ خاں کا ذکر ایک خط (نمبر ۱۵) میں آیا ہے۔ حافظ محمد شفاعت خاں صاحب کے دو صاحب زادے محمد رفیق خاں اور عباس خاں تھے۔ یہ سب بہت قوی ہیکل اور بہادر تھے۔ حافظ صاحب کی ایک صاحب زادی ہیں جو کپتان محمد ایاز خاں صاحب کے صاحب زادے کپتان محمد الیاس خاں صاحب سے منسوب ہیں۔ حافظ صاحب اور کپتان محمد زمان صاحب ٹونک میں رہے۔ کپتان محمد زمان صاحب نے حج بھی کرلیا تھا اور پورے ٹونک میں سب سے زیادہ قوی ہیکل تھے۔ علم مجلسی میں یکتا تھے اور نواب صاحب وغیرہ بھی اُن کی وضع داری

کے قائل تھے۔ غالباً ۱۹۳۲ء میں اُن کا انتقال ٹونک میں ہوا۔ کپتان محمد ایاز خاں صاحب بڑی محبت، بڑی محبت اور شفقت فرماتے تھے۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں راقم الحروف بھی قبلہ ماموں عبدالمجید خاں صاحب کے ساتھ سرونج حاضر ہوا تھا۔ اُس وقت وہاں کے نائم صاحب زادہ خلیل الرحمٰن خاں صاحب تھے۔ قبلہ کپتان صاحب کے چار صاحب زادے ہیں۔ کپتان محمد الیاس خاں صاحب عبدالوہاب خاں صاحب (عرف نوشہ میاں)، سردار علی خاں صاحب اور ننھے میاں۔ یہ سب سرونج میں ہیں۔ غالباً دو صاحب زادیاں بھی ہیں۔ کپتان محمد ایاز خاں صاحب کا انتقال غالباً ۱۹۳۷ء میں ہوا ہے۔ اُن کا ایک گرامی نامہ مورخہ ۲۳رمئی ۱۹۳۶ء جو قبلہ ماموں عبدالمجید خاں صاحب کے نام ہے۔ یہاں درج کیا جاتا ہے:

"سرونج بسم اللہ الرحمٰن الرحیم شنبہ ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء

برادرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، کارڈ مرسلہ ۵رمئی، ۹رمئی ۱۹۳۶ء کو پہنچا۔ خیریت معلوم ہو کر اطمینان ہوا۔ میں بھی اب اچھا ہوا۔ آپ نے مع عزیزہ ہم شیرہ جھیانی، نذیر احمد خاں وغلام مصطفیٰ خاں سرونج آنے کا لکھا تھا۔ یہاں سب کو انتظار اور خوشی تھی۔ والدۂ سردار علی کی نانی جناب ملکۂ عالیہ زمانی بیگم صاحبہ یعنی محل جناب نواب صاحب مرحوم کا انتقال ٹونک میں ہو گیا ہے اور چوں کہ بارش کا موسم بھی قریب آ گیا ہے جس کی وجہ سے آمد ورفت بند ہو جانے کا اندیشہ ہے اس لیے میں اسی ہفتے میں والدۂ سردار علی کو لے کر ٹونک جا رہا ہوں میں چوں کہ پچھلے دنوں کی علالت کے باعث کم زور ہو رہا ہوں۔ اس لیے میں نے علی گڑھ سے نیاز الدین کو ٹونک جانے کے لیے بلوا لیا ہے اور وہ ۲۱رمئی کو یہاں پہنچ گئے ہیں۔ باقی خیریت ہے، سب کو درجہ بہ درجہ سلام دعا۔

مرسلہ کپتان محمد عیاض خاں

کپتان محمد زمان خاں صاحب سے چھوٹے بھائی حافظ محمد امان خاں صاحب تھے، وہ پہلوان بھی تھے۔ ہر روز ایک منزل پڑھتے تھے اور قریب ۶۰ رسال تراویح میں قرآن پاک پڑھا۔ان کے وظائف وتعویذات کی ایک بیاض میرے پاس ہے۔ کچھ خطوط بھی ہیں، جو وہ مجھے لکھتے تھے۔غالباً ۱۹۴۰ء میں سرونج میں انتقال فرمایا۔

قبلہ ماموں کپتان محمد ایاز خاں صاحب مرحوم اور قبلہ ماموں حافظ محمد امان خاں صاحب مرحوم کا ایک ایک گرامی نامہ جو راقم الحروف کے نام ہے یہاں درج کیا جاتا ہے۔

"از سرونج۔ بروز جمعہ ۳ رشعبان المعظم ۵۴ھ

برخوردار نورِ چشم راحت جان میاں غلام مصطفےٰ خاں صاحب زاد اللہ عمرہ وقدرہٗ بعد دعائے ترقی عمر و درجات کے واضح ہو کر الحمد للہ سرونج میں ہمہ وجوہ خیریت ہے اور بعنایتِ الٰہی جبل پور کے خطوط سے بھی واضح ہوا کہ وہاں بھی خیریت ہے۔تمھارا لفافہ موصول ہو کر یہاں جمیع خورد وکلان کو گونا گوں مسرت ہوئی۔اللہ تعالیٰ تم کو تمھارے مقاصد میں کام یاب رکھے اور سعادتِ دارین عطا فرمادیں، آمین۔تمھاری سعادت مندی اور لیاقت سے جمیع احباب خورد وکلان تم سے بہت خوش ہیں اور ہر وقت تمھاری یاد میں دعا گو رہتے ہیں۔اسی طرح جن صاحبان سے یہاں تم ملے ہو وہ سب تمھاری تعریف کرتے ہیں اور بعد مزاج پرسی سلام علیک کہتے ہیں جو درخواست ہائے تم لکھ کر دے گئے وہ بروز بدھ جس کو دس یوم منقضی ہوتے ہیں ممبر صاحب بہادر ریاست ٹونک کی تشریف آوری پر جو معہ جناب ناظم صاحب سرونج مکان پر تشریف لائے تھے پیش کردی گئی ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ کام یابی کی امید ہے۔آپ بھی دعا کریں۔ عزیزم اس وقت ہم کسی قابل نہیں رہے ہیں۔ ہم کیا تمھاری خاطر کر سکتے

بچے تعلیم مذہبی میں بھی اچھا خاصہ حصّہ لے رہے ہیں۔ یہ باعث شفقت معلمان کا ہے۔ جزاک اللہ

یہاں سب طرح خیریت ہے۔ تم جلد جلد اپنی خیریت سے اطلاع دیتے رہا کروتا کہ مسرت ہوتی رہے۔ تمھارا پرچہ جو آغا کے نام تھا وہ آغا کو دے دیا گیا۔ برخورداران سردار علی خان و فیاض علی خان و نیز دیگر بھائی خورد و کلاں وغیرہ وغیرہ سلام دعا کہتے ہیں۔ پیش امام صاحب و حافظ بشیر الدین صاحب اوران کی والدہ صاحبہ سلام دعا کہتے ہیں اور منشی ہدایت محمد خاں صاحب سررشتہ دار نظامت مال سرونج بعد سلام مسنون دعا کہتے ہیں۔ باقی خیریت ہے، برخوردار عبدالوہاب و کپتان محمد الیاس خاں اور اُن کی والدہ وغیرہ وغیرہ خورد و کلاں سلام دعا کہتے ہیں اور مؤذنان مسجد سلام علیک کہتے ہیں۔

راقم الدعا۔ کپتان محمد ایاز خان ......از سرونج

از جانب خاک سار حاضر الوقت خط نویس محمود علی ......سلام علیک مسنون

۱۸؍دسمبر ۱۹۳۶ء (قبلہ ماموں حافظ محمد امان خان صاحب کا گرامی نامہ یہ ہے)

برخوردار من سلمہٗ ...... کارڈ عید مبارک تمھارا آیا۔ خوشی ہوئی، اللہ تعالیٰ تم کو سرسبز و شاداب رکھے اور تمھارے ارادوں میں کامیابی دے۔ جنابِ مکرم کپتان صاحب کا تمھارے خط کا جواب نہ دینا سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا سبب ہے۔ ویسے بھائی صاحب مکرم خیریت سے ہیں خیال یہ ہوتا ہے کہ یا خط اُن تک نہیں پہنچا۔ یا وہ کسی موقع کے منتظر ہوں کہ وہ کہیں کچھ کہہ سن کر پھر کوئی جواب دیں۔ جناب ناظم صاحب کے والدؔ صاحب کا انتقال ہوگیا ہے اور انتقال ہونے پر وہ براہِ راست دہلی سے ٹونک فوراً پہنچ گئے تھے اور پھر

ہیں۔ یہ تمھاری سعادت مندی ہے۔ ورنہ ہم سے ہمارے خیال کے موافق تمھاری کوئی خاطر نہیں ہوسکی۔ ہاں گذشتہ زمانہ مواقعے میں آپ تشریف لاتے تو اُس وقت تم کو ہمارا اظہار محبت معلوم ہوتا۔ اب تو بجز دعا کے ہمارے پاس اور کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو خوش اور مقصد میں کامیاب رکھے۔ آمین

تم اسی طرح اپنی خیریت سے اطلاع دیتے ہو رہو۔ تاکہ مسرت ہوتی رہے۔

ممانی صاحبہ آپ کو بہت بہت دعا کہتی ہیں اور تمھاری نیک بختی اور سعادت مندی کے تذکرے کرتی رہتی ہیں اور یاد کرتی رہتی ہیں۔ غرض کہ تمھاری ہمشیرہ صاحبان و بھاوج صاحبان بہت بہت سلام دعا کہتی ہیں۔ بوقت پیشی کاغذات جناب ناظم صاحب نے ممبر صاحب بہادر سے تمھاری سعادت مندی بیان کی جس پر جناب ممبر صاحب بہادر کو بھی اشتیاق رہا۔

پیش امام صاحب واُس کے لڑکے حافظ بشیر الدین صاحب اور ان کے گھر میں آپ کو بہت بہت سلام دعا کہتی ہیں۔ اور کہتی ہیں کہ ہم کو تو آپ کے جلد واپس چلے جانے سے افسوس ہوا اور ہم آپ کی کوئی تواضع نہیں کرسکے اور مقام جبل پور سے جناب بھائی صاحب کا خط آیا تھا۔ چناں چہ اس کے جواب میں ہم نے یہاں اُن کو اور تمھاری والدہ صاحبہ کو اُن کے حج سے واپس آنے کی نیز تمھاری سعادت مندی کی مبارک باد تحریر کی ہے اور آپ اپنے جمیع ہم نشین اور مدرس صاحبان کو ہمارا سب کا سلام علیک کہہ دینا اور اُن سے ہماری سب کی جانب سے اس بات کا شکریہ ادا کردینا کہ آپ اہلِ اسلام پر ایسی شفقت مبذول فرما کر اُن کو کام یاب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ خیر سے عطا فرمائے گا۔ سرونج کے جمیع اہلِ اسلام مدرسہ کے شکر گزار ہیں، کہ وہاں کے

ٹونک سے واپس آ کر چار پانچ یوم بعد مع بال بچوں کے فاتحہ بسلسلہ چہلم وغیرہ عید سے قبل ٹونک گئے ہوئے ہیں۔ سنا یہ گیا ہے کہ اگر سرکار نے اُن کو انتظام بڑے دن پر لگا دیا تو ۱۰ر جنوری ۳۷ء تک واپسی ہوگی اور اگر نہیں لگایا تو غالباً پانچ سات روز میں واپس آنے کا خیال ہوتا ہے اور اسٹیشن موگا ولی دیا پچھارسی ہو کر وہیں سے دورہ شروع کر دیں گے۔ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس خط کے پہنچتے ہی ناظم صاحب کو اُن کے والد صاحب کے انتقال کی تعزیت کا خط فوری لکھو اور اس کے بعد اپنے متعلق بھی لکھ دیا جائے اور سارٹیفکیٹ کی نقل وغیرہ بھی بھیج دی جائے کہ اگر ٹونک میں تمھارے خط کے پہنچنے تک قیام رہا تو ضرور ممبری جوڈیشل وغیرہ میں کوشش کریں گے اور بھائی صاحب قبلہ کپتان صاحب کو بھی جواب کے لیے یاد دہانی کرنا اور مزاج پرسی کا بھی لکھنا چوں کہ چند امراض مہلک کی وجہ سے بیش تر تکلیف میں رہتے ہیں) شاید اس وجہ سے جواب نہ دے سکے ہوں اور یہاں سب خورد و کلاں خیریت سے ہیں جناب ناظم صاحب کا پتہ یہ ہے ٹونک راجپوتانہ محلّہ امیر گنج۔ جناب صاحب زادہ خلیل الرحمٰن صاحب ناظم پرگنہ سرونج...... اس پتہ سے خط اُن کی خدمت میں پہنچ جاوے گا...... بھائی صاحب و بھاوج صاحبہ اور سب چھوٹے بڑوں کو سلام دعا کہہ دیا جائے۔ ۳ر شوال ۵۵ھ م ۱۸ر دسمبر ۳۶ء

اور ناظم صاحب کو خط لکھنے کے بعد مجھے بھی اطلاع دی جائے باقی خیریت ہے۔ از سرونج۔ راقم الدعا حافظ محمد امان خان جمعدار تحصیل صدر پرگنہ سرونج

پرنانا صاحب کے تیسرے صاحب زادے حکیم عبدالکریم خان صاحب جاورہ ہی میں رہے اور وہاں مفتی عبدالرب صاحب سے طب پڑھی۔ مفتی صاحب اپنے زمانے

کے نہایت مشہور عالم اور طبیب تھے۔ حکیم عبدالکریم خان صاحب کے بہ کثرت خطوط میرے پاس موجود ہیں۔ جو انھوں نے اپنے چھوٹے بھائی عبدالقادر خان صاحب کو لکھے تھے۔ ان میں سے کچھ خطوط انشاء اللہ درج کیے جائیں گے۔ یہ خطوط ۱۸۶۷ء سے ۱۹۱۲ء تک کے ہیں۔ یعنی انھوں نے قریب ۷۰-۷۵ سال کی عمر پائی ہوگی۔ غالباً ۱۹۱۴ء میں اُن کا انتقال ہوا۔ اُن کی پہلی اہلیہ صاحب کے بھائی مظفر خاں صاحب کا بھی کئی خطوط میں ذکر آیا ہے۔ اُن کے انتقال کے بعد ۱۸۷۴ء میں انھوں نے دوسری شادی الفت بیگم صاحب سے کی۔ جن کے والد کا نام غوث محمد خان اور والدہ کا نام خدیجہ بیگم تھا۔ یہ جاورہ کے محلّہ برسی میں رہتے تھے اور بڑی محبت کے لوگ تھے۔ الفت بیگم صاحب کا انتقال جاورہ میں ۱۹۱۱ء میں ہوا۔ ان کی ایک بہن حسن بانو بیگم تھیں جن کے شوہر کا نام گلاب خاں تھا۔ حسن بانو بیگم صاحبہ کی دو لڑکیاں تھیں۔ افضل بیگم عرف منی اور مکرم بیگم، مکرم بیگم کی شادی قبلہ حکیم عبدالکریم صاحب کے صاحب زادے حکیم عبدالحکیم صاحب سے ہوئی تھی۔ افسوس کہ عبدالحکیم خان صاحب تازہ بچھناک سونگھنے کی وجہ سے نوجوانی ہی میں فوت ہوگئے اور مکرم بیگم صاحبہ نے پوری زندگی بیوگی میں گزار دی۔ ماشاء اللہ زندہ ہیں۔ افضل بیگم صاحبہ کی ایک صاحب زادی صغریٰ بیگم عرف ببن ہیں۔ ان کے شوہر حاجی فیاض صاحب اور نور محمد خان صاحب نے کراچی میں ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء میں انتقال کیا۔ افضل بیگم صاحبہ کے صاحب زادے محمد صدیق صاحب حیدرآباد (سندھ) میں ٹھیکیداری کرتے ہیں۔ افضل بیگم صاحبہ کا انتقال حیدرآباد (سندھ) میں پنج شنبہ ۱۰ر محرم ۱۳۸۲ھ (۱۴ر جون ۱۹۶۲ء) کو ہوا۔ وہ بھی عمر بھر بیوہ رہیں۔

اُن کے شوہر نوشہ خاں (محمد نذیر خان) نے مارچ ۱۹۰۳ء میں کلکتہ میں انتقال کیا تھا۔

مولانا حکیم عبدالکریم خاں صاحب کی ہم شیر صاحبہ زینب بیگم تھیں جن کی شادی جاورہ میں احمد علی صاحب سے ہوئی تھی۔ ان کے صاحب زادے مردان علی صاحب تھے۔

۱۸۸۰ء کے ایک خط میں ہے کہ اس قوت مردان علی صاحب ۷/سال کے تھے، اُن کی ایک بہن اولیاء بیگم دس سال کی اور دوسری بہن سعیدہ بیگم پانچ سال کی تھیں۔ مردان علی صاحب کا انتقال غالباً ۱۳۶۱ھ میں جاورہ میں ہوا۔

حکیم عبدالکریم خاں صاحب کے سب سے بڑے فرزند عبدالحفیظ خاں صاحب تھے جو چار سال کی عمر میں ۱۸۷۹ء میں فوت ہوئے۔ ان سے چھوٹے عبدالعزیز خاں صاحب تھے اور وہ ۲۳/فروری ۱۸۸۰ء کو ایک سال نو ماہ کے تھے۔ اُن سے چھوٹے بھائی عبدالقدیر خان صاحب تھے جو جمعہ ۱۷/جمادی الاوّل ۱۲۹۶ھ (مطابق ۱۰/مئی ۱۸۷۹ء) کو پیدا ہوئے تھے اور چیچک کے عارضے میں ۱۳/فروری ۱۸۸۱ء کو فوت ہوئے۔ پھر عبدالغفور خاں صاحب جون ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے۔ یہ بہت اچھے حکیم تھے ۱۹۰۳ء میں جبل پور آ کر قریب ایک سال طبابت کرتے رہے۔ ۱۰/جولائی ۱۹۰۶ء کو ہیضہ سرسام میں جاورہ میں انتقال کیا۔ ان سے چھوٹے عبدالحکیم صاحب تھے۔ وہ بھی حکیم تھے اور سب بھائیوں سے زیادہ خوب صورت تھے۔ افسوس کہ نوعمری میں فوت ہوگئے۔ سب سے چھوٹے حکیم عبدالقدوس خان صاحب تھے جو پاکستان آ کر سندھ میں علاقہ میرپور خاص کے مقام پٹویوں میں طبابت کرتے تھے اور وہیں ۲۰/جنوری ۱۹۵۴ء میں فوت ہوئے۔ انکا ایک ہی لڑکا عبدالصبور خان ہے جو وہیں رہتا ہے۔

بڑے ماموں عبدالعزیز خان صاحب کے تین فرزند (عبدالعلیم خان، عبدالنعیم خان، عبدالرشید خان جیسے محمد فہیم بھی کہتے ہیں) اور تین لڑکیاں (زبیدہ بیگم، سعیدہ بیگم اور فردوس بیگم) تھیں۔ لڑکیاں سب فوت ہوگئیں۔ لڑکے ماشاءاللہ جاورہ میں ہیں اور صاحب اولاد ہیں۔ عبدالعزیز خاں صاحب پاکستان بننے کے بعد حیدرآباد سندھ تشریف لائے تھے لیکن یہاں کا ماحول سازگار نہ پا کر واپس جاورہ تشریف لے گئے اور اکتوبر ۱۹۵۵ء میں

فوت ہوئے۔عبدالعزیز خان صاحب کی ایک بہن قدرت بیگم تھیں، جن کی صاحب زادی مسرت بیگم کراچی میں ہیں۔

مولانا عبدالوہاب خاں صاحب علیہ الرحمہ کے چھوٹے اور چہیتے صاحب زادے مولانا عبدالقادر خان صاحب (یعنی راقم الحروف کے نانا) ۱۸۴۷ء کے قریب جاورہ (گلشن آباد) میں پیدا ہوئے۔ ا ر ۷-۸ سال کی عمر میں اپنے والد صاحب کے ساتھ کندیلی جبل پور آ گئے۔ غالبًا ۱۸۶۷ء میں اُن کی شادی چاند بی بی صاحبہ سے ہوئی۔ مولانا عبدالقادر صاحب نے اپنی سسرال والوں کا شجرہ اس طرح تحریر فرمایا تھا جو محفوظ ہے۔

لطیف خان صاحب بندیل کھنڈ کے تھے۔ان کی شادی بی بی نازو (ساکن کڑہ مانک پور) سے ہوئی۔ یہ بیوہ تھیں باغ میاں کی،لطیف خاں کے تین بیٹے تھے۔(صاحب خان، دلاور خان، گزندی خان) صاحب خان کے لڑکے۔صلابت خان، میر خان، پیر خان) اور دو لڑکیاں لال بی بی اور مدھولا تھیں۔صلابت خان کے لڑکے مان خان جبل پور میں تھے اور تین لڑکیاں بھی تھیں۔ میر خان کی لڑکی بھوری اور دوسری اولاد پنا میں تھیں۔ پیر خان کی لڑکی گل بی بی تھیں۔لال بی بی کے شوہر احمد خان بہری بن کے تھے۔اُن کی لڑکی اللہ بندی کے شوہر سردار خان ریاست میہڑ میں تھے۔ سردار خان کے بھائی دولت خان اور بختاور خان تھے۔سردار کان کے لڑکے دلدار خان اور انار خان تھے۔ مدھولا کے شوہر داؤ د خان تھے۔

صاحب خان کے منجھلے بھائی دلاور خان کی لڑکی بلاقی کی شادی میر کان (ابن صاحب خان) سے ہوئی تھی۔ بلاقی کے چھوٹے بھائی حیات خان اور محراب خان تھے محراب خان کے لڑکے افضل خان، پیر خان اور الف خان وغیرہ تھے۔محراب خان کی ایک لڑکی کٹنی میں یٰسین خان سے بیاہی گئی (جو راقم الحروف کی نانی چاند بی بی کی والدہ کی بڑی

اماں کے رشتے میں بھی تھیں۔

صاحب خان کے چھوٹے بھائی گزندی خان تھے جو ریاست میہر چلے گئے تھے۔ اُن کے لڑکے پوٹے خان تھے۔ پوٹے خان کے لڑکے روشن خان تھے جن کے لڑکے گل مہر خان، مہین خان، نواز خان اور نجم خان تھے۔ لیکن ان سب لوگوں سے قبلہ نانا صاحب مولانا عبدالقادر خان صاحب کا سسرالی رشتہ تھا۔ یہ اُن کا لکھا ہوا ملتا ہے۔ البتہ حسب ذیل شجرہ ان کی سسرال کا خاص ہے۔

بھورے خان کے دو بیٹے تھے۔ میر خان اور مصری خان، میر خان صاحب راقم الحروف کے نانا مولانا عبدالقادر خان صاحب کے خسر تھے۔ میر خان صاحب کے لڑکے جعفر خاں صاحب بڑے عابد و زاہد اور نامی گرامی پہلوان تھے۔ کٹنی میں استاد جعفر خان کہلائے جاتے تھے۔ ان کے لڑکے پہلوان عبدالباری خان صاحب تھے اور ان سے بڑی بشیر النساء صاحبہ اور نذیر النساء صاحبہ ہیں۔ عبدالباری خان صاحب کے لڑکے عبدالہادی خان، عبداللطیف خان، عبدالقدیر خان، عبدالکبیر خان اور لڑکیاں معصوم النساء اور کلثوم ہیں۔ مصری خان کے لڑکے یعقوب خان، جعفر خان، بختاور خان اور قاسم خان تھے۔ یہ لوگ بھٹیاں علاقہ پنا میں تھے۔ ان رشتہ داروں کی مزید تفصیل اس عرضی میں ہے جو نانا صاحب نے مہاراجہ میہر کی بھیجی تھی اور وہ اب نقل کی جاتی ہے۔

قبلہ نانا مولانا عبدالقادر خاں صاحب نے میرے بڑے ماموں عبدالعزیز خاں صاحب کی شادی کے لیے ریاست میہر میں پہلے کوشش کی تھی۔ وہاں کا قاعدہ یہ تھا کہ مہاراجہ کی اجازت کے بغیر ریاست کی لڑکی کی شادی باہر نہیں ہو سکتی تھی۔ اسی لیے یہ دو عرضیاں لکھی تھیں۔ لیکن ریاستوں کی لاپروائی مشہور ہے۔ چناں چہ کوئی جواب نہیں ملا اور پھر وہاں شادی نہیں ہوئی۔ پہلی عرضی یہ ہے کہ جو بطور یادگار کے نقل کی جاتی ہے:

بحضور سریر آرائے مملکت و اقبال مندی و فرمان روائے اقلیم بہرہ مندی و سربلندی جناب مہاراجہ صاحب بہادر والی ملک ریاست میہر اوام اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ ...... حضوری سردار باوقار عادل و منصب میں تابع دار امید بر آری و انصاف کی توقع پر تھوڑا سا عرضِ حال اپنا پیش کرتا ہے۔

بمقام گھنوارہ بھائی امراؤ خان کے یہاں کچھ بات چیت شادی ہوکر تھوڑی سی راہ ورسم وغیرہ بھی ہوئی تھی۔ یہ بات صرف رشتہ داری قدیم وحال کے سبب سے ہوئی تھی۔ سلسلہ رشتہ داری یہ ہے:

(اول) بھائی سردار خان مرحوم (والد انار خان و دلدار خان) میرے ساڑھو تھے۔ (دوّم) بھائی دولت خان و بختاور خان کی ہمشیرہٗ تابعدار کے دیگر ساڑھو کے بہنوئی کے حقیقی بھائی کو منسوب تھیں۔ (سوم) بھائی بختاور خان کی لڑکی جواب بیوہ ہوکر وہاں موجود ہے۔ تابعدار کے ساڑھو کے بھانجے احمد خان کو منسوب تھی۔ (چہارم) اب خود دولت بھائی کی لڑکی میری حقیقی سالی کے لڑکے شیخ وزیر کو منسوب ہے اور یہاں میرے پاس ہے۔ اسی رشتہ داری کے سبب سے ہماری اُن کی سب مستورات کا کھانا پینا ایک ہے اور قدیم قرابت سے سب بال بچے تابعدار کے دوبار میہر ہوتے ہوئے گھنوارہ بھی گئے اور بھائی امراؤ خاں کے مکان میں رہے۔ اور سب کی خوشی سے کل عورتیں ہندو و مسلمان جمع ہوئیں اور جو کچھ رسم مناسب اور سہولت کے تھے وہ سب کیے گئے۔ مگر آخر انجام اور دار و مدار اس کا حضور پر منحصر رکھا گیا۔ اب کچھ لوگوں کے تفرقہ ڈالنے سے جو حضور کے طلب کرنے پر زبانی عرض کروں گا۔ اس

معاملے کی صورت دوسری معلوم ہوتی ہے اور مجھ کو حضور میں اطلاع دینے کی اجازت بھی ہے اور اُن کی مرضی ہے۔ اس تفرقہ ڈالنے کا تو زیادہ رنج نہیں ہے۔ البتہ اس کا زیادہ رنج ہے کہ جن سے رشتہ نہ ہوتا تھا اُن سے تو ہوا۔ ویسے تعلق ہمیشہ سے اور اب تک برابر ہے۔ ان کی ایک رسم بات چیت پختہ بھی ہوئی اور پھر نہ ہونے پاوے یہ قابل زیادہ رنج ہے۔ اس کا انصاف بھی ضرور ہے۔ خود تابعدار دوبار مقام گھنوارہ ومیہر گیا اور اس نقل خط منسلکہ کی کرنے پر بھی گیا۔ اور ہر چند بذریعہ پیر خان چاہا کہ درخواست حضور تک پہنچ کر سلام ہو جاوے تو بہتر ہووے۔ سرکار کو بھی ظاہر ہو جاوے کہ حکیم عبدالکریم خان ا صاحب جاورہ والے کا یہ چھوٹا بھائی ہے۔ ہمارے سلام کو آیا ہے۔ مگر آخر گذر حضور کے پاس تک نہ ہونے پایا۔ لاچار محروم ہو کر واپس چلا آیا۔ اس کا بھی دل پر سخت رنج ہے۔ مجبوری

اب کی بار بھائی امراؤ خاں نے یہ کہا تھا کہ اب میں خود جناب مہاراجہ صاحب بہادر سے جا کر عرض معروض کروں گا۔ پھر حضور اطلاع کروائیں تو چلے آنا۔ اس کو بھی عرصہ ہو گیا۔ اس کار خیر کے ہونے کا دارومدار اُن کی طرف سے بھی حضور کی مرضی پر موقوف و منحصر ہے اور حضور ہی مالک ہیں۔

اب کی بذریعہ اس عرض داشت کے ملتجی ہوں اور حضور کی قدم بوسی سے مشرف ہونے کی بھی امید رکھتا ہوں۔ اگر اجازت ملے اور واسطے حکم حاضری صادر ہو کر اطلاع حضور سے ملے تو عین خاوندی حضور ہے۔ دعائے دولت میں مشغول رہتا ہوں۔ اور یہ معاملہ...... حضور کیوں کہ وہ لوگ بھی حاضر ہوتے اور سب طے ہو جاتا۔ خداوند کریم نے حضور کو والی ملک اور ہمارا بادشاہ بنایا

ہے۔ حضور کا کرم ہر طرح کے معاملات کو طے کر دیتا ہے اور ہم غریبوں کا کام صرف عرض کرنے کا ہے۔ زیادہ آفتابِ دولت و اقبال ہمیشہ روشن رہے۔

فدوی عبدالقادر خاں واصل باقی نویس حال پنشن یافتہ ساکن شہر جبل پور محلہ بھان تلیا

۲۶/اپریل ۱۸۹۲ء

اسی طرح کی دوسری عرضی یہ ہے

بحضور خداوند نعمت دستگیر بے کساں و فریادرسِ دادرساں اوام اللہ اقبالہٗ ......

عرض ہوا خاک سار بندہ آنحضور نسبت بات چیت شادی دختر بھائی امراؤ خان مقام گھنوارہ کی جو حضور کی مرضی و حکم پر قرار اس کا ہے ایک عرضِ حال اپنا مفصل طور پر تحریر کر کے ۲۷/اپریل ۱۸۹۲ء کو بہ سبیل ڈاک بنا بر ملاحظہ و تصفیہ آستانہ والا پر روانہ کیا تھا۔ امیدوار حکم ہوں اور ایک نقل خط بھی شامل اُس کے اس منشاء و غرض سے روانہ کیا تھا کہ حضور پر یہ امر ظاہر ہو جائے بشرط دریافت مرضی و حکم حضور امراؤ خان کو شادی کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ کیوں کہ سلسلہ رشتہ داری و عزیز داری قدامت سے اب تک برابر چلا آتا ہے اور ابھی موجود ہے اسی سبب سے تھوڑی سے رسم وغیرہ دونوں طرف کے اطمینان کے لیے ہوئی تھی۔ مگر انجام اُس کا حضور کی مرضی پر موقوف رکھا گیا تھا۔ بعد میں لوگوں کی کچھ خلاف مرضی معلوم ہونے کی صورت معلوم ہونے پر .... بھائی امراؤ خان کی مرضی کے موافق واسطے تصفیہ بندہ آنحضور میں تکلیف عرض کی تھی۔ یوں بھی گذارش ہونا اُس کا حضور میں ضرور تھا۔ کیوں کہ دار و مدار اس کا حضور کی مرضی و حکم پر ہے۔ جب تک مرضی و حکم حضور نہ لیا جائے انجام اس کا ممکن نہیں اور یہی مضمون اُس نقل خط کا تھا۔ اب

بصد آداب دست بستہ بطور یاد دہانی عرض ہے۔ خاوندی حضور سے کوئی تاریخ مقرر نہ ہوئی، جو اطلاع بخشی جاوے۔ عین بندہ نوازی ہے۔ ایک عرصے سے تمنا قدم بوسی کی بھی رکھتا ہوں۔ پھر سلام بھی ہو جاوے گا۔ بھائی امراؤ خان اور سب لوگ موجود ہوں گے۔ حضور کے رو برو ہی طے ہو جائے گا، جو کچھ مرضی ہو کر حضور کا حکم ہوگا، تعمیل اُس کی ہم دونوں پر واجب ہوگی۔ میں غریب عرصے سے آسرے میں پڑا ہوں۔ اطلاع ملے تو خداوندی ہے کہ جلد حاضر ہو جاؤں۔ جیسا کچھ ہو، آئندہ حضور مالک ہیں۔ زیادہ آفتابِ دولت واقبال ہمیشہ روشن رہے۔ فقط

عریضہ۔ تابعدار دعا گو خیر طلب عبدالقادر خاں واصل باقی نویس پنشن یافتہ ضلع جبل پور، شہر جبل پور۔ محلہ بھان تلیا، ۲۶؍جون ۱۸۹۲ء

اسی زمانے کی ایک اور عرضی قبلہ نانا صاحب نے میرے چھوٹے ماموں عبدالجمیل خاں کی فیس کی معافی کے لیے انجمن اسکول جبل پور کے صدر کے نام بھیجی تھی۔ اس کی نقل بھی یادگار کے طور پر نقل کی جاتی ہے۔

بخدمت جناب میر مجلس صاحب و جمیع حضرات ممبران صاحبان انجمن اسلامیہ جبل پور، کم ترین ملتمس ہے کہ عبدالجمیل لڑکا خیر طلب کا، ایک عرصے سے ۸؍ماہ وار فیس پر مدرسہ انجمن میں تعلیم پاتا ہے جس کا شکر گذار ہوں۔ بحالت ملازمی تو وہ فیس مجھ پر کوئی زیادہ نہ تھی۔ بلکہ ایسے حیلے سے میں بخوشی اپنا شامل ہونا انجمن میں تصور کیے تھا اور لڑکے کی بھی تعلیم ہوتی تھی۔ الّا اب کہ میں اپنی نوکری سے بہ وجہ (پیری) کارروائی ہوتی نہیں علیحدہ ہوگیا اس لیے اب وہ فیس ۸؍ماہ وار البتہ مجھ پر جبر ہے۔ اگر نہیں داخل کرتا ہوں تو تعلیم سے لڑکا

محروم رہتا ہے اور اگر اب بھی اسی قدر داخل کرتا ہوں تو جبر ہوتا ہے اور چوں کہ انجمن خاص اپنی ہے اور اپنے امور وارد ہونے تکالیف کی غرض سے نیز دستگیری و انتظام کے لیے مقرر ہوئی ہے تو بہ ہر حال اپنا اظہار حال مناسب ہے۔ اس لیے بخدمت جمیع حضرات والا یہ درخواست پیش کرتا ہوں کہ ایسے امور میں بھی کوئی انتظام مناسب بالاتفاق رائے جمیع حضرات سے ہو جانا چاہیے۔ تا کہ کوئی ایسا شخص بھی قلیل البضاعت انجمن سے فائدہ اُٹھانے میں محروم نہ رہ جائے تو بہتر ہے۔ آیندہ جو رائے والا ہو۔ چار تاریخ تک ماہ وار فیس دے دینی تھی۔ مگر مجھ کو خبر نہ ہوئی۔

عبدالقادر خاں، یکم فروری ۱۸۹۲ء

قبلہ نانا عبدالقادر خاں صاحب کٹنی مڑواڑہ اور پھر جبل پور میں واصل باقی نویس تھے اور مفت علاج بھی کیا کرتے تھے۔ اللہ پاک نے اس بے لوث خدمت کی وجہ سے اُن کے ہاتھ میں شفا بخشی تھی۔ بہت عبادت گزار، صابر و شاکر تھے۔ کھانے اور غلہ کی بھی بڑی قدر و عزت کرتے تھے۔ سڑک پر اگر روٹی یا غلہ پڑا ہوا پانو کے نیچے آتا تھا تو اُسے اُٹھا کر مویشیوں کو دے دیتے تھے۔ بڑے خوش الحان تھے۔ قرآنِ پاک اور نعتیں پڑھتے تھے تو لوگوں پر وجد طاری ہو جاتا تھا ایک مرتبہ ایک مجذوب تشریف لائے تو نانا صاحب نے اپنی فارسی نعت سنائی جس کا مطلع یہ ہے:

اے وصفِ تو شمس الضحیٰ مشتاقِ دیدارِ توام

دے کشفِ تو بدر الدجیٰ مشتاقِ دیدارِ توام

مجذوب صاحب اس نعت کو سن کر بے تاب ہو گئے اور تڑپنے لگے۔

قبلہ نانا صاحب نے اپنے اخلاق سے ہندو مسلمان سبھی کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔

اُن کے بڑے صاحب زادے عبدالعزیز خان صاحب کی شہادت ۱۸۹۳ء میں ہوئی تو سخت غم زدہ رہے اور پھر کبھی ہنستے ہوئے نظر نہیں آئے۔ پنج شنبہ ۲۹ رصفر ۱۳۱۸ھ (مطابق ۲۸ رجون ۱۹۰۰ء) کو کٹنی (ضلع جبل پور) میں (سہ پہر کو تین بجے) انتقال فرمایا۔ اُن کے اشعار بہ طور یادگار یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے وصفِ تو شمس الضحیٰ مشتاقِ دیدارِ توام
دے کشفِ تو بدرالدجیٰ مشتاقِ دیدارِ توام

اے جاے تو صدر العلیٰ مشتاقِ دیدارِ توام
دے نور تو نور الہدیٰ مشتاقِ دیدارِ توام

اے باعث ارض و سما مصداقِ لولاک لما
دے باعثِ خلقِ خدا مشتاقِ دیدارِ توام

کردہ خدا جن و بشر مخلوق جملہ بحر و بر
بہر تو اے کہف الوریٰ مشتاقِ دیدارِ توام

مرکب براق آمد بہ تو از حق پئے معراجِ تو
شد در دے تا منتہیٰ مشتاقِ دیدارِ توام

آن شب خدا چوں خواستہ کوردہ جناں آراستہ
در جشنِ تو نور العلیٰ مشتاقِ دیدارِ توام

آن دم بدر گاہِ خدا آمد ندا از ہر سماء
صلِ علیٰ صلی علیٰ مشتاقِ دیدارِ توام

اے جدِ شبیرؓ و حسنؓ، بنت تو زہراؓ پاک تن

خویشِ تو حیدر مرتضیٰ مشتاقِ دیدارِ توام

اے رحمۃ للعلمیں اے نور رب العلمیں

نورِ زمیں نورِ سما مشتاقِ دیدارِ توام

اے سرورِ کل سروراں، اے برتر از کل برتراں

تو مجتبیٰ تو مصطفےٰ مشتاقِ دیدارِ توام

اے آفتابِ دادو دیں، اے ماہتاب مرسلیں

روشن ز تو ارض و سما مشتاقِ دیدارِ توام

اے سایۂ ذاتِ خدا، اے شافع روزِ جزاء

اے نورِ حق خیر الوریٰ، مشتاقِ دیدارِ توام

تو مہر و مہرِ حق مرا ، سایہ نداری تو چرا

در نورِ حق سایہ کجا مشتاقِ دیدارِ توام

نورِ تو گردارد نہ جا در مردمِ خلقِ خدا

گرد د جہاں ظلمت سرا مشتاقِ دیدارِ توام

ذاتِ تو خاص از نورِ حق پس خلق را از تو فلق

از تو جہاں ، تو از خدا مشتاقِ دیدارِ توام

خالق احد تو احمدیؐ ، رمز این کہ داند چیستی ؟

داند خدا یا مصطفےٰؐ مشتاقِ دیدارِ توام

قادؔر کند در التجا پیشِ خدا دستِ دعا

خواہد خدا و مصطفےٰ مشتاقِ دیدارِ توام

۲۸ر جنوری ۱۸۹۰ء بروز سہ شنبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بے قراری ہے کہ جاؤں کب مدینے کی طرف
جلد پہنچا دے مجھے یارب مدینے کی طرف

دیکھتا ہے روز و شب سوئے مزارِ مصطفےٰؐ
دیدۂ مہرومہ کو کب مدینے کی طرف

آرزو آنکھوں کی ہے دیکھیں درِ سلطانِ دینؐ
دل مرا کہتا ہے چلیے اب مدینے کی طرف

میں رہوں جاروب کش مژگان سے اس درگاہ کا
بخت لے جائے گا مجھ کو جب مدینے کی طرف

صبر و آرام و قرار و ہوش و عقل و جان و دل
مجھ سے پہلے چل دیے یہ سب مدینے کی طرف

اُس گُلِ باغِ رسالت سے مرا کہنا سلام
اے صبا تیرا گذر ہو جب مدینے کی طرف

حشر کے دن جاؤں میں کیوں جانبِ خلدِ بریں
ہے مرا مقصود اور مطلب مدینے کی طرف

....

یا الٰہی پھر نہ پھیرے منھ کبھی یہ سوئے ہند
جب روزانہ ہو مرا مرکب مدینے کی طرف

اُس دلِ گم گشتہ کی قادر تمھیں کیا جستجو
جو روانہ ہو چکا اغلب مدینے کی طرف

۱۸؍جون ۱۸۹۱ء

.... ☆ ....

دل میں یہ تمنا ہے کہ دل برؐ نظر آئے
آنکھوں میں بٹھالوں جو وہ رہبرؐ نظر آئے

مٹ جائے سبھی کلفتِ دنیا عطشِ حشر
گر نزع میں وہ ساقیؐ کوثر نظر آئے

اُن کی نظرِ لطف جو ہو جائے میسر
تقدیر کی صورت کوئی بہتر نظر آئے

موسیٰؑ ہوئے بے ہوش بیک جلوۂ پُر کیف
کیا ہوش میں آئیں جو وہ دم بھر نظر آئے

اس ارض و سما کے سبھی اٹھ جائیں حجابات
گر آئینۂ دل میں وہ دلبرؐ نظر آئے

وہ قبر میں بھی مستِ مئے عشق رہے گا
دنیا میں جسے دین کا سرورؐ نظر آئے

ہے درد یہی مجھ کو شب و روز خدایا
وہ آئے نظر میرے پیمبرؐ نظر آئے

دنیا کی نہیں فکر، نہ عقبیٰ کا کوئی خوف
اے کاش مجھے وہ شہِ انورؐ نظر آئے

قادؔر تو پریشان و حزین اب نہ ہو اتنا
تو جس کا ہے وہ تجھ کو نہ کیوں کر نظر آئے

۱۳۰۸ھ-۱۸۹۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترپت ہے جیا پیا درشن کو کبھوں آکے دیکھا جا نینن میں
تو اپنے ملن کا بھید پیا بھلا کچھ تو بتا جا بتین میں
اک دن بیتے ہے ایک برس اور رین کٹے ہے ترس ترس
نہیں مانے جیا پل چین نہیں اسے دھیر دھرا جا سپنن میں
کیوں اِدھر اُدھر بہلاوت ہے اور ڈگر ڈگر بھٹکاوت ہے
گیل اپنی تو آون جاون میں مجھے اب تو بتا جا چینن میں
تو ملا جلا بھی ہے سب سے اور جدا جدا بھی ہے سب سے
سب ساتھ رہے اور ہاتھ نہ آوے دیکھو سب جا نین میں
جب من میں تو اور تجھ میں من پھر جائے یہ کس سے جاپ جپن
دن رین رہے تیرا سمرن جی آئے جائے جپنن میں
سب سادھو سنت فقیر تجھے سب جگ میں ڈھونڈت پھرتے ہیں
اور تو من میں دیکھے یہ تماشا بیٹھ رہا جا چینن میں
اُس پیتم پیارے سے اپنے کر بنتی قادؔر ایسی تو!
بس کر پا کر کے تن من میں آجا تو سما جا نینن میں

۲۲/دسمبر ۱۸۹۹ء...... مڑواڑہ

ناناصاحب کی سب سے بڑی صاحب زادی حفیظ النساء صاحبہ تھیں۔ ۱۷/جنوری

۱۸۸۰ء والا خط (نمبر ۸) آگے آتا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی شادی شیخ چاند صاحب (ولد شیخ طیب صاحب) سے اسی زمانے میں ہوئی تھی اور اسی تقریب کے موقع پر تین صاحب زادوں (عبدالعزیز خان صاحب، عبدالمجید خاں صاحب اور عبدالجلیل خاں صاحب) کا ختنہ ہوا تھا۔ حفیظ النساء صاحب کی پہلی صاحب زادی اشرف النساء صاحبہ جولائی ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئی تھیں۔ ان سے چھوٹے غلام حسین صاحب تھے۔ اُن سے چھوٹی نصرت بیگم تھیں اور اُن سے چھوٹے اکرام حسین صاحب تھے۔ جو ۱۸۸۷ء میں پیدا ہوئے تھے۔ غلام حسین صاحب کی کوئی اولاد نہیں۔ نصرت بیگم صاحبہ کے دو لڑکے عبدالحمید اور عبدالعزیز اور ایک لڑکی جمیلہ ہیں۔ اکرام حسین صاحب کی ایک لڑکی مقبول النساء اور ایک لڑکے مکرم حسین ہیں۔ اکرام حسین صاحب سے چھوٹے مولوی محمد حسین صاحب ہیں ان کی اولاد بھی زندہ نہیں۔ محمد حسین صاحب سے چھوٹی حرمت بیگم تھیں جو فوت ہوگئیں۔

نانا صاحب کی بڑی صاحب زادی سے چھوٹے عبدالعزیز خاں صاحب تھے۔ وہ نوعمری ہی میں بہت عبادت گزار تھے۔ پہلوانی بھی کرتے تھے۔ اور میلاد شریف خوب پڑھتے تھے۔ بعض احباب کے ساتھ ضلع جبل پور (سی۔پی) کی تحصیل سہورہ میں ایک موضع ہرسنگی کو مچھلی کے شکار کے لیے گئے تھے۔ وہاں کے ہندو مالگذار نے اُن سے جھگڑا کیا تو ان کے احباب بھاگ کھڑے ہوئے۔ لیکن عبدالعزیز خاں صاحب نے مقابلہ کیا اور تنِ تنہا بہت سے ہندوؤں کو مار ڈالا۔ پھر ہندوؤں کی کثیر جماعت نے اُنھیں گھر لیا۔ اور وہ شہید کر دیے گئے۔ یہ ۱۸۹۳ء کا واقعہ ہے۔ اُن کی ایک صاحب زادی رحمت النساء تھیں۔ جن کی شادی جبل پور میں کر دی گئی تھی۔ لیکن وہ بھی فوت ہوگئیں۔ ماموں عبدالعزیز خان صاحب اور اُن سے چھوٹے ماموں عبدالمجید خان صاحب کی شادی ضلع سیونی کے قصبہ کہانی میں ۱۸۹۲ء میں ہوئی تھی۔ قبلہ نانا صاحب کا لکھا ہوا حساب بہ طور یادگار کے یہاں نقل کیا جاتا

حساب تخمینہ کھانے کا......۱۰۰۰رآدمی......۵۰۰ مار

۱۲۰رمن چانول	للعہ ۴۸	لکڑی ۲ گاڑی	للعہ ۴
۱۰رمن گندم		چنا ۲من	
ارمن دال مسور و چنا		گھاس و	
ارمن گھی		برونی (پانی بھرنے والے کو)	
متفرقات ترکاری		تیل	
مصالح گرم		رکابی مٹی ۳۰۰	
(سیاہ زیرہ، لونگ)		پیالہ مٹی ۶۰۰	
کالی مرچ، الائچی		گھرا وغیرہ مٹی کے معہ مٹکا	
تیج پات		گڑھ ۲۵رثار	
مصالح ہرا		پان	
(ادرک ۳ ثار، دھنیا ۲ ثار		سپاری	
پیاز ۲۵ ثار لہسن ۶ ثار سرخ مرچ ۲ ثار		کتھ	
نمک		تماکھو	
شیر ارمن			
شکر ۱۴رثار			
گوشت ۲من			

حساب منگنی وشادی — قسم پارچہ

بتاشہ ارمن — چھینٹ پائجامہ وار ایک تھان

شکر ۲ / من فی روپیہ ۴ ثار

پان وسپاری ۲ ثار

لونگ والا ئچی ا ثار

اخراجات نیگ دستور کرایہ گاڑی

قسم زیور

نتھ طلائی ۲ / عدد مع بنوائی

ہنسلی دو عدد نقرہ...... ابھرا

بڑھتے

بنوائی ۱۳-۶ / پائی

انگوٹھی نقرہ ۴ عدد

ململ ایک تھان سرخ

شاٹن ایک تھان ۱۰ گز

پارچہ ریشمی ۲۰ گز

تھان طوس ۴۰ گز

نین سکھ ۲ تھان

تھان زرد کناردار

برائے دھوتی ایک

لنگ کلاٹ یعنی

لٹھا دھویا ہوا ۴ / ذرعہ

چھینٹ دوپٹہ ۱۰ ذرعہ

۳ / سے اور زیادہ ہو گئے۔

قبلہ ماموں عبدالمجید خان صاحب کی بڑی صاحب زادی فاطمہ صاحبہ کی شادی غلام زین العابدین صاحب (ولد فرید الدین صاحب۔ داروغہ جنگل جبل پور) کے ساتھ شبِ دوشنبہ ۱۹ / رجب ۱۳۲۹ھ (۱۶ / جولائی ۱۹۱۱ء) کو جبل پور میں ہوئی تھی۔ اُن کا ایک لڑکا جمیل اور لڑکی کلثوم رائے بریلی میں ہیں۔ فاطمہ صاحبہ کا انتقال غالباً ۱۹۴۵ء میں جبل پور میں ہوا۔ ماموں عبدالمجید خاں صاحب کے کئی لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئے اور فوت ہو گئے۔ پھر انھوں نے دوسرا عقد سیونی میں قیوم بی صاحبہ سے ۱۹۲۲ء کے شروع میں کیا اور اُن کی پہلی صاحب زادی کنیز آمنہ بی تھیں۔ جو راقم الحروف سے منسوب ہوئیں۔ کنیز آمنہ بی اتوار ۱۹ / جمادی الاوّل ۱۳۴۱ھ (۷ / جنوری ۱۹۲۳ء) کو سیونی میں پیدا ہوئی تھیں اور جمعہ ۱۴ / محرم

۱۳۶۷ھ (۲۸؍نومبر ۱۹۴۷ء) کو کراچی میں فوت ہوئیں۔ اُن کے اور بھائی بہن پیدا ہو کر فوت ہو گئے۔ ان کی دوسری بہن رقیہ بی غالباً ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئی تھیں اور سیونی میں عبدالحلیم خاں صاحب سے منسوب ہیں۔ ان سے چھوٹے غلام محمد خاں ۱۹۲۸ء کے شروع میں پیدا ہوئے تھے اور یہ اب کراچی میں ہیں۔ قبلہ ماموں عبدالمجید خاں صاحب کا انتقال اتوار ۱۸؍ذی قعدہ ۱۳۷۱ھ (مطابق ۱۰؍اگست ۱۹۵۲ء) کو سیونی میں ہوا۔ وہ سیونی اور جبل پور میں ناظر تھے اور غالباً ۱۹۳۰ء میں پنشن یاب ہوئے۔ بڑے عبادت گذار اور حق گو تھے۔ اُن کی حق گوئی کی وجہ سے بعض لوگ اُن سے ناراض ہو جاتے تھے۔ اپنے بزرگوں اور عزیزوں کی چیزوں اور روایات کی بڑی حفاظت کرتے تھے۔ مجھ پر شروع ہی سے بہت شفقت فرماتے تھے۔ اسی طرح قبلہ ممانی صاحبہ نے بھی پورے خاندان کے لڑکوں میں سب سے زیادہ مجھ پر شفقت رکھی ہے۔ قبلہ ماموں صاحب حکیم بھی تھے اور وعظ خوب فرماتے تھے اور قرآن پاک بھی بہت عمدہ پڑھتے تھے۔ تہجد کے وقت وہ نہایت خوش الحانی سے کوئی نعت پڑھتے تھے۔ جس سے پورا گھر بے دار ہو جاتا تھا۔ پھر وہ تہجد اور ذکر واذکار میں مصروف ہو جاتے تھے۔ اُن کی وفات بھی خوب ہوئی۔ وہ نزع کے عالم میں تھے تو قبلہ ممانی صاحبہ اور بہن رقیہ وغیرہ رونے لگیں۔ اللہ پاک نے ماموں صاحب کو ہوش عطا فرمایا اور انھوں نے سب کو اس طرح تسلی دی کہ ''تم لوگ روتی ہو، یہ خوشی کا وقت ہے کہ میں کیسی اچھی جگہ جا رہا ہوں۔'' اتنا کہہ کر رخصت ہوئے میرے پاس اُن کے بہ کثرت خطوط ہیں اور آخر وقت کے چند خطوط یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

''سیونی۔ یک شنبہ، ۱۳؍جنوری ۱۹۵۲ء

نور چشم سلمہ' اللہ تعالیٰ

بعد دعا کے واضح ہو کہ کل شام کو بعد انتظارِ شدید خیر و عافیت نامہ ملا، پڑھ کر

سب کو خوشی ہوئی۔ جمعہ و سہ شنبہ کو بعد مغرب تقریر و قرأت و تازہ حالات کا گھر میں اور جملہ عزیزوں کو اشد انتظار و اشتیاق ہوگا اللہ بہتر پہلو راست لاوے۔ برادرم عبد القدوس کا بھی خط پُر ملال آیا اور ایک خط غلام محمد کا بھی وصول ہوا۔ فکر و خاص توجہ سے آفتاب سے جلد از جلد ضرور مل کر اور سمجھا کر جملہ مشکلات حکمتِ عملی سے دفع کرادو۔ ایک دو مرتبہ غلام محمد نے (زمانے کی سختی و گرانی کا خیال کرتے ہوئے) مجھے تحریر کیا تھا، کہ کس تدبیر سے رقم روانہ کی جاوے۔ پرسوں حاجی کشف الدجیٰ صاحب نے مجھ سے کہا کہ اگر وہ یا کوئی شخص حقیقت میں وہاں سے روانہ کرنے کو تیار ہو تو میں جس کو بتلاؤں اُس کو وہ رقم وہاں دے کر مجھے اطلاع کردے، بس اُس کا کام ہوجاوے گا۔ غلام محمد کو بعد خیریت و دعا کے ضرور سمجھا کر اطلاع کردینا۔ اُس نے میوہ بھیجنے کو بھی تحریر کیا تھا۔ دہلی والے ہمسایہ ٹیلر ماسٹر سے برائی نہ رکھے۔ صحبتِ بد سے گریز کرے، نیک صحبت رکھے، تمھاری ممانی اور بائی بچے سب بہت بہت یاد کرتے ہیں۔ سراج احمد کو خاص فکر سے وقت فرصت کا نکال کر ضرور تعلیم دو، عمر ضایع مت کرو، مشغلۂ تعلیم ثواب سے خالی نہیں۔ لاپروائی اچھی نہیں بچوں اور ہم شیر گان کی بہت یاد آتی ہے۔ اللہ عزو جل سب کو خوش و خرم رکھے، ہاجرہ بیگم اور ظفر احمد بھی بہت یاد آجاتے ہیں۔ انسپکٹر صاحب کتب فروش اور عبد الحلیم اور بچے بفضلہٖ تعالیٰ سب بخیریت ہیں۔ دوری کا معاملہ ہے اور آب و دانہ کا بھی سوال ہے۔ خدا کے نزدیک مشکل سے مشکل چیز آسان ہے۔ عبد الواجد اور اُس کی والدہ، بھائی اور بچوں کو بہت دعائیں کہنا۔ بشیرن، نذیرن اور سب کا حال لکھنا۔ سب کو ہم سبھوں کی طرف سے دعا و سلام۔ اللہ سے درد و صحت کے

لیے دعا کرنا، جوابِ خط سے بہت تسکین ہو جاتی ہے۔ خدا کرے بہواور سب کی اصلاح جلد ہو جائے۔ دعا گو...... عبدالمجید خان۔

سیونی ۳۰/ مارچ ۱۹۵۲ء

نورچشم غلام مصطفےٰ خاں، بعد بے حد دعاؤں کے معلوم ہو کہ متواتر خطوں کے باوجود تا ایں دم کوئی خط خیریت کا نہیں آیا۔ بہت انتظار ہے۔ افسوس اس قدر عدیم الفرصتی ہے۔ جلد جواب دینا۔ غلام محمد کے خط سے ظاہر ہوا کہ احدی بائی کے بچے اصغر علی کا بس سے اُترتے وقت انتقال ہو گیا۔ مشرح کیفیت نہ معلوم ہوئی خدا اُس کی والدہ اور آپ سب کو صبر کی توفیق دے اور بچے کو درجہ شہادت ورحمت کا عطا کرے۔ ہم سب کی طرف سے آپ سب کو بہت دعائیں اور تسلی وتشفی۔ نوشتہ تقدیر سے ہر شخص مجبور ہے۔ صحت اور قیامِ قوت کے لیے مقویات ضروری ہیں، نیز وردِ لاحول مع بسم اللہ صبح وشام ایک تسبیح لازمی ہے۔ ایک ضروری تصدیعہ دیتا ہوں۔ یہاں متصل مکان میں بیوہ وضعیفہ حسن خان صاحب مرحوم سکنہ بالا گھاٹ قیام پذیر ہے۔ بہت تنگ دست اور محتاج ہے۔ اُس کا حقیقی لڑکا مرتضیٰ خاں شاید کراچی میں استاد ہے۔ ۴-۵/ سو روپے تنخواہ پاتا ہے۔ ناگ پور میں بھی رہ چکا ہے۔ وہ سخت کشیدہ اپنی والدہ سے ہے۔ کبھی ایک حبّہ کی مدد نہیں کرتا۔ اُس کی ماں رو رو کر بے قرار رہتی ہے۔ اس نالائق کو دینِ حق کی تعلیم اور کافی فہمائش کرنا تا کہ وہ فوراً اپنی والدہ کی خبر لے۔ اُس کی والدہ نمونیا مرض میں چراغِ سحری ہے اور محبت پسر میں بے چین ہے۔ اُس کا پتہ لگا کر فوراً خبر دینا۔ رقیّہ بی کی والدہ اور ہم سب تم لوگوں کو بہت بہت یاد کرتے ہیں۔ امکانی کوشش کر کے غلام محمد کے لیے اور اپنے لیے پرمٹ

حاصل کرنا۔ سنا ہے کہ حبیب محمد پشاور میں انجن سے اترتے ہوئے پیر میں زخم ہو گیا ہے، اللہ فضل کرے، صحیح خبر نہیں ملی۔ ہاجرہ بیگم کو کثرتِ کار سے بچانا اور سراج کی خاص تعلیم کا خیال رکھنا بفضلہٖ سب گھروں میں خیریت ہے۔ ہم دونوں کی نقاہت بڑھتی جا رہی ہے۔ خدا آپ سب کو خوش و خرم رکھے۔ ہم سب کی جانب سے سب کو دعا و سلام.............. عبدالمجید خاں

سیونی ۲۵ رمئی ۱۹۵۲ء

نورِ چشم غلام مصطفیٰ خاں کو بعد بہت دعاؤں کے معلوم ہو کہ لاکھوں شکر و احسان پروردگار کا کہ خط خیریت بعد زیارات کے وصول ہوا۔ پڑھ کر باعث خوشنودی کا ہوا۔ میں ایک ماہ سے علیل ہوں۔ اشتہا نہیں۔ حد سے سوا لاغر و نقیہ ہو گیا ہوں۔ بازار اور محلے میں جانا سب موقوف ہے۔ اللہ پاک سے صحت و قوت کے واسطے یاد سے ضرور دعا کرنا۔ اللہ کی بڑی قدرت ہے اور وہی شافی مطلق ہے۔ تمھاری ممانی ہر طرح تمھاری مداح اور دعا گو ہیں۔ آمد کی منتظر ہیں۔ بچوں اور ہم شیر اور بہو وغیرہ کی کیفیت سے بھی اطلاع دیا کرو۔ شاید بھول گئے۔ روزہ دو بچوں کا ضرور ہوتا ہوگا۔ اللہ سب کو نیک ہدایت دے۔ دختر عزیزہ اور بچے سب بہت بہت یاد کرتے ہیں۔ عنقریب ہفتہ عشرہ میں تمھاری آمد کا فیصلہ ضرور ہو جاوے گا۔ محمود ماسٹر و کتب فروش و جملہ عزیزان بہ خیریت ہیں۔ رقم ترسیل کے متعلق معلوم نہ ہو سکا۔ وصول تو ہو گئی ہے۔ اللہ نے گرانی میں بہت آسانی کر دی۔ غلام محمد کی رقم بھی ۲-۳ ماہ ہوئے وصول ہو گئی تھی۔ بزرگوں اور اہلِ قبور کی زیارت، قربِ الٰہی اور صفائے قلب کے واسطے نہایت بہتر ذریعہ ہیں۔ ہر ایک ان برکات و فیوض سے فیض یاب نہیں۔ اخلاص و

صداقت بڑی نعمت ہیں۔ اگر دماغ اور حافظہ اجازت دے تو حفظِ قرآن ضرور
کرلو۔ مجھ کو شروع سے اب تک اس کا شوق باقی ہے۔ غلام محمد اور حبیب محمد کو
نیک النصائح سے محروم نہ کرنا جواباتِ خطوط جلد جلد فکر سے روانہ کرنا۔ حفظِ
صحت کے لیے عافیت کے لیے دعاء ضرور کریے۔ اللہ نے نیک بندوں کی
زبان میں بہت اثر رکھا ہے۔ یاد سے اور فکر سے جملہ عزیزوں کو دعا و سلام۔ کل
حفظ الکریم ڈاکٹر وہاں سے آیا..........

منتظرِ جواب......عبدالمجید خاں

قبلہ ماموں عبدالمجید خاں صاحب سے چھوٹے بھائی عبدالجلیل خاں صاحب تھے۔ ان کا انتقال کراچی میں غالباً ۱۹۵۴ء میں ہوا۔ اُن کی اولادیں صرف ایک صاحب زادی خاتون آپا ہیں جو حبیب خاں صاحب سے منسوب ہیں۔ ماموں عبدالجلیل خاں صاحب سے چھوٹی میری والدہ محفوظ النساء صاحبہ تھیں۔ جن کے حالات اوپر آچکے ہیں۔ ان سے چھوٹے ماموں عبدالجمیل خاں صاحب تھے جو کٹنی (ضلع جبل پور) میں اتوار ۴؍ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ (۴؍مئی ۱۹۳۰ء) کو فوت ہوئے اُن کا ایک خط جو قبلہ ماموں عبدالمجید خاں صاحب کے نام ہے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

از کٹنی، ۱۸؍ستمبر ۲۶ء

خادم خاک پاء آپ کا عبدالجمیل خاں

جناب مکرمی و معظمی بھائی صاحب دام ظلکم

السلام علیکم مزاج شریف۔ بفضلہٖ ہم لوگ تا ایں دم بخیریت ہیں اور خیر و عافیت آں جاں خورد و کلاں نیک خواہاں۔ دیگر یہ کہ جو دوا مطلوبہ برخوردار نذیر احمد خاں سلمہٗ کے یہاں رکھی ہے براہ نوازش بدست برادرِ سعد اللہ خاں روانہ

کر دیجیے گا بقیہ حال قابلِ شکر ہے۔ سب کی طرف سے بمدارج سلام علیک قبول باد۔ جواب طلب۔

نسخہ جو دواکٹنی میں بنوائی گئی تھی اس سے بہت افاقہ ہوا ہے۔ تحریر ضرور کر دیجیے گا تا کہ پھر تیار کر لیا جاوے۔

ماموں عبدالجمیل خاں صاحب سے چھوٹی بہن محمود النساء صاحبہ تھیں جو پیر خاں صاحب (المتوفی ۱۹۴۹ء) سے منسوب تھیں۔ ان کے تین صاحب زادے عبدالحفیظ خاں (المتوفی ۱۹۶۱ء)، بشیر خاں اور عبدالسلام خاں تھے۔ عبدالسلام خاں بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ بشیر خاں کراچی میں ہیں۔ دو صاحبزادیاں تھیں۔ بڑی حکیمن تھیں جو میری والدہ مرحومہ کے خالہ زاد بھائی شیخ وزیر صاحب مرحوم کے صاحب زادے شیخ اسمٰعیل صاحب سے منسوب تھیں۔ دوسری حلیمہ صاحبہ ہیں۔ جو نرسنگ پور میں منسوب ہیں۔ خالہ محمود النساء خاں صاحبہ (المتوفی ۱۹۲۶ء) سے منسوب تھیں۔ ان کے دو صاحب زادے عبدالواجد خاں صاحب اور محمد زاہد خاں صاحب ہیں اور دو صاحبزادیاں شہیدن اور ملائم ہیں۔ افسوس کہ خالہ مسعود النساء صاحبہ منگل ۵ر رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ (مطابق ۲۱ر جنوری ۱۹۶۴ء) کو کراچی میں قضا کر گئیں۔ بڑی شفقت کی بزرگ تھیں۔ اللہ مغفرت فرمائے...... آمین۔

مکتوبات شریفہ

اب قبلہ حکیم عبدالکریم خاں صاحب کے خطوط درج کیے جاتے ہیں جوانھوں نے اپنے چھوٹے بھائی یعنی راقم الحروف کے نانا مولانا عبدالقادر خاں صاحب کو بھیجے تھے۔

☆ جاورہ

۲۷رستمبر ۱۸۶۷ء بفضلہٖ لف ہذا در شہر خاص جبل پور رسیدہ، دفتر، صاحب ضلع بہادر نزد برادر عزیز از جان عبدالقادر خان زاد عمرہٗ برسد۔

۷۸۶

حدیقۂ تندرستی آن نورس گلستانِ عزیزی و نونہالِ چمنستانِ پر تمیزی بہ آبیاری میزبانِ گلشنِ کن فکان مطراد منزہ باد۔ بعد گل کردن غنچۂ دعا از نسیم اجانب آفریدگار گلزارِ کائنات تارِنظر مطالعہ بدیدار خضر فحاوی مطاوی سرسبز نمایند شگوفۂ خیریت این محال بہ ہبوبِ شمال عنایت افضال ایزدمتعال خندان و رنگین و شیرۂ صحت تندرستی آن نورسِ باغستانِ عزیزی از مہرِ مہرِ فرودی مضمر بہ انعامِ منعم خاص وعام است بحلاوت جانِ شریں شرین باد۔ عرصۂ بعید گلچین دامنِ مرور است کہ بنظارہ سنبل سطرِ رشکِ کاکل مشکین وبدیدار بنفشہ نطقۂ غیرتِ خالِ رخسار مہوشانِ رنگین حدقۂ چشمِ رشک گلزارِ ارم نساختہ وگلِ مراد بدامن تمنا نیند اختہ فلہٰذا اسیلی مہرگانِ تفکر وتشتت رخِ خاطرم راز ردساکت وصرصر خزاں بہ برگ ریزی

نہالِ ضمیرم کہ نشیمنِ بلبل فرحت وانبساط است پرداخت۔ مولعش بہ ترشحِ سحابِ افضال باری سرسبز و دماں باد۔ مضامامضا۔ آیندہ از رہبریِ خضرِ دانش وبینش بہ اہتزازِ صبا، تحریرِ غنچہ سر بستۂ خاطررا رو بشگفتگی آرند۔ ایزدِ بہار آفریں آن نونہالِ حدیقۂ رشد و ارجمندی راتا سرسبزیِ گلشنِ گیتی خوش وخرم دارد۔

ازطرفِ والدہ صاحبہ دعاوازطرف ہمشیرہ عزیزہ آداب برسدوازطرف پورخسرام مظفرخاں سلام برسد۔ فقط راقم الدعا عبدالکریم خان نائب منشی

محکمہ گیرانی۔ سرکارجاورہ

......☆......☆......☆......

(۲) شمسِ سماءِ سعادت وبختیاری۔ سماءِ شمسِ لیاقت وکامگاری عزیزی عبدالقادرخاں اطال اللہ قدرہٗ سنجاب دعاءِ ابقاءِ عمرِ جاودان زیب قبائے عنصرِ عزیزازجان باد۔ زبانہ آتشِ شوق زبانِ قلم سوز وبکاغذِ نامۂ شعلہ افروز ناگزیر بہ آتش دانِ سینہ گذاشت بمدعا پرداخت۔ الحمدللہ کہ گلشاخِ اعتدالِ عناصردر بروخواہانِ خیریت آن لختِ جگر ترقیمِ پاسخ اولین نامہ کہ بدین باب شکوہ وشکایت...... وبرخوروبرخورداران آن نخلستانِ رشدوسعادت مندی پیرایۂ تحریردر برکشیدہ۔ بعلتِ شدتِ علل والدہ ماجدہ کہ سوار دیگراں امراض تاچہار ماہ عارضہ بخار لاحقِ حال ماند در گردتوقف افتاد۔ الحمدللہ کہ بدین زمان از کل صحت یافتند باید کہ نقدِ تسکین درآستین دارند آنکہ۔ بہ استدعاءِ دریافتِ قومِ افغانی نگارش است...... شخصے کہ نزدش تاریخِ افغان است ازچندے بہ طرفے رفتہ مفقودِ نشان است وقتے کہ خواہد رسید......
واین اظہرمن الشمس است کہ شاہ قیس عبدالرشید کہ ازقوم بنی اسرائیل بودند برآستانہ آن حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم تشریف...... وہمراہ رکاب صحابہؓ آن سرورِ کائنات گلچین چمن جہاد بودہ بخطابِ افغانی مخاطب گردیدند واگرآن دعویٰ...... دریافتش دارد تشریف

درین جانب دارد کہ بہ قصبۂ غرغشتی ...... اجداد...... است ـ وکا کڑ قومِ شان نام دارد ہمراہ

بردہ...... از پاے ولش برکنم واز دریافت نوبر حلاوتِ قوم اش ہم مذاقِ آ گاہی راشیرین

گردانم ـ چون برقمے کہ بہ آمدن...... رمضان نگاشتند رسیدم بسرورش...... خوشا روز سعید کہ

چشم از نورِ دید آن نور چشم مہجود بعید نورانی...... (خالق) القریب البعید این وعدۂ بعید را بہ

ساعتِ سعید قریب آراد ـ وحالِ غلہ وبرشگالِ جانبین بہ پلہ میزان درو زنِ اعتدال...... راقم

الدعا عبدالکریم خاں ـ

از طرف والدۂ ماجدہ حسنات بادو از طرف ہمشیرہ عزیزہ...... قبول بادو بخدمتِ

عزیزان واقاربِ آن عزیز سلام وشوق بمدارج قبول باد......

☆......☆......☆......☆

(۳) بفضلہٖ لف ہذا درِ شہر خاص جبل پور محلّہ بھان تلیا رسیدہ نز جامِ بزم سعادت ساقی

انجمن لیاقت عزیزی عبدالقادر زاد عمرہٗ ـ محرر ترتیب دفتر مال برسد......

جاورہ ـ ۱۱رجون ۱۸۶۸ء ـ بیرنگ ضروری جواب طلب ـ راقم الدعا عبدالکریم

خان محرر محکمہ گرانی

جامِ بزم سعادت الفت ـ ساقی انجمن لیاقت ومحبت ہمئے کامرانی مسرور باشند

اگرچہ بادِ تحریر حسرت اشتیاق دیدہ از یوسفِ کنعانِ نکوئی یعقوبِ کلک را مشتعل سازِ آتشِ

اضطراب لیکن اطفائش بہ آبِ بوئے پیرہن اظہار مانی الضمیر باب...... وذٰلک ہذا کہ ۰ یہ

تسلی خاطر بے قرار مرہم جراحتِ دل افگار باعثِ رفع نگرانی سببِ دفع پریشانی نشاط افزاے

خاطرِ اندوہگین انبساط فرماے دلِ حزین قباے شکایت عدم رسی مکتوبات در بر دستارِ وقوع

واقعۂ ہائلیہ نتیجہ زندگانی برسرِ موصول ومصدور گشت ـ وبرہ فرو بردنِ آن منزل نذرِ لیاقت

وارجمندی سمت کندیلی ومعاودت نمودن از آنجا کہ درین اثناء دوسہ نورِ دیدۂ خامہ آبائے و
امہات دواتِ رختِ روانگی بہ ہیون ڈاک بربستہ بودند و دران دیار رسیدہ بدستِ نقودِ
مواصلتِ رحلت افزاء مسرت فرما برسیدند ازین ممر ہزاران افکار و انتشار انطباع گزینِ
خاطر وفرادان اوہام واندیشہ نقش پذیر صفحۂ باطنِ این نیاز مندِ حضرتِ بے چون می گشت۔
اعلام داد ہر چند کہ در بادی النظر نسیم ورودِ جان فزایش شگفتگی بخش...... خاطرِ منقبض شد۔ وبہارِ
سبزہ زارِ چمنستانِ حال امابہ تنظر ایمائے آلام انتمائے وحادثۂ جان گزائے تاسف افترائے
فروریزی نسرین خیابانِ نشاط از صرصر محاجات وحرکاتِ دل ربائے ومقالات شیرین ادائے
او کہ بہ اطلاعش چشمِ خامہ اشک ریز شدہ بود شدتِ جانکاہی وحسرتے در کشاد کہ خواستم کہ
سطرے از آن قلم بند نمایم کہ سینۂ قلم فراشگافت وفکرے زدم کہ فقرۂ ازانِ بہ صحیفہ سواد کنم کہ
رویش در سفیدی بتافت بہ دانائی نہاں آشکار کہ وقتے نمی رود کہ بغمش عیوم غموم محیط خاطر نمی
ماند۔ وساعتے نہ بسانِ سحابہائے تیر ومرداد پر دبائے دیدہ اشک نمی چکاند۔ کودمے کہ برق
نالۂ اوفغان کہ صد متش ماہی زمین را اضطراب می زند خروشان نہ برآن قدر کہ دل رابصراط
صبر مستقیم می گردانم می لفرد ودتسلی ارزانی می نہم دراضطراب پائے فشاند۔ اے نخلبندِ گلشنِ
فرہنگ و دانش مندی واے بہار آرائے ریاضِ سعادت و دانش پسندی بصورتِ عدم چشم
آبداد گل صورتش حالم بدین روشن کشیدہ اگر دیدمے دیدہ باید کہ سرگذشتم بجائے رسیدے
وتا کجا انجامیدے۔ بہرحال نونہال وجودِ دیگرانِ مشید وپایندہ ماناد۔ وددر بدلش میوۂ حلاوت
بخش ذائقۂ روح روان حاصل شواد۔ والسلام۔ از جانبِ جنابِ عالیہ سرمایۂ فخر واکرام
فرزندان وہمشیرہ عزیزہ مضمونِ مکتوب واحد احد۔ فقط

(۴) بفضلہٖ لف ہذا در شہر جبل بجلّۂ بھان تلیا رسیدہ بمطالعۂ برادر عزیز القدر عبدالقادر
خاں طال عمرہٗ محرر محکمۂ مال برسد۔ راقم الدعا عبدالکریم خاں۔ نائب منشی

☆......☆......☆......☆......☆

۸۶ے

۲رنومبر ۱۸۶۸ء محکمہ گیرائی۔سرکار جاورہ

نجم طالع آن مہر مشرقِ سعادت انوار الٰہی تا قیامِ سقفِ سماے بے ستون براوج اقبال تابندہ باد۔تارِ نظرِ چشمِ منتظر دام گستر بہر صید دعا است۔از طلوعِ سہیل مرامم وافضالِ آفرینندۂ قائم الارض ومحرک السماء فیروزہ عنصر بہ آب تابِ اعتدال می دارم واز نظر تثلیث اربعہ عناصر آن فرخندہ طالع بیت الشرف می خواہم۔پنجۂ مہر مدتِ مدید چاک زن گریبانِ سحر حال کہ از اخبار اخیارِ آن ماہِ رشد وار جمندی نورِ بصر بہ آغوشِ چشم نہ کشیدہ بودم وزیر چمن افلاک شگوفۂ انبساط تبسم ندیدہ و برمتارب اقصاء ولی کہ عبارت از نوید بشارتِ جاوید است نرسیدہ ازین مرا اخترِ طالعم در برج عقرب تفکر وتشتت بہ نیشِ آزار زار وخاطرم بہ نمکپاشِ افکار افگار می ماند کہ ناگاہ خطِ آن مشتری سعادت مندی کہ خط بندگیش خوبانِ جہان بہ مصحف دارند...... شکایت عدم ترسیل نامہ ونہ شگفانیدن ازہار اظہار محبت و...... وواقعہ جمعیت اقرائے برخوردار صادر گشتہ۔بادل دیدنش آئینہ دلم صورت پزیر انبساط گشت۔چون بہ انتہائش رسیدم مثل دم در آئینہ تاریک شد۔حیف صد حیف آفریدگارِ سپہر وانجم اخترِ طالعم رانگر برائے نیش زنی...... آفریدہ کہ یک لحظہ ہم از سوزشِ حوادث ایمن شدہ نجواب راحت راحت نیافتم۔الحاصل بجز صبر علاج نہ دیدم آن اخترِ اوجِ سعادت مندی ہم رضا بہ رزاقِ حقیقی سپردہ بصیر گردانید واز دردِ فرقت چہ گویم کہ۔بیت

کہ کنداڑہ برسرِ شانہ
بہ سرم ہجر تو ہمان کردہ

خوشا روزِ جہاں افروز کہ از کحل الجواہر یدار دیدۂ غبار دیدہ راروشن نمائی وحالِ عدم ترسیل نامہ اطنابِ حقیقت دانستہ بوقت دیدہ بوسی منحصر گردانیدم وحالِ برشگال بہ اعتدال از استماع خشک سالی قرب وجوارِ گرانی نخود اینجا خشک سالی مگر بقالانِ جوفروش گندم نما از دوروئی خود

اعنی بملازمانِ سرکارِ انگریزی چیزے۔ دبدیگران گران۔ چناں چہ بذیل نوشتہ می شود۔

گندم	برنج	عدس	مونگ	ماش	قندسیاہ	شکر	روغن سیاہ
۹/مار	۵/مار	۶/مار	۵/مار	۸/مار	۳-۴مار	۲/مار	۴/بار

روغن سفید (۱/مار)۔ وہم چنیں دیگر اجناس۔ والدعا۔ واز دعائے والدہ صاحبہ ثمرِ مراد بارور باد۔ واز طرف ہمشیرہ عزیزہ نیاز بخدمت بھابی صاحبہ ودیگر لواحقان قبول باد۔ واز طرف مظفر خاں آن عزیز را دعا۔ ودیگر لواحقان را سلام نیاز درجہ بدرجہ واز طرفِ راقم الدعا مضمون ایضاً قبول باد۔ واز طرف بھائی احمد علی صاحب دعاء۔

راقم الدعاء عبدالکریم خاں نائب منشی گیرائی۔ جاورہ

☆......☆......☆......☆

(۵) دست وبازوے دستِ سعادت ولیاقت عزیز والا قدر عبدالقادر خاں زاداللہ عمرہٗ

...... اللہ دستِ دَعایم دَعایم بہ ارتقاے عمر ودولتش بہ اجابت مقرون واز دست بردحوادث آن لختِ جگر مصئون باد۔ نامۂ مسطورۂ دستِ آن عزیز از دستِ قاصد خطوط ڈاک بدستم رسید۔ ارچہ ہنگام وصولش دست دستِ نشاط دست داد مگر بعد دید مضمونش...... دلم کمال ناشاد۔ چہ یارا کہ بحال رنج دلم گردد۔ دست انداز چہ کہ عقلِ قلم خود اشک انداز حالِ این دست و پا شکستہ دستِ مصیبت بدست دادہ۔ دیدہ بوسی عزیز واضح خواہد شد کہ چہ قدر خاک در ماتم خویشان برسر و بعدم دست داد وصل عزیزان متحیر ماندہ ام۔ جل جلالہٗ چہ می نماید دی ربایہ۔ بہر حال تن بقضا دادن باید۔ جانِ من بالفعل دست دادنِ روزگار معقول بدم اختیاری نواب صاحب بہادر صیغۂ مجہول ہنگاے کہ اخترِ اختیارِ نواب محمد اسمٰعیل خاں بہادر دام اقبالہٗ بہ اوج شرفِ طلوع گمر دید دست داد از الت این مصیبت.. خواہد گردید۔ اے نور چشم اگر درین عرصہ یک نیم سال دست عسرت کہ بہ احداث حوادث لاحق عالم است دستورے داد۔ انشاء

اللہ بلاشک وشبہ چشم را کہ در فراقت سفید شدہ نورے ودل را مردہ خواہم داد۔ عزیزا
خش بذاتِ مطلق پیدا کردن مفید مطالب۔ نہ خشل زاہدان زاری زاری با امید تازہ شدن
مطالب عاشق مزاج خواہد بود بقولِ مصرع...... ہر چہ از دوست می رسد نیکو است۔ تسلیم از
دست نباید داد۔ غم...... خود مارا ندانستے کہ تغابن انتقال والدہ از حد بکار بردے عدم تحریر
جواب نامہ بہ تکاسل طبع بود وشرم احوال خانگی دستورے بدستِ دیگر نویساندن نہ داد۔
وحالا کہ نصیحت گرائیدم بجواب پرداختم۔ فقط۔ عبدالکریم خاں

تسلیم ہمشیر وہمشیر زادی تسلیم داد۔ وسلام علیک مظفر خاں و برادر احمد علی صاحب برسد بہ نور چشمی بھابی صاحبہ من جانب این نیازمندِ الٰہی دعا خوانند وعزیزان واقارب آن نور چشم سلام ونیاز بمدارج قبول فرمایند۔

نہم اکتوبر ۱۸۷۰ء

☆......☆......☆......☆

(۲) ....

لیکن اے برادر چوں کہ نسبتِ بزرگی در عرق بہ آن عزیز می دارم ودستم بسبب قرض تنگ است ازین جہت پائے آمدنم لنگ است بدیدن نامہ خود را مکدر نباید نمود۔ وشکر باید کرد کہ ملاقاتِ مکتوبی قائم مقامِ مشاہدۂ جسمانی است۔ خداوندے کہ بہ این مرتبہ رسانید ازان ہم محروم نخواہد گردانید ددرحین ورود نامۂ عزیز گونہ آشوب چشم راافاقہ شدہ بود۔ مگر درد سر بشدّت داشتم ودرہماں حال کہ حسرتِ افتراق ودرد سر وآشوب چشم بمن ہجوم واشتند بجوابِ خطِ آن عزیز پرداختم۔ اگر لغزشے بہ مطلب نگاری رفتہ باشد جائے گرفت نیست۔

استغفر اللہ استغفر اللہ من واین دعویٰ۔ معاف باید نمود۔ فقط

راقم الدعا۔ عبدالکریم خاں۔ نائب منشی۔ محکمہ گیرانی۔ سرکار جاورہ

مرقوم ۲۷؍ جنوری ۱۸۷۳ء

☆......☆......☆......☆

(۷) شمس سپہر سعادت مندی سپہر شمس ارجمندی پارۂ جگر عزیز عبدالقادر خاں۔ طال اللہ بقاء، ورزقنا لقائہٗ۔ الٰہ دعاے عمر و عروج بمعارجِ دولت وحشمت زیب وجودِ مسعودِ این عزیزم باد۔ حمداللہ کہ جز غم دیدہ بوسی عزیز غمے ندارم۔ بعین انتظار نامہ عزیز متضمن خیریت ہمہ اقارب وعزیزان واستقلال بعہدۂ مددگاری دفتر مال وکنون بچندے بعہدۂ منیب خود قائم شدن وحسد ورشکِ امثال ازان واستدراک حالِ خرجِ کرایہ بہ آمدن عاجزیہ دیدہ بوسی عزیز مع دیگر کوائف رسید بشکر خداے پرداختم.......................................

....

فاما تساہلے کہ الیٰ ہذالیوم بمیان آمد بہ آیندہ نخواہد شد۔ انشاءاللہ عنقریب از دیدہ بوسی محظوظ می شوم۔ وخداوند جل شانہٗ این رشد وارجمندیِ عزیزم رابعمر ودولت روز افزون کناد۔ آن کہ تحریراست کہ اہلِ عملہ از حصولِ این عہدہ ہمچون نعمتِ غیر مترقبہ پشتِ دستِ حسرت می نہند خاطرم از عزیز.......... کہ از عزیز نمی دانی کہ مرشدنا حافظ علیہ الرحمہ فرمود۔

مصرع　　　　بادوستاں تلطف بادشمنان مدارا

قابل احسان رابا حسان وقابلِ التجارا بالتجا ممنون باید...... آن عزیز اطلاعے کافی نہ دارم کہ چہ کارروائی محکمۂ ایشان است ازانِ ہم مطلع باشم۔ وازین عنایتہائے باری زیادتر از پیش چون نخل بارور سر...... باید نہاد نہ مانند اشجارِ خاردار از آبیاری تفضّل باری...... واحمد علی صاحب سلام علیکم می رسانند۔ واز ہمشیرہ عزیزہ بھائی صاحب و بھابی صاحبہ رامع عزیزان آداب ودعا درجہ بدرجہ قبول بادو وازین جانب ایضاً قبول بادو جعفر محمد خان صاحب را سلامِ شوق می رسانم۔ فقط

راقم الدعا۔ عبدالکریم خاں۔ نائب منشی محکمہ گیرانی۔ سرکار جاورہ　　　　(۱۸ر جون ۱۸۷۳ء)

☆......☆......☆......☆

(۸) برادرِ عزیز و افر تمیز لختِ جگر عبدالقادر خاں۔ زید اللہ عمرہٗ وقدرہٗ (محرر صیغۂ فوجداری صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جبل پور)

پس از دعائے ترقی عمر درجات منکشف بادسہ قطعہ نامجاتِ آن عزیز متضمن براشکاء عدم ارسالِ جواب ازین جانب واستدعا موانع تعویق آن وعذراتِ ظنی خود چندور چند کہ ہیچ نکتہ از نکاتِ سعادت مندی فرونہ گذاشتہ بادیگر کوائفِ خیریت رسید دیدۂ رمد رسیدہ را نورے ودل الم کشیدہ را سرورے گردانید۔ عزیزا تا این دم بدونِ اظہارِ شفقت برادری ازین جانب بموجبِ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سعادت مندی ہائے متنوعہ از آن سو بظہور می آید بے ساختہ دعائے از دل می برآید کہ الٰہی عمر ابدی ودولتِ سرمدی آن عزیز رانصیب بادا۔ آن کہ درباب شادیٔ کتخدائی نورچشمی حفیظ النساء نگارش رفتہ بارک اللہ تعالیٰ۔ امّا تا این دم کہ سلسلۂ آبا واجداد محفوظ آمدہ آن عزیز نیز مرعی دارد وشادیٔ ختنہ ہر سہ برخورداران (یعنی عبدالعزیز خاں......عبدالمجید خاں......عبدالجلیل خاں)......مبارک باد بالنبی والہ الامجاد۔ ودرین ولاعرصۂ یک نیم ماہ منقضی شد کہ تقدیراً از دستِ برادرِ میر احمد علی تپنچۂ خود از دستِ خود برزمین افتادہ سرشد پاشنہ اش نشانۂ گلولہ شد۔ ہمشیرہ عزیز درین رنج مبتلا بود لیکن حالا بفضلِ الٰہی روبصحت آوردہ کہ طاقتِ رفتار پیدا است و پا از لنگی محفوظ ماند۔ الحمدللہ۔ وتاخیر درآمدنم عزیزا داستانے درازاست۔ اختصاراً آگہی دادہ می آید کہ انتقالِ اہلِ خانۂ اوّلم آن عزیز را معلوم۔ کنون از عرصۂ شش سال بدختر زادی استاد مرتضٰی خاں مرحوم مدرس مدرسۂ سرکار جاورہ کتخدا شدہ ام۔ پانصد روپیہ بصرفِ شادی آمد وبعدش خانۂ مسکن مغلوبِ دستِ کہنگی شدہ بود۔ پانصد روپیہ آن صرف شدہ وبہ باعثِ گرانی باوجود تنخواہ بست روپیہ نیابت گیرانی وہفت روپیہ معلّمی ہمشیرہ زادۂ سرکارِ جاورہ دام اقبالہٗ مکتفی مایحتاج نہ

گشت زیر بار وقرض دار شدم و یک فرزند عبدالحفیظ کہ عمر چہاردہ سالہ بود وصورتے داشت کہ شیداءِ صورتش بودم عرصۂ یک سال است کہ انتقال نمود لیکن شکرِ خدا کہ دیگر برادرزادۂ آن عزیز المسمّٰی بہ عبدالعزیز عمر یک نیم سالہ بقیدِ حیات تسکین بخش خاطرم است۔ و بروز فاتحہ سوم محرم شریف ہمشیرہ بعارضۂ ہیضہ مبتلا شدہ بود لیکن شکرِ خدا صحت یافت۔ ازین موانع چند در چند تعویق در جواب افتاد۔ و برادرم بموجب آیۂ شریفہ لاتقنطو من رحمۃ اللہ امید از خدا است کہ روزے از دیدار آن برادر چشم را نورے و دل را سرورے خواہد بخشید و درثنائے سعادت مندی آن عزیز زبانم گنگ است و ارادۂ آن عزیز بہ این جانب است الحمدللہ جائے چشم و دل افسردہ خالی است گرم نمائید و بتاریخ ۲۱ر جنوری ۱۸۸۰ء کہ کنون چہار روز باقی ریل در جاورہ جاری خواہد شد۔ ہیچ احتیاجِ دیگر سواری نیست۔ و تا مقامِ رتلام کہ فاصلہ چہاردہ کردہ است حالا ہم جاری پست۔ فقط ضرور تشریف آرند کہ ہمشیرہ و بھابی صاحبہ آن عزیز و برادرزادۂ آن عزیز مشتاق اند۔ و بھابی صاحبہ آن عزیز را و برادرزادگان را ازین جانب واہل خانہ دعاء لواحقان را بہ تبائنِ درجات سلام قبول باد فقط

راقم الدعاء۔ عبدالکریم خاں۔ المرقوم ۱۷ر جنوری ۱۸۸۰ء

واگر ہمشیرہ عزیزہ برائے نسبتِ پسرِ خود یعنی ہمشیرہ زادہ بہ آن عزیز نگار و اقبال نہ نمایند۔ زیرا کہ خاندانِ شان ناخلف است و کمال کج اخلاق۔ از طفیل تاثیر نطفہ والدمرحوم تا این دم از آنہا سر براہ شدہ ام۔ حالا ناچار شدہ از من ربط پیدا کردہ اند۔: خاندان قابلِ یگانگت نیست۔ از دادنِ یک ہمشیرہ تا این دم در حسرت ام نہ کہ خمیازۂ دیگر کشم زیرا کہ آن ہم دخترِ من است۔

☆......☆......☆......☆

(۹) گوہر عمانِ سعادت مندی سبعۃ البحارِ رشد و ارجمندی برادر عبدالقادر خاں

زیداللہ قدرہٗ۔ کشتی گوہرِ حصول آمال وامانی درحبیب بوجہ مکشوف باد۔ ارود نامۂ آن سر جوشِ خمخانۂ سعادت من مخمور صہبائے دیدار را مسرور سرورِ جمعیت گردانید ومنتظر پیمانۂ وصول رابسر خوشی نوید عشرت رسانید۔ عزیزا عروجِ اقبال تحریر در آن مرتبہ کہ طبع سخن نگار مطمئن باشد نگاہ صاحب نظرے وردانے بہ معنیش پیچد۔ منحصر این مفقود درین صورت از جگر کاوی چہ سود۔ از انفعال نہ رسیدنم نزد آن عزیز تا این دم بہ سخت جانی خود خامہ وار کہ نقطہ می ریزد عرق ریختہ ام واز دردِ جدائیہا چون سطر کہ برصفحہ روان گرد دعنان گسیختہ ام مگر از تقدیر مجبور ماندم شرائط کہ بدیدافروزی این چشم سفر کردۂ دیدارِ آن عزیز نگاشتہ حال این است کہ بھابی صاحبۂ آن ماہ سعادت مندی حاملۂ ہفت ماہ و بتاریخ شانزدہم یابست ویکم ماہ حال قمری شادی ختنۂ برخوردار فیروز محمد خاں اعنٰی ہمشیر زادۂ سرکارِ جاورہ دام اقبالہٗ زیرتقررے پذیرفتہ۔ این جانب کہ معلم برخوردارِ موصوف ام یقین دارم از بندہ کہ گلِ مامول بربرشاخسارِ حصول...... وعلاوہ ازین انصرام واہتمام کارخانہ جاتِ محافل انبساط وغیرہ بسپردگی خود...... نمی دانم کہ تاکے ازین فارغ باشم از اظہارِ این عذرات درعرقِ خجلت سرشار مگر الحال قسم می خورم بخداے لازوال کہ درعرصۂ چہار پنج ماہ بفضل کارساز ضروری رسم واز دیدارِ برخورداران وعزیزواقارب آن عزیز محظوظ ومسروری شوم ورفتِ ہمشیر عزیزہ ہم بہ سبب عیال بارے ممکن نمی دانم۔ دیگر خجالت این کہ درین دو تقریباتِ شادی برخورداران درنثارِ سہرۂ برخوردارین ارادۂ ارسال ہنڈوی چہل یا پنج دارم۔ واے برحالِ من عسرت آماے کہ این ہم در تقسیم...... وسر جنوری کہ در آخر...... شہر مارچ منقسم می شود نقش ترسیل خواہد پذیرفت۔ مگر یقین کہ آن عزیز سعادت مندی اندرین باب کلماتِ تردید نخواہد نگاشت دور طریق یگانگی محقر نخواہد پنداشت۔ واگر تامدتِ متذکرۂ صدر در شادی ہا توقف ممکن باشد بلاعذر بلکہ بے طلب بہ آن عزیز برسم۔ واگر نباشد ایزدمتعال مبارک دہمایون گرداناد و تعجب

کہ نام ہمشیرہ عزیزہ و والدہ صاحبہ مرحومہ آن عزیز یاد دارد [illegible]
صاحبہ ہم یاد نباشد۔ خیر دکا یاتے بوقت ملاقات۔ نام والدہ صاحبہ [illegible]
ہمشیرہ عزیزہ زینب بیگم والیہا این جانب [illegible] بیگم بھائی عزیز [illegible]
برخورداران را دعا می رسانند۔ ہمشیرہ زادہ مردان علی [illegible] سال [illegible] بیگم [illegible]
سعیدہ بیگم عمر پنج سال می دارد و برادرزادہ عبدالعزیز عمر یک سال و [illegible]
برادر ہم عمر برادرزادگان بقید نام و نام خسر صاحب قبلہ و غیرہ اقارب [illegible]
کہ موجب خوشنودی است۔ و کرایہ ریل از اندور تا جاورہ یک روپیہ [illegible]
واز اندور تا کھنڈوہ معلوم نیست و حالا ریل تا جاورہ جاری است۔ روز روانگی [illegible]
تار یا خط اطلاع دہند کہ بتاریخ ورود شادان و فرحان بہ اسٹیشن آمدہ نشینم والدعا۔ در تحائف
تحائف ہمراہ آوردن مبادرت نہ نمایند۔ فقط

راقم الدعا۔ عبدالکریم خاں نائب منشی کیرانی۔ سرکار جاورہ۔

مرقوم ۲۳ رشہر فروری ۱۸۸۰ء

وقائع شکار شیر سرکار جاورہ کہ بزبان اردو نوشتہ ام بسبب عدیم الفرصتی نگاشتہ
فرستادہ نہ شد۔

☆......☆......☆......☆

(۱۰) بفضلہ یف ہذا ورشہر جبل پور محلہ بھان تلیا رسیدہ بمطالعہ برادر عزیز لخت جگر عزیز
از جان عبدالقادر خاں واصل باقی نویس خاص تحصیل ...... برسد

من مقام جاورہ ...... راقم الدعا عبدالکریم خاں نائب منشی محکمہ کیرانی

بیرنگ۔ المرقوم ۲۲ رجولائی ۱۸۸۰ء۔ ۱۲ رشعبان ۱۲۹۶ھ

برادر عزیز عزیز از جان عبدالقادر خاں زیدہ اللہ عمرہٗ۔ پس از دعائے ترقی عمر و

درجات مطالعہ باد۔ الحمد اللہ علی احسانہٖ کہ بخیر بودہ خواہانِ خیریت آن عزیز می مانم۔ عزیز من

درحقیقت چہار قطعہ خیریت کہ ہر یکے از آن محبوب تر از دیگر بود رسیدہ سرور بر سرور

رسانید۔ ازان جملہ یک قطعہ حررہٗ ۷؍مئی ۱۸۸۰ء متضمن بہ تہنیت تولد فرزند جگر بند آن

سعادت پیوند کہ رسید از شادی در پیرہن نہ گنجیدم و در گردِ آن بودم کہ تہنیت فرزند دیگر نیز

برنگارم۔ زیرا کہ آن عزیز از حال بھاوجہٗ خود مطلع بودند درین اثناء کہ نامہٗ خیریت یا تہنیت

این کہ بتاریخ ۱۷؍جمادی الاوّل ۱۲۹۶ھ بہ شب جمعہ برادرزادہٗ آن عزیز پیدا گردید برنگام

کہ نامہٗ خیریتِ دیگر آن عزیز متضمن شکایتہاے دیگر چند در چند رسید۔ عزیز اشکایتہا ہمہ

بجا لیکن عذرے کہ دارم این است کہ عدیم الفرصتی بچشم خود آن برادر دیدہ رفتہ اند و محبتِ قلبی

و حق قرابت مظہر است بر آن برادر آشکارا۔ از طعنِ مردم چہ کار۔ و حالِ شادی ہمشیرہ زادہ

صاحب سرکار دام اقبالہٗ در ہر ماہ بماہ دیگر قرار می یابد چہ گویم و چگونہ نگارم و بغیر تقریب شادی

صاحب زادہ آمدنم در حیز تعویق است۔ مگر انشاء اللہ وعدہٗ آمدنم کہ بہ آن عزیز شدہ ضرور

بالضرور ایفاش بعمل خواہد آمد و ہمہ عزیزان و ہمشیرہ عزیزہ مبارک بادی رسانند و خداوند کریم

بہ سایہٗ آن عزیز آن لختِ جگر را بعمر طبعی رساناد۔ و دنام برادر زادہ عبدالقدیر نہادہ شدہ

درباب تنخواہ ہمشیرہ عزیزہ کہ نگارش شدہ است عزیز من رضاے ہمشیرہ واین دعا گو چنان

است کہ در سال یک بار بذریعہ ہنڈوی یا نوٹ فرستادہ باشند۔ دہمہ عزیزان و برخورداران

راد بھاوج صاحبہ را از جانب این دعا خوان و ہمشیرہ عزیزہ و لواحقان این جانب بمدارج سلام

و دعا رسانند۔ و بغر یزان و قرابتیان کہ شادی نور چشمی حفیظ النساء قرار یافتہ سلام علیک

رسانند۔ فقط و این رقیمۃ الدعا در کمالِ عدیم الفرصتی نگاشتہ ام کہ عبدالعزیز ازان وقتے کہ

عبدالقدیر پیدا گردیدہ بجز این جانب از دیگر سروکار نہ دارد فقط۔ المرقوم ۱۲؍جولائی ۱۸۸۰ء۔

راقم الدعا عبدالکریم خان۔

اند کے از عالم اسباب ایست کہ بہ نیرنگیٔ فلک از عرصہ یک ماہ بعارضۂ رشتہ یعنی
نارو گردفتارام وصدمۂ بخار نیز لاحق۔ ونوبتے از شدت اورام وددو چنان رسیدہ کہ از عرصۂ
پانزدہ یوم برپا ایستادن نمی توانم چہ جائے رفتار لیکن آن عزیز پریشان نہ شود۔ زیرا کہ این
امراض در تمام مخلوق نہ بر من از جانب خدا است نہ از دیگر۔

☆......☆......☆......☆

(۱۱) بفضلہ لف ہذا در کچہری تحصیلی مرواڑہ ضلع جبل پور رسیدہ بمطالعہ برادرِ عزیز
لختِ جگر عبدالقادر خاں واصل باقی نوید زید اللہ عمرہٗ برسد۔ اگر مکتوب الیہ بمقام جبل پور رفتہ
باشند۔ بمقام جبل پور محلہ بھان تلیا اہالیان تحصیل رسانند عین عنایت است...... راقم الدعا
عبدالکریم خان نہم اگست ۱۸۸۲ء۔ بیرنگ

از مطیر چمن سعادت مندی سحاب پر تقطیر بوستانِ ارجمندی عزیزی...... حدیقۂ
بخت مندی و اقبال باد۔ نامۂ عزیز حررہ ۲۶/جولائی ۱۸۸۲ء در عین انتظار رسید
واز شگافتہاے گونا گوں غنچۂ خاطرم را از گردتشادیش کہ از دیر باز، عزیز نہ رسیدہ بود چون ابرِ
آزری شست شود واز خیریت آن صوب ومژدہ تولدِ نور چشمی بخانۂ دختر عزیز کہ الٰہی عمر طبعی
کرامت کناد۔ برق...... تسکین بخشید لختِ جگر من در حقیقت تساہل در نامہ نگاری بلکہ در
جواب نامۂ آن عزیز از حدمی شود۔ لیکن آفرین باد بر لیاقتِ آن عزیز کہ از ہمہ گذشتہ از
سعادت مندی خود باز نمی ماند۔ والحال جواب نامہ کہ تساہل افتادہ باعث این است کہ در عین
رسیدن نامہ انتقال سازگار بوا کہ نزد ہمشیرہ عزیزہ می ماند بعارضۂ ہیضہ شدہ و...... شاید کہ آن
عزیز را از انتقالِ دادی صاحبہ مرحوم یعنی پٹھانی اماں اطلاع دادہ باشم احتیاطاً نوشتہ شدہ وقبل
ازین از حالِ آمدن برادرزادہ محمد فیاض خاں در ینجا آن عزیز را اطلاع دادہ ام کہ در مقام
ڈونگلہ ضلع نیمہڑہ از سرکار ٹونک تھانہ دار است واخوی صاحب حاجی شہباز خاں عامل

(Collector) بست وپنج موضع علاقۂ نیمہڑہ از سرکار ٹونک مقرر شدہ آمدہ اند۔ و برادر زادہ محمد شفاعت خان در مقام ٹونک کوتوال است۔ اخوی صاحب قبلہ ہم شکایت رباب تساہل نامہ نگاری ملازمت مارا در عنایت نامجات...... می نگاشتند .... عزیز من آمدن من نزد آن عزیز نمی دانم کہ بکدام وقت.......... مقرر است۔ وقتے کہ ارادہ می کنم سببے برخیزد کہ دران توقف عارض می گرد...... برشادی...... (صاحبزادہ) کالے صاحب زید اللہ عمرۂ منحصر بود آن ہنوز روزِ اوّل است و حالا از عرصۂ یک سال ریاست منقلب شدہ۔ یعنی سرکار دام اقبالۂ خان صاحب را معزول ساختہ و انتظامِ جدید است۔ در رخصت گرفتن صدہا احتمال۔ انشاء اللہ وقتے کہ انتظام خاطر خواہ منتظم خواہد شد ضرور بالضرور رخصت حاصل کردہ از دیدارِ برخورداران و برخوردار بھاوجہ چشم را نورے و دل را سرورے حاصل خواہم ساخت و درباب آمدنِ خود...... آن عزیز نگاشتہ در خانۂ چشم و دل جا است زود آ کہ بے تو ویران است اللہ تعالیٰ...... برادر بالیاقت و سعادت مندی جمیع مسلمانان را کرامت کناد۔ و نیز جمیع عزیزان و اقارب را سلام و دعا درجہ بدرجہ رسانند۔ زیرا کہ از نامہاے ہمہ آگاہی ندارم۔ و دیدنم تادست داد.................................... ہمہ عزیزان و اقارب را اسلام دعا می رسانند و برادر گلاب خاں بعد اشتیاق ملاقات جمیع عزیزان را سلام و دعا می رسانند۔ واز طرف ہمشیرہ عزیزہ ایضاً۔ و دیگر این کہ از تعلیم و تعلم برخورداران غافل نباید بود۔ و نیز اطلاع دہند کہ برادر زادۂ کلان چہ می خواند۔ و عرصہ دو نیم ماہ گزران کہ برادر زادۂ آن عزیز را ظہور است۔ مبارک باد و عبدالغفور نام نہادہ شد۔ و عبدالعزیز آداب می رسانند و برادرانِ خود را تسلیمات و ہنوز بسم اللہ نہ شدہ است۔ انشاء اللہ در ماہِ ذی الحجہ خواہد شد۔ فقط

راقم الدعا۔ عبدالکریم خاں۔ نائب منشی گیرانی۔ المرقوم نہم اگست ۱۸۸۲ء

☆......☆......☆......☆

(۱۲) یاحافظ لفافہ ہذا در قصبہ مڑواڑہ ضلع جبل پور در کچہری تحصیلی مڑواڑہ رسید نزد
برادر بجان برابر۔ مولوی عبدالقادر خان واصل باقی نویس کچہری موصوفہ زیدہ اللہ عمرہٗ قدرہٗ
برسد...... من مقام جاورہ راقم الدعا حکیم عبدالکریم خاں۔ ۳؍رمضان ۱۲۹۲ھ

برادر بجان برابر مولوی عبدالقادر خان زید اللہ عمرہٗ وقدرہٗ۔ بعد دعائے ترقی عمرو درجات کے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے خیریت ہے اور خیریت وہاں کی سب خوردہ وکلان کی اللہ تعالیٰ سے نیک خواہاں۔ عزیز من جب کہ میں مقام دھار سے صحت یاب ہو کر جاورہ آیا۔ اس مراد سے کہ چند روز قیام کر کے جب کہ طاقت آجاوے پھر کسی طرف کو چلنا چاہیے۔ اس عرصے میں سلطان محمد خاں صاحب کے مکان پر کہ کالے صاحب کے چچا ہیں کالے صاحب سے ملاقات ہوئی۔ وہاں پر کہا کہ استاد صاحب آپ ناحق چلے جاتے ہو۔ میں ماموں صاحب سے یعنی نواب صاحب سے کہہ کر اب آپ کو نہیں جانے دوں گا۔ میں نے دعا دی اور یہ کہا کہ میں دو ایک روز میں جانے والا ہوں۔ اگر قیام تا اتمام اس امر کے کروں اور شاید نواب نامنظور فرماویں اس وقت تک آپ کو خرچ کی مدد دینا پڑے گی۔ کہا کہ بسر وچشم۔ خیر میں اب تک منتظر رہا اور...... کے نزدیک بھی دو ایک بار گیا آیا اب مجھے زبانی اپنے آدمی کے یہ کہلا بھیجا کہ میں نے ماموں صاحب سے جو کہا تو یہ فرمایا ہے کہ اگر تمھارے استاد بڑے صاحب کے دورہ تک توقف کریں تو بعد دورہ صاحب سے دریافت ہو کہ آٹھ دس روپیہ مقرر کر دوں گا۔ میں سخت اب حیران و پریشان ہوں کہ یہ جواب سراسر ٹالنے اور ناراضی کا ہے اور یہ وہی جواب ہے کہ ہنگام ترک روزگار مجھ سے کہا تھا کہ میں پوری تنخواہ اب تم کو نہیں دے سکتا ہوں۔ زیرا کہ کمی تنخواہ تمھاری وغیرہ نقشہ میں لکھ گئی اور اس جواب کی تفصیل اگر لکھوں گا طول لا حاصل ہوگا۔ خیر میں نے کہلا بھیجا کہ آپ نے کہا تھا کہ اگر خرچ کی آپ کو قیام کی وجہ سے دقت ہوگی، تو میں مدد دوں گا۔ اب ایفائے وعدہ کیجیے کہ

پندرہ روز سے یا بیس روز سے زیادہ مقیم آپ کے کہنے پر رہا۔ آج کے دن تک کوئی جواب نہیں دیا۔ باوجود مکرر کہلا بھیجنے کے۔ عزیز من یہ آب و ہوا جاورہ کی ہے کہ شاگرد استاد سے ایسے پیش آتے ہیں۔ اور ایسا استاد کہ دوسرے سے آج تک ایک حرف نہیں پڑھا۔ خیر اب میں سخت مجبور ہوں کہ ایک تو خرچ نہیں اور دوسرے رمضان شریف سر پر ہے۔ اگر بیس روز پہلے کسی جاے پر چلا جاتا تو خرچ بھی...... پاس تھا اور اس عرصے میں کچھ کما بھی لیتا۔ کیوں کر کہ دوسرے شہروں میں فیس کا دستور ہے اور خاص جاورہ میں ''واہ صاحب۔ سبحان اللہ صاحب'' کا دستور ہے۔ اور پہلے سے بھی چالیس روپیہ کا قرض باقی ہے۔ سو اب حیران ہوں۔ آخر بے حیا ہو کر تم کو لکھتا ہوں۔ خدا کو جو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔ اب اس قدر خرچ بھیج دو کہ پندرہ روز کا خرچ بچوں کو دے کر اور پندرہ روز کا خرچ ہمراہ لے کر کسی طرف کو روانہ ہو جاؤں۔ میں تو یہی ارادہ کرتا تھا کہ جبل پور تنہا آ کر قیام کروں لیکن یہ خیال آتا ہے کہ شاید نجیب اللہ خاں صاحب دل میں سوچیں کہ ہم نے نہیں بلایا تو آپ ہی ہمارے قریب آ گئے کہ شاید اب بلا کر علاج کریں۔ سو انشاء اللہ تعالیٰ بعد ابکی دورے کے اگر خدا نے زندگی رکھی تو میں مع عبدالعزیز اس طرف کو آؤں گا آئندہ اختیار خدا کا ہے اور ہمشیرہ باوجود اس قدر میرے بیمار ہونے کے کہ زندگی کی توقع نہیں تھی بیمار پرسی تک کو نہیں آئی اور نہ مردان علی آیا۔ دیکھو خدا کی قدرت ہے کہ تمام عمر پالا۔ شادی کر دی، اب ہم نالائق بھائی ہو گئے اور ماموں خسر میرے کا انتقال ہوا آج عرصہ دس یوم کا ہوا۔ وہاں پر بھی پرسے تک کو نہ آئے اور میں بہ سبب نہ آنے کی خجل ہوا اور تمھارے خط کا جواب بھی اسی وجہ سے نہیں بھیجا تھا کہ سرکار میں کشایش امروز فردا میں ہونے والی ہے تو بعد اس کے لکھوں گا۔ سو یہ کشایش ہوئی اور تمھارا کارڈ میرے نزدیک سے بچوں نے گما دیا۔ شاید وبا کے بارہ میں نسخہ تشنج اور برد اطراف یعنی ہاتھ پیر سرد ہو جائے کا مانگا تھا۔ سو عزیز من ہاتھ پیر سرد تو اس مرض میں ہو جاتے

ہیں۔اور نبض جاتی رہتی ہے مگراس کا خوف نہ کرنا چاہیے اور کا پھل کہ ایک درخت کا پوست ہے بہت گرم ہے۔ روغن کنجد میں پیس کر ملا کر ہنگام تشنج معدہ پر اور تمام جسم پر مالش کرنا چاہیے کہ اُس کی گرمی سے تشنج اور برد موقوف ہو جاتا ہے اور گولیاں اور جوشاندہ گلاب سکنجبین والا تو تمھارے نزدیک ہے۔ اگر نہ ہو تو لکھ دوں گا اور دوسرے علاج زرا دقّت طلب ہیں۔ اگر منظور ہو تو دستور کل اس کا علی الترتیب لکھ بھیجوں۔ مجھے جواب لکھنا۔ اور خرچ روز وصول روانہ کرنا کہ میں اگرچہ رمضان شریف ہیں، لیکن جلد کسی طرف کو جاؤں۔ برعکس معاملہ ہے کہ میں تمھارے ساتھ دینے لینے سے پیش آؤں نہ کہ تم تو تکلیف دوں۔ خیر رضائے الٰہی ہے کبھی تو دل کی حسرت برآوے گی فقط۔ اور سب خورد و کلاں کو تمھاری بھاوج دعا سلام کہتی ہیں اور منشی صاحب کو میرا سلام۔ فقط۔ راقم الدعا۔ حکیم عبدالکریم خان۔ سوم رمضان المبارک ۱۲۹۲ھ

☆......☆......☆......☆

(۱۳) [یہ خط کٹنی (مرواڑہ) بھیجا تھا]

جاورہ ۷/مارچ ۱۸۸۳ء برادر عزیز، عزیز از جان مولوی عبدالقادر خان زیدہ اللہ عمرہٗ، دعائے عمر و اقبال پر اوس نونہال چمن بخت مندی کی الٰہی زیبا ہو جیو۔ خط فرحت نمط یا مضامین رشد وار جمندی سے کمال خوشی بخشی۔ مکرر دعا دل سے ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو سر سبز رکھے۔ منشی کریم بخش صاحب کے اشتیاق ملاقات لکھنے سے اور مضمون معلومہ سے بموجب اس بیت کے خط حاصل ہوا۔ بیت

آن چہ در ظلمت سکندر آرزو کرد و دنیافت

در سوادِ خط آن توقیع مضمر یافتم

باقی کلماتِ محبت آیات دقتِ ملاقات اللہ تعالیٰ راست لادے۔ و برادر زادی کو اللہ تعالیٰ

خرم وشادر کھے۔ تم میری طرف سے تسکین کرنا اور یہ کہنا کہ انشاء اللہ اب چند روز میں تمھارا چچا تم سے آن کر ملے گا۔ اور سب بچوں کو اور بھاوجہ عزیزہ کو مضمون ایضاً پوست کارڈ کے پہنچنے سے معلوم ہوا کہ مردان علی نے خط بھیجا۔ لیکن پتا واضح نہیں لکھا ہوا۔ اب اُس سے رسید لکھوا کر تمھاری خدمت میں ارسال ہوگی و در باب کتابوں کے جو کہ آپ نے لکھا ہے عزیز من در حقیقت میں نے بریلی شریف کو محمد ایوب خان تاجر کتب کو لکھا تھا۔ انھوں نے فقط چار پانچ قسم کتابہاے طب اردو و فارسی کا پتہ دیا و کتابہاے مطلوبہ کا نہ ہونا لکھا۔ تم نے بے شک کمال کوشش سے پتہ لگایا ہے۔ عزیز من بحر الجواہر تو میرے پاس موجود ہے اور کامل الصنایع و قانونِ شیخ کی ابھی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ البتہ قرابادین کبیر بکار آمد کتاب ہے۔ اگر بقیمت مناسب آ جاوے تو بہتر ہے۔ اور شرح اسباب اور نفیسی تو تم ضرور منگا کر بھیج دو۔ اللہ تعالیٰ تم کو اور دست رس عطا کرے۔ اور بیر میں نے تمھارے واسطے رکھے ہیں۔ مگر میں بذریعہ پارسل بھیجنے میں تامل کرتا ہوں اگر تم کہو تو بھیج دوں۔ ورنہ جس وقت تم آؤ گے دیے جاویں گے۔ اور تمھارے آنے کا حال لکھو کہ تم کتنے عرصے میں یہاں آؤ گے۔ ہمشیرہ عزیزہ اور تمھاری بھاوج بہت بہت انتظار کرتی ہیں اور عبد العزیز اور عبد الغفور سب کو آداب کہتے ہیں اور حسن بانو اور محبت اور بوا اور خسر صاحب سب کو حسب مدارج سلام و دعا کہتے ہیں۔ اور مظفر خاں سلام کہتے ہیں۔ فقط

☆......☆......☆......☆

(۱۴) یہ خط کٹنی (مرواڑہ) بھیجا تھا۔ بیرنگ

جاورہ۔ ۵؍مئی ۱۸۸۳ء

برادرِ عزیز لختِ جگر عزیز از جان۔ عبد القادر خان زید اللہ عمرہٗ پس از دعاے دیرپاے عمر و اقبال منکشف خاطرِ آن نونہالِ سعادت و اقبال باد۔ خط مسرت نمط بنام

برخوردار مردان علی رسید مملوک مسرت و انبساط کمال گردید۔ اللہ تعالیٰ آن عزیز را با تمام
لواحقان و برخورداران خوشہ چین خرمن عمر و دولت گرداناد۔ کہ با وجود اشغال و بے اعتدالی چند
در چند از ین جانب خیال دلداری ما دور افتادگان در لوح خاطرش مرتسم است۔ اطلاعاً این کہ
آن روز کہ خط آن عزیز نزدم رسید برادر زادۂ ایشان یعنی عبدالعزیز معلوم نیست کجا بود
لعب گم کرد و مضمونش تمام و کمال از یادم رفتہ۔ لیکن آنچہ بیادم است بجواب آن می پردازم۔
آن کہ در بابِ مشفقی شیخ طیب صاحب کلک تر شدہ بود عزیزا شیخ صاحب موصوف تشریف
آوردہ بودند لیکن زیادہ از چہار پنج ساعت قیام نہ ورزیدند۔ ہر چند برائے قیام یک روز مصر
شدم۔ آخر کار مجبور ماندم۔ و آن کہ در باب نوکری کسے مہربان دریافت نمودہ اند عزیز من
درین جا از عرصہ یک نیم سال کاروبار ریاست درہم برہم است۔ حتی کہ تنخواہ ملازمان
مستحقان قدیم تا دہ دہ ماہ بدامن حصول نمی آید چہ جائے نگاہداشتن ملازم جدید و آن کہ در باب
آمدن این دعا گو مشتاقِ دیدار آن عزیز و دیگر الواحقان تحریر رفتہ۔ عزیز من چہ کنم و از درد
دل خود کرا گویم کہ در خلابِ تعلقات پابگل ماندہ ام۔ چناں چہ چندے آن عزیز درین جا
قیام ورزیدہ دیدہ است۔ حاجتِ بیان نیست۔ دیگر این مفتی مولانا عبدالرب صاحب کہ
درین زمان امام وقت توان گفت و در علم طب بقراط زماں تواں خواند عمر شاں قریب نود (۹۰)
سال رسیدہ...... چراغ سحری اند۔ عرصہ یک سال می گزرد کہ بہ این دعا گو آن عزیز فرمودند
کہ حصولِ دیگر علم از من درین عمر ضعیفی غیر ممکن لیکن علمِ طب کہ می دارم در کسے لیاقتِ حصول
آن نمی بینم۔ الا اگر ایشاں توجہ کنید یقین از جودتِ طبع ایشاں می دارم کہ البتہ یادگار من خواہد
ماند و باعثِ اجر خواہد شد۔ پس بموجب ارشادِ شاں از ہماں روز تحصیل علمِ طب می کنم۔
چناں چہ چند کتب کہ در اسباب و علامات و معالجات و دستورات مقرر اند خواندہ ام و چند باقی بعد
حصولِ آن در کلیات حصول خواہم نمود بفضلہٖ تعالیٰ۔ و بعد آں عبدالعزیز و یک برخوردار آن

عزیزادرین جاطلبیدہ یا ہمراہِ خود آوردہ تعلیم خواہم نمود۔ زیرا کہ این فن حکم کیمیا دارد و علم اشرف است بموجب این کہ علم الابدانِ وعلم الادیان خداوند کریم راست آرد و در زندگی مولانا صاحب موصوف برکت کناد و برخوردار مردان علی کتابِ طبِّ احسانی نصف خواندہ فقط والدعا۔

وجمیع برخورداران ونورچشمی رادعا وشیخ صاحب راالسلام علیک۔ ودر بابِ نسخجات ہر قسم کے خداوند کریم و درخاندان خیر داراد برائے دیگراں کہ آں ہم بخیر باد حاجت افتد بلاتامل نگاشتہ باشند۔ انشاء اللہ خواہد رسید۔ فقط مرقوم پنجم مئی ۱۸۸۳ء۔ وبرخواردار عبدالعزیز وعبدالغفور (عمریک سال) برادرانِ خود را آداب می رسانند۔ راقم الدعا عبدالکریم خان۔

☆......☆......☆......☆

(۱۵) برادرِ عزیز از جان مولوی عبدالقادر خان زیداللہ عمرہٗ وقدرہٗ۔ بعد دعائے ترقی عمر و درجات کے مطالعہ ہو جیو کہ یہاں خیریت ہے اور خیریت آن برادر مع برخورداران و بھاوج عزیزہ و دیگر اقارب جنابِ الٰہی سے نیکو خواستگار۔ عزیز من...... جناب انسپکٹر صاحب میرے مکان پر دو بجے کے قریب بہ سواری بگی سرکار جاورہ تشریف فرما ہوئے۔ مکان پر اس روز بہ تقریب شادی درمحلہ مستورات گئی ہوئی تھیں۔ میں سوتا تھا۔ یکایک ملازم انسپکٹر صاحب موصوف نے آواز دی۔ میں خواب سے بیدار ہوا کر کپڑے پہن کر باہر واسطے استقبال کے جاتا تھا کہ صاحب موصوف دروازہ پر آ گئے۔ میں اُن کے بعد ملاقات کے گھر میں لایا...... یہ یقین تھا کہ اوّل مجھ کو مقام ریل سے اطلاع بذریعہ ملازم ہوگی بعدہٗ وہ تشریف لاویں گے تو اُس وقت شرط مہمانداری بجالاؤں گا۔ لیکن یہ بات ظہور میں نہیں آئی اور صاحب موصوف اپنے حسنِ اخلاق کی جہت سے بے تکلف تشریف لے آئے اور بعد ملاقات پلنگ پر آ بیٹھے اور کلماتِ محبت سمات زبان گوہر فشان سے نسبت میرے وآن برادر

ایسے فرمانے لگے کہ میں کمال...... بعدہٗ میں بطریق تواضع کچھ شیرینی لانے کو آمادہ ہوا تو میرا ہاتھ پکڑ کر بیٹھا دیا۔ میں بیٹھ گیا...... ان کے آدمی کو نہ کہہ سکا۔ دل میں سوچا کہ مقام پر پہنچادوں گا۔ اس پہلو میں دریافت کیا کہ آج تو آپ یہاں تشریف رکھیں گے۔ فرمایا کہ میں ابھی دوسری ریل میں سوار ہونے والا ہوں۔ ازیں جہت مجبور رہا۔ دربارۂ نوکری اس جانب کی فرمانے لگے کہ مدارالمہام یا نواب صاحب سے کہا جاوے۔ میں نے کہا کہ آپ کو تکلیف سراسر ہوگی اور اگر کہا جاوے تو نواب صاحب سے کہنا مناسب ہے۔ مگر نواب صاحب آج ہی نواب گنج عرف پونیا کھیڑی علاقہ اپنے میں برائے شکار تشریف لے گئے ہیں۔ تو فرمایا کہ بعد تشریف آوری اپنے بھائی صاحب کی معرفت نواب صاحب سے کیا جائے گا پھر میں نے جواب دیا کہ آپ کا ہے کہ نواب صاحب کا احسان لیتے ہیں۔ اگر یہاں صورتِ کشایش ہوئی تو بہتر ورنہ میں دوسری جا پر اس قدر روزگار پر کسی رئیس پر گراں نہیں۔ فرمانے لگے ہمارے بیس احسان نواب صاحب پر ہیں۔ اگر ایک سفارش ہماری منظوری کریں گے تو کیا مضایقہ ہے۔ بعدہٗ میں نے...... والدہ صاحبہ سرکار دام اقبالہ کا بیان کیا کہ مجھ سے انھوں نے پوری تنخواہ...... روز تخفیف سے فرمایا ہے اور مبلغ سات روپیہ اضافہ اپنے یہاں سے فرمائے ہیں۔ لیکن ابھی سرکاری تنخواہ کی کشایش ظہور میں نہیں آئی ہے۔ غرض کہ بعد کل تقریر کے فرمانے لگے کہ جس وقت نواب صاحب شکار سے واپس آئیں گے اور میں بھی عرصہ دس روز میں یہاں جاورہ آؤں گا اس وقت آپ کے بارۂ تنخواہ میں ضرور کہا جائے گا۔ بارک اللہ اے عزیز تمھاری دل سوزی پر کہ تم کو میرا بڑا خیال ہے۔ اللہ تعالیٰ تمھاری عمر و عزت زیادہ کرے۔ سچ ہے کہ بھائی سے بڑھ کر کوئی دوست نہیں ہوتا۔ اشیاے معلومہ محررہ خط اوّل قسم پارچہ وغیرہ ہمراہ انسپکٹر صاحب روانہ کیں۔ یہ اور بھی مجھے زیر بار کیا۔ ہمشیرہ عزیزہ کو جو بھیجیں اُن کا مضائقہ نہیں تھا۔ اور تم نے اوّل اس سے کتابیں

روانہ کیں۔ میں آج تک محجوب ہوں۔ بچے تمہارے مجھے یاد کرکے کیا کہتے ہوں گے کہ ہمارے بھی چچا ہیں۔ خیر یہ ایک کہانی ہے۔ کہاں تک لکھوں۔ دوسرے شاید میں نے تم کو لکھا ہوگا کہ مسمی بہادر شاہ خان داماد بڑے بھائی صاحب کے یعنی حاجی شہباز خاں کوتوال ٹونک کے ناخوش گھر سے ہوکر یہاں آئے اور مجھ سے کہا کہ چچا ہیں تو تمہارے پاس رہوں گا۔ اور یہاں نوکری کروں گا۔ خیر میں نے اُن کو دس پندرہ روز رکھ کر بسبب قلت وصول تنخواہ مبلغ چار روپیہ کرایہ ریل وناشتہ دے کر واپس فہمایش کر کے روانہ کیا۔ اور درمیان یہاں رہنے اُن کے بھائی صاحب کو خط بھی لکھا تو جواب دیا کہ مستی کا مارا چلا گیا ہے۔ تم کو اختیار ہے چاہو رکھو، یا نہ رکھو، اور میں نے بھی کچھ اپنا حال لکھا تھا۔ تو کہا کہ اگر تم کو یہاں کا روزگار منظور ہے تو چلے آؤ۔ مگر کوئی کلمات بزرگانہ نہیں لکھے۔ اور محمد شفاعت خان ایک بڑا بھتیجا تمہارا امیر گنج کا کوتوال ہے۔ اور محمد ایاز خان منجھلا بھتیجا مقام سرونج پلٹن کا صوبیدار ہے۔ اور محمد زمان خان مصاحب نواب صاحب ٹونک ہے اور ایک ابھی خورد سال ہے۔ فقط راقم الدعا۔ عبدالکریم خان۔ ۳۱رجنوری ۱۸۸۵ء

☆......☆......☆......☆

(۱۶) یہ خط کٹنی (مرواڑہ) بھیجا گیا۔

برادر عزیز لختِ جگر مولوی عبدالقادر خان زید اللہ عمرہٗ۔ بعد دعائے درازی عمرو اقبال کے منکشف ہو کہ بفضل مفضل بے ہمال احوالِ این جانب مع عزیز وا قارب بخیر ہے۔ اور خیریت اُس طرف کی مع برخورداران و دیگر اقارب اللہ جل شانہٗ سے نیک خواستگار۔ عزیز من تمہارا خط مع خط سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر باستدعائے کیفیتِ ملاقات از سپرنٹنڈنٹ صاحب موصوف و نیز حالِ سفارش از سرکار دام اقبالہٗ واضافہ ہونا تنخواہ کا کہ کون سی تنخواہ اضافہ ہوئی اور منشی گری کی تنخواہ کب سے کس قدر مسدود ہے مع دیگر کوائف

پہنچا۔ دل کو کمال خوشی حاصل ہوئی۔ عزیز من جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر نے چار بجے میرے پاس آدمی بھیج کر اطلاع تشریف آوری دی۔ میں اُسی وقت اسٹیشن پر گیا اور ملاقات کی اور جناب موصوف نے بہت کلمات عنایت آیات میری نسبت بیان فرمائے اور تمھاری بہت کچھ تعریف کرتے رہے۔ بعدۂ در بابِ تنخواہ تقریر درمیان میں آئی۔ میں نے کہا کہ میں نے اٹھارہ برس تک نیابت گیرانی کی اور آٹھ نو برس سے ان کے ہمشیرزادہ کو بموجب حکم کی تعلیم علم کرتا ہوں۔ چناں چہ وہ عدالت کے محکمے میں نوشت وخواند بلا معاونت دیگرے سرکاری کارروائی میں کرتے ہیں اور کل مدت ملازمت کو بتیس برس کا عرصہ گزرا۔ اور نیک نامی حاصل رہی۔ اُس کا اب یہ نتیجہ ہے کہ تنخواہ منشی گری میں دس روپیہ تخفیف فرمائی ہے۔ اُس وقت بہت متعجب ہوئے اور فرمایا کہ میں نواب صاحب کے پاس جاؤں گا اور وہاں سے یہ معاملہ طے کر کے آج ہی شب کو روانہ ہو جاؤں گا۔ اور آپ کو بذریعہ کانسٹیبل اطلاع ملے گی۔ خیر میں رخصت ہو کر مکان پر آیا۔ پھر رات گئے سپاہی خط جناب کالے کر میرے پاس آیا اور دے کر چلا گیا۔ اُس میں یہی حال کہ جو تم کو لکھا ہے درج تھا۔ میں کمال مشکو ہوں اور منتظر اس پرورش کا آج کے دن تک ہوں کہ ظہور پاوے تو جناب موصوف کو شکریہ کا خط لکھوں۔ اور تم کو بھی اطلاع دوں۔ بالفعل جناب عالیہ نے اپنی عنایت سے مجھے روک لیا ہے۔ سرکار کی جانب سے یہ پرورش میری نسبت نہیں ہے اور اضافہ تنخواہ جناب عالیہ صاحبہ یعنی والدہ صاحبہ سرکار نے میری تنخواہ میں مضاف کل چودہ (۱۴) روپیہ اضافہ فرمائے۔ اور سرکار سے تخفیف کو عرصہ دو سال کے قریب گزرا کہ میں بہ سبب تمسک کے آج تک بخشی گری میں حساب کو بھی نہیں گیا اور پچیس (۲۵) روز تک استعفاء دے کر خانہ نشین رہا۔ زان بعد بیگم صاحبہ نے بلا کر کچھ خرچ بھی عنایت کیا اور میں اب خدمت معلّمی پر جایا کرتا ہوں اور درین ولا والدہ صاحب فیروز محمد خان عرف کالے صاحب یعنی ہمشیرہ صاحبہ سرکا. بعارضۂ تپ کہنہ

جاتی ہیں۔ جناب مولانا صاحب قبلہ نگراں ہیں اور میں علاج کرتا ہوں۔ ڈاکٹری علاج سے طبیعت بگڑ چکی ہے۔ اب اللہ جل شانہٗ پر بھروسا کر کے معالج ہوں۔ اللہ تعالیٰ صحت عطا کرے۔ اور تم نے سارٹی فکٹ کے بارے میں لکھا۔ کمال دل کو خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سرسبز و سرخرو رکھے مگر مفصل لکھنا کہ کس بارہ میں سارٹی فکٹ تم کو عنایت ہوا۔ اور جناب کا ٹکا پرشاد صاحب کو بخار کی گولیاں روانہ کی ہیں۔ مگر انھوں نے حال آج تک کچھ نہ لکھا۔ اور کتاب نفیسی کب تک آئے گی۔ اور کتاب حمیات قانون اور شرح طب یوسفی کہ کم قیمت ہیں لے کر بھیجو۔ سب کی طرف سے سلام و دعا۔ راقم الدعا۔ عبدالکریم خان۔ ۱۵/اپریل ۱۸۸۵ء

☆......☆......☆......☆

(۱۷) یہ خط کٹنی (مرواڑہ) بھیجا گیا:

از جاورہ ۲۸/جون ۱۸۸۵ء

برادر عزیز وافر تمیز، لخت جگر مولوی عبدالقادر خان زید اللہ عمرہٗ۔ بعد دعاے ترقی عمر و درجات کے مطالعہ ہو کہ پوسٹ کارڈ تمھارا آیا تھا۔ جب سے میں منتظر تھا کہ شاید دو چار دن کے بعد پھر حال فائدہ سرمہ و دیگر خیریت کا لکھیں گے تو اس وقت یہ نسخہ سرمہ مع ترکیب بھیج دیا جائے گا۔ دوسرے وہاں بیماری ہیضہ بھی تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم تم و سب مخلوق پر رکھے۔ آمین۔ حال طبیعت کا لکھنا کہ قبض وغیرہ تو نہیں ہے۔ اور آنکھوں میں سوزش ہوتی یا خارش رہا کرتی ہے۔ یا چراغ میں چراغ کی لو کے گرد پھول سا معلوم ہوتا ہے یا نہیں۔ تاکہ اس کے بموجب ترکیب کی جائے اور حفظ صحت کے واسطے کہ ان دنوں میں وہاں تھی دو چار ترکیب لکھی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جو ان اشیاء کا استعمال کرے گا تو یقین خدا سے ہے کہ مرض ہیضہ اُس پر نہ آئے گا۔ اگر اس میں قابلیت مرض کی ہو گئی ہے تو بھی نہ ہوگا۔ اوّل تو یہ چاہیے کہ چھاچھ کا استعمال کھانے پینے میں رکھے۔ دوسرے لیموں کاغذی یا

املی کی چٹنی کا استعمال زیادہ رکھے یا سرکہ میں پیاز کا اچار بنا کر کھایا کرے۔ تیسرے دریائی ناریل کا ٹکڑا پیس کر یا گھس کر مونگ کے برابر گولیاں بنالیوے گوند وغیرہ ملا کر۔ لڑکے کو ایک گولی، مرد کو تین گولی تیسرے چوتھے روز شربتِ لیموں کے بدرقہ کے ساتھ دیا کرے۔ یا پپیتہ ایک دوا ہے چپٹے بیج ہوتے ہیں۔ اُن کو پیس کر مونگ کے برابر گولیاں بنالیوے اور اسی طرح سے استعمال کرے۔ یا سکنجبین کے ساتھ استعمال کرے۔ یا مونگ کے برابر ہینگ کبھی کبھی کھایا کرے اور بہت ترکیبیں طول کے ساتھ ہیں۔ ان میں زرا دقّت ہے۔ بروقت دیدہ بوسی انشاء اللہ تعالیٰ سب عقدۂ ولی کھلیں گے۔ آمین۔ اور مبتلائے مرض ہیضہ کے لیے ایک دو نسخہ سہل مجرب لکھتا ہوں۔ اگر تمھارا دل چاہے تو کسی کو دینا۔ بیخ مدار کا پوست۔ سیاہ مرچ مساوی وزن عرقِ ادرک میں باریک پیس کر بقدر نخود کلاں گولیاں بنا کر رکھ لینا۔ جو مبتلا ہو اس کو ایک ایک گولی چار گھڑی یا پہر پہر کے فاصلے سے دینا۔ اور اگر زیادہ کرب ہو تو گلاب سکنجبین نیم گرم پلانا۔ انشاء اللہ کرب سب موقوف ہوجائے گا۔ دو تین گولیاں کافی ہیں۔ دیگر نسخہ یہ ہے کہ مجرب المجرب ہے۔ بادیان ۳ ماشہ، پودینہ خشک ۴ ماشہ، زیرہ سیاہ ۳ ماشہ، الائچی سفید ۳ ماشہ، اگر ۱/ ماشہ، گل سرخ ۴/ ماشہ، نمک ۳ ماشہ، اجوائن ا ماشہ، ان سب اجزاء کو کچل کر ڈیڑھ سیر پانی میں جوش دیں۔ جب کہ تین پاؤ پانی باقی رہ جائے تو اتار کر چھان کر گلاب ۷/ تولہ، سکنجبین ۴ تولہ ملا کر کسی برتن میں رکھنا۔ اور ہر لحظہ دو دو تولہ دینا چاہیے۔ اور گولی مدار کی بھی اگر دو تو مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر تشنج پڑا کرے تو روغن کنجد چار تولہ، کایفل ۶ ماشہ، جایفل اعدد، باہم پیس کر روغن میں ملا کر مریض کے جسم پر مالش کرانا۔ انشاء اللہ تخفیف ہوگی اور اگر غشی کی نوبت ہو تو جدوار دو چانول کے برابر گھس کر مریض کو پلائیں یقین ہے کہ افاقہ ہوگا اور اگر شدت اسہال کی ہو تو زہرمہرہ خطائی اماشہ طباشیر ۲ ماشہ، گلاب میں پیس کر پلائیں۔ اور قے کی شدت ہو تو آب شعلہ کے ساتھ پلانا۔ مگر اس وقت

جب کہ تنقیہ ہو گیا ہو۔ اور ابتداء میں تو اور سکنجبین پانی میں ملا کر قے کرانا چاہیے کہ مواد فاسد نکل جاوے۔ اور اگر نبض جاتی رہے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ دہی مذکورہ بالا روغن جسم پر مالش کرانا چاہیے اور ہاتھ پیروں کے تلوؤں پر اور پنجوں پر نمک خشک پسوا کر مالش کرانے سے سرسام نہیں ہونے پاتا۔ اور سفال یعنی کو یلو (کھپریل) سے ہاتھ پاؤں سہلانا یا سنگی لگوانا بھی بہت مفید ہے۔ اور جب مریض کو افاقہ ہو جاوے تو تین چار روز یا پانچ چھ روز کے بعد جیسا مریض ہو اسی قدر مدت کے بعد کہ اشتہا خوب پیدا ہو جائے اُس وقت مونگ کی دال خوب پکا کر مع نمک مصالحہ کے اس کا پانی فقط دینا چاہیے۔ دوسرے وقت کھچڑی مونگ کے برابر دال ہو خوب گلا کر کھلائیں۔ اور یہ چورن چند روز بعد کھانے کے چار ماشہ دیں بہت مفید ہے۔ اور ہمیشہ ہر شخص کو مفید ہے بادیان، سونٹھ، اجوائن، پودینہ خشک، الائچی سفید، زیرہ سیاہ، نمک سیاہ، ہموزن پیس کر سفوف بنالیں۔ سب کو دعا۔ فقط راقم الدعا عبدالکریم خان محکمہ گیرانی ۲۸/جون ۱۸۸۵ء۔

☆......☆......☆......☆

(۱۸) یہ خط (مرواڑہ) بھیجا گیا از جاورہ ۱۰/اگست ۱۸۸۵ء

برادر عزیز لختِ جگر مولوی عبدالقادر خان زید اللہ عمرہٗ۔ بعد درازی عمر و اقبال کے واضح ہو کہ یہاں مع عزیزان خیریت ہے۔ اور خیریت تمھاری مع برخورداران و دیگر اقارب جنابِ الٰہی سے نیکو خواہاں۔ عزیز من خط تمھارا محررہ ۲۳/جولائی ہم کو نہم شہر اگست کو ڈاک والے نے لا کر دیا۔ میں نے دیکھ کر کہا کہ اتنا عرصہ کیوں ہوا۔ ہم پوسٹ ماسٹر سے دریافت کریں گے۔ تو ہرکارہ عاجزی کرنے لگا۔ اور کہا کہ میں بیمار تھا۔ اور میں نے اپنے عوض لڑکا برہمن کا تقسیم کرنے پر متعین کیا تھا۔ یہ اُس نے نہیں پہنچایا۔ خیر میں خاموش ہو گیا لیکن مجھے اُس بات کا بڑا رنج ہوا کہ تم نے دوا جلد طلب کی تھی۔ اس میں قصور ہوا۔ اور عزیز من میں نے

تم کوایک خط بہت قبل اس سے مع چند نسخے ہیضہ مجرب و نیز چند نسخے برائے حفظِ ماتقدم بھیجے تھے۔اس خط کا کوئی ذکر نہیں ہے۔سرمہ کی کیفیت لکھو کہ تمھیں موافق ہوایانہیں کہ اور تجویز کی جائے۔زیرا کہ یہ امر بھی موافقِ طبیعت اور مادہ پر زیادہ منحصر ہے۔دوچار دفعہ کے نسخے میں جوموافق پڑے گا وہ زیادہ تیار کرلیا جائے گا اور گولیاں برخوردار کے واسطے جناب مولانا صاحب سے لاکر ملفوفِ خط روانہ کرتا ہوں۔سب سلام ودعا کہتے ہیں۔گلاب خان اور بانو بھی سلام کہتے ہیں۔فقط راقم الدعا عبدالکریم خاں، نائب منشی گیرانی

☆......☆......☆......☆

(۱۹) یہ خط (مرواڑہ) بھیجا گیا۔ ۶/مارچ۱۸۸۶ء

برادر عزیز عزیز از جان مولوی عبدالقادر خان زیداللہ عمرہٗ وقدرہٗ۔بعد دعائے درازی عمر ودرجات کے معلوم ہو کہ عنایت الٰہی سے خیریت ہے۔اور خیریت آن عزیز مع جمیع خورد وکلاں اللہ تعالیٰ سے مستدعی۔عزیز من کارڈ تمھارا احررہ ۱۴/اگست ۱۸۸۵ء آیا تھا۔ حال واضح وا۔سچ ہے کہ

ع ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد

مگر اللہ کی عنایت سے جہاں گیا وہاں مخلوقِ خدا کو اللہ جل شانہ نے میرے ہاتھ سے شفادی۔اور نیک نام رکھا۔یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ ہم نے ان کا ثانی حکیم نہیں دیکھا۔بلکہ مقام بمبئی میں جنرل ڈاکٹر صاحب نے میری رائے مرض کی تشخیص میں بحال رکھی اور اللہ کی عنایت سے وہاں پچاس روپیہ ماہوار کا صرفہ تھا۔کبھی حاجت کسی طرح کی نہیں ہوئی۔وہاں سے واپس آیا تو مہینہ بھر تک گھر میں رہ کر مقام دھار کو گیا تھا۔وہاں بیمار ہو گیا۔ دوماہ رہ کر گھر واپس آیا تھا۔تو بھی چالیس روپیہ ہمراہ لایا تھا۔پھر مقام رتلام کو چلا گیا تھا۔ وہاں پر بھی اللہ تعالیٰ کی عنایت سے گزراوقات بخوبی ہوتی رہی۔وہاں میرے نام کا غذ دو

صاحب مسلمان کہ ملازم راجہ صاحب مذکور تھے، مجھے بلایا۔ کچھ توقف ہوا تو راجہ صاحب نے ایک قطعہ حسب الحکم اپنے پرائیوٹ منشی مسمّٰی دوار کا ناتھ سے لکھوا کر بھیجا کہ اسباب وجع المفاصل کے بواپسی ڈاک لکھو۔ میں نے بواپسی ڈاک لکھ بھیجے کہ اللہ کی عنایت سے کسی حکیم نے نہیں لکھے۔ زیرا کہ اکثر نامی حکماء سے دریافت کیے گئے تھے۔ اور پھر تاکید طلبی کی صاحبان متذکرہ صدر نے کی۔ تو میں مقام رتلام میں مطب بند کر کے کور مبلغ چھبس روپیہ صرف کر کے گیا۔ تفصیل لکھوں تو طول ہو جاوے گا۔ جب کہ وہاں گیا تو ان لوگوں نے زبانی تکریم تواضع بہت کی لیکن لوازم مہمانداری نہ انھوں نے ادا کیے، نہ راجہ صاحب کی طرف سے ہوئے تو میں ناراض ہوا۔ اور راجہ صاحب کو اطلاع کرائی کہ علاج رجوع کیجیے۔ یا لوازم صرف یومیہ کا بندوبست کیجیے یا رخصت۔ تو راجہ صاحب نے تقریر ان صاحبوں کی نسبت ایسی کی کہ دیکھو پردیسی حکیم ہیں۔ ان کو کچھ رعایت نہیں تو علاج میں بھی ہم کو خوف ہے۔ ان لوگوں سے اس وقت بسبب خوف کے کچھ تقریر مناسب مقام کہ حکیم صاحب حسب الطلب آئے ہیں شرط مہمانداری آپ ادا کیجیے نہ بن پڑی۔ خیر میں نے کامدار صاحب دھار کو تحریرات بتادیں کہ میں حسب الطلب آیا ہوں۔ زرحرج میرا دیجیے۔ انھوں نے راجہ صاحب سے عرض کی۔ راجہ صاحب نے بہ نسبت ان دونوں صاحبوں کے ناراض ہو کر کہا کہ انھوں نے کہہ کر بلوایا اور اپنی...... بریت کرے۔ اس تقریر سے سترشح ہوا کہ حکیم صاحب اگر زیادہ کچھ دعویٰ کریں تو ملازمین مذکور الصدر سے زرِحرج دلایا جاوے۔ تو میں نے سن کر دل میں کہا کہ اللہ شانہٗ رزاق ہے۔ اگر تو دعوے کرے گا اور لیوے گا تو یہ خلافِ وضع ہے۔ اور راجہ اپنا قصور نہ بتادیں گے۔ میں نے کامدار صاحب سے کہا ہے کہ مجھے کسی سے کچھ دعویٰ نہیں ہے۔ اللہ رزاق ہے البتہ راجہ صاحب کی سرداری سے بعید ہے۔ چناں چہ ایک قطعہ مسودہ جوابیہ منشی کہ جو میں نے جواب لکھا تھا وہ تمھارے نزدیک روانہ کرتا ہوں

اور پھر کبھی خط بھی منشی کا بھیجوں گا۔ خیر تیسرے روز میں وہاں سے روانہ ہوا۔ سخت حیران تھا۔ چناں چہ میں نے تم کو لکھا اور تم نے تعمیل حقیقت میں کی اور میں بھی بے ضرورت اشد کے ہرگز نہیں لکھتا۔ اللہ تمھاری عمر و اقبال میں برکت کرے۔ منی آرڈر تمھارا وقت پر آیا۔ میں نے رسید لکھ دی تھی۔ پھر مجھے عارضہ بخار لاحق ہو گیا اور میں خط پورا نہ کر سکا۔ اسی عرصے میں تمھارا دوسرا خط آ گیا۔ یہاں صاحبزادہ سلطان محمد خان صاحب سے ملاقات کو گیا تھا۔ وہ مصر اپنے علاج کے ہوئے۔ میں نے کہا کہ میں بے صرفِ یومیہ قیام نہیں کر سکتا۔ انھوں نے ایک روپیہ روز دینے کا کہا۔ میں نے بہ سبب قدیم دوستی اور اپنے بخار کی وجہ سے مناسب جان کر قبول کر لیا۔ اور اب تک مقیم رہا۔ اب دو چار روز میں کسی طرف جاؤں گا پھر میں تم کو لکھوں گا کیوں کہ میرا صرف فقط کھانے اور پان تمباکو میں ڈیڑھ روپیہ ہے بڑی مشکل سے گزر کر رہا ہوں۔ اور یہاں گرانی بہت ہے۔ نو سیر گیہوں اور چودہ سیر کی جوار۔ آٹھ سیر کے ارزل چانول اور سیر بھر گھی بکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اُن کو جو مرض تھا وہ بھی اچھا ہو گیا اور مجھ سے بہت خوش رہے اور اجین سے جو وہ بلایا کرتے تھے کبھی کبھی تو مبلغ پانچ روپیہ روز صرف یومیہ دیا کرتے تھے۔ اللہ تجھے خوش رکھے کہ مجھے وہاں بلاتا ہے، راقم الدعا عبدالکریم خان، ۶/مارچ ۱۸۸۶ء

☆......☆......☆......☆

(۲۰) برادر عزیز۔ عزیز از جان مولوی عبدالقادر خان زید اللہ عمرہٗ۔ بعد دعائے ترقی عمر و درجات کے...... خیریت ہے اور اللہ جل شانہٗ سے خیریت...... مطلوب۔ عزیز من خط کے بھیجنے میں اس سبب سے دیر ہوئی کہ بڑے بھائی صاحب نے...... چناں چہ وہ خط ملفوف اس خط کے واسطے...... حال تمھارے پاس روانہ کیا۔ دیگر حال یہ ہے۔ کامدار صاحب یعنی یار محمد خاں صاحب مقام اندور سے یہاں جاورہ میں آئے۔ میں اُن کی ملاقات کے واسطے

گیا۔ دو روز کے بعد میں نے اُن سے کہا کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب قبلہ نے میں امید کرتا ہوں کہ آپ سے میری پرورش کے بارے میں کچھ کہا ہوگا۔ تو فرمایا کہ اب کی بار ملاقات اُن سے نہیں ہوئی اور اوّل بھی کبھی نہیں کہا۔ میں خاموش رہا کہ شاید چھوٹے بھائی صاحب یعنی امراؤ محمد خاں صاحب سے میری ملاقات کرائیں اور بالمشافہ میری سفارش کریں۔ انھیں پر یہ امر منحصر رکھا ہوگا۔ لہٰذا اُن سے نہیں فرمایا۔ لیکن میں نے ایک قطعہ نیاز نامہ بنام سپرنٹنڈنٹ صاحب قبلہ بدین مضمون روانہ کیا کہ اگر امراؤ محمد خان صاحب سے فرمادینا آپ کا کافی ہے تو فہوالمراد ورنہ ایک قطعہ خط بنام مدارالمہام اعنی یار محمد خان صاحب دربارہ نیاز مند روانہ فرمایئے۔ اگر آپ...... یعنی جناب کالکاپرشاد صاحب قبلہ نے جواب لکھا کہ ......صاحب تیرتھ کرنے گئے ہیں۔ میری خط و کتابت کا مدار صاحب سے...... ورنہ میں لکھتا۔ عزیز من اب تک انھوں نے کوئی صورت میرے واسطے مقرر نہیں کی ہے اور میری گزر اوقات کا حال تم کو معلوم ہے کہ اگر تم خبر نہ لیتے تو فاقہ ہوتا۔ حال تم نے نسخوں کا نہیں لکھا کہ مریضوں پر کچھ فائدہ ہوا یا نہیں...... میں صلاح لیتا ہوں کہ اگر صلاح میں آوے تو بہادر صاحب کا مدار سے کہوں کہ آپ میری پرورش کی صورت حال میں تجویز فرمادیں تو میں نہیں جاؤں۔ ورنہ ایک کام مجھے مقام اجین میں درپیش ہے طے کرآؤں اگر صورت ہوگئی تو خیر ورنہ مقام اجین کو جا کر کچھ گزر کی صورت نکالوں۔ زیرا کہ افواہاً سنا گیا کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب عرصہ تین ماہ میں آئیں گے۔ میں بھی مقام اجین وغیرہ سے آجاؤں گا۔ اب مجھے بہت بڑے خرچ کی فکر یہ ہے کہ گھر میں لڑکا پیدا ہونے والا ہے۔ کیا کروں اللہ شرم رکھے گا۔ یہاں کے خاندان میں تو کوئی اس قابل نہیں کہ قرض دیوے۔ اور نہ بازار میں ملتا ہے۔ تم اس خط کا جواب جلد لکھو اور محمد زمان خان کو دعا۔ اور سب بچوں کو بھاوجہ عزیزہ کو گھر کی طرف سے دعا سلام۔ فقط راقم الدعا عبدالرکریم خاں۔ اپریل ۱۸۸۶ء

☆......☆......☆......☆

(۲۱) برادرم عزیز عزیز از جان مولوی عبدالقادر خان زیداللہ عمرہٗ۔ بعد دعائے عمر و اقبال کے منکشف خاطر عزیز ہو جیو کہ بفضل الٰہی خیریت ہے اور خیریت عزیز مع برخورداران جناب الٰہی سے خواستگار۔ برخوردار من عرصہ ایک ہفتہ کا ہوا کہ میں بنگلے پر واسطے سلام کرنے کے گیا تھا۔ حسنِ اتفاق سے مرغ سرکاری کشتی لڑ رہا تھا میں بھی سلام کر کے سرکار کے پاس بیٹھ گیا۔ مرغ سرکاری نے طرفِ ثانی مرغ کو بہت مارا۔ تو میں نے سرکاری مرغ باز کو کہا کہ پالی کرلو۔ اب کے بار اور مار بیٹھے گا۔ اُن کی رائے نہیں تھی سرکار نے فرمایا کہ میری رائے عبدالکریم خان کے شریک ہے...... مرغ کا بموجب کہنے میرے کے کروادیا گیا۔ بعدہٗ سرکار نے کہا کہ عبدالکریم خان کو مرغ ہمارے دکھاؤ۔ غرض کہ مرغ سب دیکھے اور ہر ایک کا دین مقام ادا کیا۔ بعدہٗ خاموش ہو گیا۔ پھر انھیں نے مجھ سے کہا کہ عبدالکریم خان تم سے مجھے کچھ کہنا ہے کل دوپہر کو تم میرے نزدیک آنا۔ میں نے کہا کہ میں سرکاری غلام ہوں جو ارشاد ہو بجالاؤں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد سرکار عالی باغ میں کہ پیش بنگلہ ہے پڑھ رہے تھے اور میں کامدار صاحب کی طرف جاتا تھا کہ سرکار نے بلایا۔ اور کہا کہ میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بھائی تم قدیم ہو کم و بیش کا کچھ خیال نہ کرو اور اب تم کہیں مت جاؤ میرے نزدیک بھی تم آیا کرو۔ اور لڑکا خراب ہوتا ہے اس کو بھی تم پڑھایا کرو اور آداب کی تعلیم کرو۔ زیرا کہ وہ سوائے تمھارے کسی سے ڈرتا نہیں وہ عرصہ ۶ ماہ میں بہت آوارہ ہو گیا ہے۔ میں نے سرکار سے بعد شکریہ عنایات کے عرض کی کہ سرکار جو خدمت فرماتے ہیں بسر و چشم ادا کرتا۔ اور اسی خدمت پر تو میرا فخر ہے لیکن سرکار اتنا خیال فرمائیے کہ عیال داری ہو گئے۔ اور تنخواہ کم گزر اوقات میں فتور پڑا تو بموجب:

ع میں حلقہ بگوش نہ نے نوازے

بندہ چلا گیا تھا اور راجہ صاحب پرتاب گڑھ جو کہ سو روپیہ ماہوار میرا مقرر کرتے تھے وہ بھی آپ کے طفیل سے تھا۔ بس گزر مایحتاج کا سرکار میرے لیے بندوبست فرما دیجیے بندہ حاضر ہے۔ فرمایا کہ سب بندوبست ہو جائے گا۔ تم آیا کرو اور صبح سے کالے صاحب کو پڑھاؤ۔ یہ فرما کے سوار ہو گئے۔ میں کامدار صاحب کے پاس گیا اور حقیقت کل بیان کر دی۔ اُس وقت انھوں نے فرمایا کہ تم کو خود سرکار نے جس خدمت کو فرمایا بہت مناسب ہے۔ اُسے ادا کرنا میں نے اُن سے بھی کہا کہ آپ کی نوازشات کا نتیجہ ہے۔ دوسرے دن جمعرات تھی میں نہیں گیا تھا۔ جمعہ کے روز میں گیا تو سرکار نے فرمایا کہ تم کل سے آؤ۔ میں نے عرض کیا کہ بسبب تعطیل کے نہیں آیا تھا۔ ہفتہ کے روز سے انشاءاللہ سبق شروع کراؤں گا۔ پھر مجھے نبض دکھائی چوں کہ نبض طبعی نہیں تھی۔ اعتدال سے خارج تھی میں نے گزارش کی کہ کوئی حارشے کا استعمال ہوا ہے۔ اور یہ وقت شام کا ہے۔ نبض کا وقت صبح کا بہتر ہوتا ہے۔ دوسرے روز ہفتہ کو میں نے کالے صاحب کو سبق شروع کرایا۔ اور شام کو سرکار کے پاس جایا کرتا ہوں۔ مگر تنخواہ کا حال نہیں معلوم کہ کیا مقرر فرمائیں گے۔ اور زبانی نوشہ مرزا کہ ایک شخص ہے۔ دوستوں میں سے معلوم ہوا تھا کہ تمھارے واسطے کامدار صاحب نے محکمہ فوجداری پر کھیڑہ تجویز فرمائے ہیں۔ کہ سرکار نے تمھیں وہاں بلا لیا۔ اب تم سپرنٹنڈنٹ صاحب قبلہ اور جناب کالکا پرشاد صاحب کو جہاں کہیں ہوں شکریہ لکھ کر میری جانب سے بہت بہت تسلیمات لکھنا۔ اور یہ بھی لکھنا کہ آپ کی نوازش کے نتیجہ نے ظہور کیا اور عزیز من خط میں توقف کا یہ باعث ہے کہ عبدالشکور کو چیچک نکلی تھی۔ ایک دم جدا نہیں ہوتا تھا۔ بنگلہ پر بدقت جاتا ہوں۔ اب اللہ کے فضل سے صحت پائی ہے اور بسبب لڑکا پیدا ہونے اور عبدالشکور کی چیچک سے خرچ زیادہ ہوا۔ لہٰذا لکھا جاتا ہے کہ تم خرچ خط کے دیکھتے ہی روانہ کرتا۔ میں نے کمال جلدی سے یہ خط لکھا ہے کیوں کہ عبدالشکور نہیں چھوڑتا۔ اور اسی سبب سے انسپکٹر

صاحب کو خط نہیں لکھا۔ سب کو درجہ بدرجہ سلام دعا۔ فقط راقم الدعا عبدالکریم خان۔ ۱۴ رمئی ۱۸۸۶ء

☆......☆......☆......☆

(۲۲) یہ خط (مرداڑہ) بھیجا گیا۔

برادر عزیز عزیز از جان مولوی عبدالقادر خان زید اللہ عمرہٗ۔ بعد دعائے ترقی عمر واقبال کے مطالعہ ہو کہ یہاں پر عنایت الٰہی سے بہمہ وجوہ خیریت ہے اور خیریت آن عزیز مع برخورداران ولواحقان نیکو خواہاں۔ عزیز من خط تمھارا مع خیریت و دیگر جات مع شکایت عدم رسی جواب آیا۔ میں اس انتظار میں تھا کہ اب کچھ ظہور تنخواہ وغیرہ کا ہو تو میں تم کو اطلاع دوں۔ لیکن ابھی کچھ ظہور نہیں ہوا۔ جناب پنڈت بالا پرشاد صاحب بہادر بھی تشریف لائے تھے۔ مجھے اطلاع دی۔ میں اُن کے پاس گیا تھا۔ جناب موصوف کامدار صاحب سے ملاقات کر کے آئے تھے۔ کل حال مجھ سے جو تقریر اُن سے میرے بارہ میں آئی تھی بیان فرمایا۔ اور کہا کہ کامدار صاحب کو تمھارا بہت بڑا خیال ہے فقط جائے معقول کی تجویز کی جہت سے تاخیر ہے۔ ورنہ جلد ہو جاتے۔ اور کامدار صاحب نے سپرنٹنڈنٹ صاحب سے یہ بھی کہا کہ عبدالکریم خاں سے زمانۂ اوّل میں کوئی کلمۂ سخت نکل گیا تھا۔ اس جہت سے نواب صاحب ناراض تھے۔ مگر اب طبیعت ان کی طرف سے صاف ہے۔ اور پرورش کریں گے۔ سو عزیز من دیکھیے جائے معقول کب ہوتی ہے۔ اب عرصہ آٹھ روز کا ہوا کہ میں نے ایک عرضی سرکار میں بدین خلاصہ گزرانی کہ ترمیم خانہ وغیرہ سامان بارش جمع کرنا درپیش تنخواہ ماضی وحال کا بندوبست ہو جائے کہ ان کے ذریعہ سے قرض ساہوکار سے لے کر بندوبست گھر کا کیا جاوے۔ عرضی پڑھ کر میر منشی صاحب کے پاس رکھی اور مجھ سے کہا کہ بندوبست کر کے ہم عرضی پر حکم لکھ دیں گے۔ سو آج تک وہ زیر تجویز ہے۔ عزیز من

عجیب حالت ہے کہ اپنے آپ ایک وقت اپنے پاس آنے کا حکم دیا ہے۔ اور ایک صبح کو کالے صاحب کو پڑھانے کا حکم دیا۔ یکم یا دوم مئی سے۔ لیکن تنخواہ کا کچھ بندوبست نہیں۔ بارش تک تو گذر کرتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ کی عنایت سے جو کچھ ہوگا ظہور ہو جائے گا۔ پنڈت کا لکا پرشاد صاحب کو خط لکھوں گا بھائی جعفر خان کو سلام کہنا۔ اور کہہ دینا کہ تم ابھی آنکھ پختہ ہونے دو تب دھند کا سرمہ لگانا۔ کیوں کہ دھند کا سرمہ تیز ہوگا۔ اور آنکھ کچی ہے۔ شاید آشوب نہ کر آئے ابھی وہی گولی استعمال کریں اور اگر خون بدن میں بقدر جسم ہو یا زیادہ تو فصد کرا دینا۔ اور سونف اور شکر برابر سفوف کر کے سوتے وقت تولہ بھر کھا کے سو جایا کریں۔ آٹھ روز کے بعد فائدہ ظاہر ہوگا۔ اور ہمیشہ کھایا کریں۔ پیچش کے لیے یہ نسخہ دینا۔ زیرہ سفید آدھا کچا اور آدھا بھنا ہوا لے کر دونوں کے برابر شکر شامل کر کے تولہ بھر سفوف صبح کو باسی پانی سے کھلا دینا۔ تین روز کے بعد اس سفوف میں ۲ ماشہ پوست خشخاص بھون کر ملا کر دینا۔ اگر طاقت زیادہ دیکھو تو زیادہ دینا۔ ایک یا دو روز میں عنایت الٰہی سے اسہال یا پیچش جو ہوگی بند ہو جائے گی۔ اور گولی نسخہ جو کہ حابس اسہال ہے وہ تم نقل کر کے لے گئے ہو۔ شاید نہ لے گئے ہو تو یہ لکھتا ہوں۔ سماق ۳ تولہ، اقاقیہ ا/تولہ، حب الاس ۳ تولہ، کتیرا گوند ۳ ماشہ، سب کو باریک پیس کر پانی کے ساتھ گولیاں چنے کے برابر بنالیں۔ اسہال کے لیے صبح شام ایک ایک گولی بہت مفید ہوگی۔ لیکن جس کے دست بدہضمی کے ہوں اس کو البتہ ہاضمہ کی دوا کے ساتھ دینا چاہیے۔ اور نسخہ آتشک مجرب کہ بارہا تجربہ میں آیا۔ کسی کا منھ آتا ہے اور کسی کا نہیں آتا۔ اور ایک ہفتے میں زخم خشک ہو جاتے ہیں۔ اور مرض زائل ہو جاتا ہے۔ نسخہ یہ ہے کہ رسکپور مد برا/تولہ، لونگ گل مدار ۱۲/عدد، سیاہ مرچ ۲۱ عدد تینوں کو پان کے عرق میں پیس کر گولیاں چنے کے برابر بنالیں۔ اور مرض کو ایک گولی صبح دیا کریں۔ منھ میں نہ چابیں ورنہ دندان کو نقصان ہوگا۔ اگر منھ آجاوے تو دوا ایک دن دوا کم دے یا نہ دے۔ اور منھ آنے

کا علاج دوایک دن نہ کرے۔ جب کہ خوب رطوبت اور لعاب، دہن سے بہ جائے تو کتھا ۲ تولہ، ببول کی خشک چھال پاؤ بھر کچھناں کی چھال پاؤ بھر، تین سیر پانی میں جوش دیں اور کلی کرائیں۔ اگر زیادہ زور دیکھیں تو پھٹکری ۶ ماشہ ملا دیں۔ ۶-۷ روز میں اللہ کا کرم ہوگا۔

اور ایک نسخہ اور مجرب ہے۔ وہ پھر لکھوں گا۔ اور سب کو حسب مدارج دعا سلام کہنا۔ فقط راقم الدعا۔ عبدالکریم خان۔ من مقام جاورہ۔ المرقوم ۱۲ر جون ۱۸۸۶ء

☆......☆......☆......☆

(۲۳) یا حافظ لفافہ ہٰذا در شہر مرواڑہ ضلع جبل پور در کچہری تحصیل مرواڑہ رسیدہ نزد برادر عزیز عزیز از جان مولوی عبدالقادر خان واصل باقی نویس تحصیلی مرواڑہ زید اللہ عمرہٗ برسد۔ ۲۳ر جون ۱۸۸۷ء، ۱۹ر رمضان المبارک یوم چہار شنبہ۔

برادر عزیز عزیز از جان۔ مولوی عبدالقادر خان زید اللہ عمرہٗ وقدرہٗ۔ بعد دعائے ترقی عمر و درجات کے معلوم ہو کہ عنایت الٰہی سے خیریت ہے اور خیریت عزیز مع برخورداران ولواحقان درگاہ جل شانہٗ سے نیک مطلوب۔ عزیز من پارسل پارچہ مرسل تمھارا برائے برخورداران بموجب تحریر تمھاری پہنچا۔ جو برہمن انسپکٹر صاحب کے پاس سے اُسے لایا۔ لیکن نام مجھے یاد نہیں رہا۔ اپنے مرض کا حال بھی بیان کیا۔ میں نے کہا تم ابھی یہاں رہ نہیں سکتے، جو سب طرح کے علاج تمھارے کیے جائیں ابھی تم طحال کا علاج کرو۔ یہ سب پر مقدم ہے۔ چناں چہ نسخہ اُن کو لکھ دیا گیا۔ جیسا کچھ بعد استعمال کے لکھیں گے لکھا جائے گا۔ بندوق آج شام کو آجائے گی۔ کل کو ہمدست ٹیکارام کانسٹیبل اسٹیشن جاورہ دے کر اندور کو روانہ کروں گا۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب قبلہ تمھارے پاس یقین ہے کہ پہنچا دیں گے۔ توقف کا یہ باعث کہ ماموں خسرو سارو میرے نے موضع لہاری میں بہارانبہ خریدی ہے۔ شب کی حفاظت کے لیے لے گئے تھے۔ میں نے اسی روز جا کر کہا کہ بندوق صبح کو لادو کہ

میں بدست برہمن آمدہ ارسال کروں۔ غلط سمجھ کر یا خباثت قلب سے آج تک آدمی نہیں بھیجا تو آج جا کر میں ماموں سے بدمزہ ہوا کہنے لگے کیا بیچ دیں گے جو اس قدر جلدی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ تم لوگوں میں رسم ہے کہ روپیہ کو عزیز سمجھتے ہو اور بھائی کی چیز بھائی مول بھی لیا کرتا ہے۔ وہ بھائی کا ہے کہ ہو کہ جو بھائی سے قیمت لے۔ غرض بہت تقریر درمیان میں آئی۔ میں نے کہا کہ دیکھا تم نے میرے بھائی کو۔ اور تم میں سے آج تک کوئی کام آیا۔ حاصل کلام آج کے روز وہ گاؤں گئے ہیں۔ شام تک آ جاویں گے اور بندوق لے کر روانہ کروں گا۔ خط میں نے اوّل لکھ دیا کہ جواب میں توقف ہو گیا تھا۔ اور عرضی سرکار میں بدین خلاصہ گزرانی کہ فدوی بموجب حکم خدمت قدیم پر مامور ہے۔ تنخواہ ماضی حال کا حکم بخشگیری میں ہو جاوے کہ اپنی تنخواہ لے کر ترمیم شکست وریخت خانہ و دیگر سامان بارش کہ ضروریات سے ہیں کروں جواب دیا کہ ہاں حکم بھیجتا ہوں۔ چناں چہ دو تین بار عرضی خود میں نے کری۔ فرما دیتے ہیں کہ ہاں کہد وں گا۔ اور پھر کچھ نہیں۔ اسی امید میں بارش کا کوئی سامان نہیں ہوا۔ اور سخت ہو کر کہا نہیں جاتا کہ تم لوگ کہو گے کہ ہم تو درستی کرتے ہیں اور یہ کام خراب کرتا ہے۔ لہٰذا کچھ نہیں کہا۔ اب کمال تکلیف میں ہو کر تم کو لکھا جاتا ہے کہ عید بھی قریب ہے کچھ خرچ بچوں کے لیے اور میرے واسطے بھیج دو۔ کہ گزراوقات ہو۔ اگرچہ مجھے نازیبا ہے کہ میں ان بچوں کا حصہ اپنے کام میں لاتا ہوں لیکن مجبور ہوں کہ نہ کہیں جا سکتا ہوں اور نہ یہاں صورت ہوتی ہے۔ جلد از جلد خرچ روانہ کرنا۔ کہ میں عاجز ہو جاتا ہوں تب لکھتا ہوں۔ بازار میں سے بہت قرض کر چکا۔ اب بقال پہلو تہی کرتا ہے۔ یہاں پر تیسا چاند دیکھا ہفتہ کا پہلا روزہ ہوا۔ آج بدھ کا دن اور انیسواں روز ہے۔ اطلاعاً لکھا گیا۔ کپڑا مردان اور لڑکوں پر برابر تقسیم کرا دیا گیا۔ ہمشیرہ کی لڑکی...... عبدالشکور کی چیچک میں نہیں آئی۔ اور نہ خوشی پر بلایا گیا تو آئی۔ اب جس دن سرکار کا حکم عنوان پر چڑھے گا یا ویسا ہی حکم ہو گا تو

تمھیں اطلاع دی جائے گی۔ نواسہ کی خبر سن کر دل بہت خوش ہوا۔ لیکن مجبوری۔ ابھی میں کسی لائق نہیں۔ تمھاری بھاوجہ کی طرف سے سب کو حسب مدارج دعا وسلام اور سب کی جانب سے مضمون ایضاً۔ فقط

راقم الدعا۔ عبدالکریم خاں۔ ۱۹؍رمضان المبارک یوم چہار شنبہ

☆......☆......☆......☆

(۲۴) یہ خط مہیرؔ سے مرواڑہ بھیجا گیا۔ ۲۴؍فروری ۱۸۸۷ء

....

یہاں راجہ صاحب نے کوئی علاج شروع نہیں کیا۔ گھر کو جانے کے دن قریب آئے۔ ابھی خرچ معقول کی صورت دیکھی نہیں۔ اور سب باتیں دل میں تن تنہا ضبط رکھنا اور کسی سے نہ کہنا۔ زیرا کہ نہ کوئی مونس نہ کوئی غم خوار نہ حامی نہ مددگار سوائے پروردگار۔ حضرت کو سوائے سونے کے نہ دوسرا کار۔ اگر کام ہے تو امیدیں چھان کر پینا اور پکانا اسے مگر یہ اللہ کا شکر ہے کہ گھر کے آدمی ہیں بستر تو خالی نہیں رہتا۔ خیر یہ بات وہاں ذکر نہ کرنا۔ خدا کے بھروسے پر ہمت کیے بیٹھا ہوں۔ صورت تو اچھی نظر آتی ہے۔ آگے اللہ مالک ہے۔ برسرِ فرزندِ آدم ہرچہ آید بگذرد۔ بھاوجہ کو اپنی کہہ دینا کہ گھبرانا مت۔ میں انشاءاللہ عنقریب آؤں گا۔ یا حضرت اور ہم ساتھ ہی چار روز کے بعد آویں گے۔ کیوں کہ حضرت پہلی تاریخ تک جبل پور جانا چاہتے ہیں۔ مجبور ہوں ورنہ کیوں جانے دیتا۔ اگر اس عرصہ میں راجہ صاحب نے نہیں آنے دیا تو مجھے آدمی کی دقت بڑی ہوگی۔ اور قبلہ بڑے بھائی صاحب (حاجی محمد شہباز خان صاحب) جاورہ تشریف لائے ہیں۔ خدا کی قدرت کہ چالیس برس کے بعد سب کی محبت نے جوش کیا ہے والد صاحب مغفور جبل پور تشریف لے گئے۔ اور ہمارا خاندان کہاں سے کہاں پھیل گیا۔ جاورہ کو پھر خط لکھنا میری جانب سے کہ آپ کو بڑی

تکلیف ہوئی۔ میرے نہ ہونے کی وجہ سے اور میری کم نصیبی ہے کہ میں وہاں نہیں تھا۔ اب آپ کو اگر تکلیف ہو اور کوئی حوارج مانع نہ ہوں تو یہاں تک تشریف لائیں۔ ورنہ میں اسی سال میں انشاء اللہ تعالیٰ ٹونک میں آ کر آپ کی قدم بوسی حاصل کروں گا۔ اور یہ امر مجھ پر فرض ہو چکا۔ آپ کے آنے سے اور آپ اس میں فرق نہ جانیں۔ اور آپ یکا یک کیسے تشریف لائے اور گھر پر مقام ٹونک میں سب خیریت ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر رکھے۔ یہ سب حال دریافت کرنا۔ اور جمشید خان کو بہت تحسین لکھنا۔ اور دعا وسلام سب کو درجہ بدرجہ لکھنا۔ اور یہاں سب کو حسب مدارج دعا سلام۔ حضرت خیریت سے ہیں بختاور خاں فرنگی کے ساتھ شکار کو گئے ہیں۔ فقط۔

راقم الدعا۔ عبدالکریم خان۔ ۲۴ر فروری ۱۸۸۷ء منمقام مہیّر

☆......☆......☆......☆

(۲۵) ازمقام اجین بازار چوک......۲۸ر جنوری ۱۸۹۱ء، ربیع الثانی ۱۳۰۷ھ

برادر عزیز لختِ جگر مولوی عبدالقادر خاں زید اللہ عمرہٗ وقدرہٗ۔ بعد دعائے درازئ عمر و درجات کے مطالعہ ہو کہ خیریت ہے اور اللہ جل شانہٗ وہاں سب کی خیریت رکھ کر ملاوے۔ عزیز من میں خط کا جواب کیسے لکھتا۔ جس روز تمھارا خط آیا تھا میں بخار میں بے ہوش تھا۔ چناں چہ سات روز تک سات ماشہ رزق سوائے دوران کے نہیں کھایا۔ عزیز سے جو دوا کہتا تھا وہ غریب لا کر پلا دیتا تھا۔ ایک برہمنی گویا خدا نے میری قسمت سے ماں گنوں یا بہن ایسی مہربان کر دیتی تھی کہ عزیز کو کھانا کھلا دیتی تھی۔ اور میری بہت خدمت کر دیتی تھی۔ اور گھر کو آج تک بجز خیریت کے کچھ نہ لکھا۔ وہ بھی کل چودہ روز کے بعد لکھا کہ وہاں سے تمھاری بھاوجہ کا ضروری خط آیا کہ خط کیوں نہیں لکھتے۔ سو بھائی خیریت لکھ بھیجی۔ اگر ذرا بھی کچھ لکھوں تو ناحق پریشان ہوتیں اور کچھ صرفہ کریں۔ اور دینے والا سو خدا کے تمھیں معلوم

اور غیر دیدے اور تم کہ ان لوگوں نے تمام عمر کھایا۔ اور اگر مجھے ایک پیسہ درکار ہو تو نہ دیں۔ مجھے طعنے دیتے ہو کہ تمھارے وہ عزیز ہیں۔ خیر بھائی تم اور سب اس وقت میں جو کچھ کہو وہ سب سچ ہے۔ اور بھائی تمھیں میں نے قسم کھا کے لکھا کہ تمھاری بھاوجہ تمھیں بہت چاہتی ہیں۔ اور جب اپنے عزیزوں سے کبھی تکرار ہوتی ہے تو یہی کہتی ہیں۔ میرا دیور نہیں ہے میرا باپ ہے۔ اب چلی جاتی ہوں تو ساری عمر روٹی دے گا۔ اور میرے سے لڑتی ہے کہ تم نے ناحق اُن سے خفا ہو خط و کتابت بند کردی۔ اس کا نتیجہ تم اسی غریب سے بدگمانی باوجود میری قسم کے کرتے ہو۔ یہ تمھاری نالایقی ہے۔ خیر یہ تو ایک قصہ طول ہے۔ تم کبھی اس کی جانب یہ خیال مت کرو اللہ خوب جانتا ہے۔ اب مجھ میں تو نقاہت ہے۔ اور بخار اب تو نہیں معلوم ہوتا۔ آئندہ اللہ کا اختیار ہے۔ اور تم نے جو خارشت ہونے کا جسم پر جو لکھا تھا۔ اگر مادہ پتّی کا سا معلوم ہو تو چھ ماشہ سونف پیس چھان کر دو تولہ سکنجبین ڈال کر پینا تین روز تک۔ اور سونف اور سویہ کے بیج ہموزن پیسہ پیسہ یا دو دو پیسہ بھر لے کر باہم ملا کر آگ میں ڈال کر جسم ماؤف پر دھونی دینا اور کچھ مادہ دوسرا ہو تو رائی پیس کر بدن پر تھوڑی دیر مالش کر کے گرم پانی اور بیسن سے دھوڈالنا۔ تین روز تک یا کالی مرچ اور سمندر پھل ہموزن باریک بیس کر بطور حریرہ پانی میں پکا کر جسم پر مالش کر کے تھوڑی دیر بعد گرم پانی سے نہانا۔ بعد روغن چنبیلی وغیرہ بدن پر لگانا۔ اور اگر خارش خشک کا مادہ یا تر کا معلوم ہو تو یہ نسخہ دونوں کو مجرب ہے۔ تین روز کے استعمال سے بالکل نہیں رہتی۔ ہاں البتہ بدذائقہ تو ہے۔ نسخہ: گندھک ۵ ماشہ، نیلہ تھوتھا ۱ر ماشہ، اجوائن دیسی ۶ر ماشہ، اجوائن خراشانی دو ماشہ، ہلیلہ زرد ۲ ماشہ، ان سب اجزاء کو جو کوب کر کے تین پڑیا مجموع کی بنانا چاہیے۔ بہت زیادہ باریک نہ کرنا چاہیے اور ایک پڑیہ چینی کے برتن میں یا گلی میں آدھ پاؤ پانی میں بھگو دینا۔ صبح کو دو تولہ زلال اس کا یعنی صاف پانی اوپر سے نتھار کر پی لینا۔ اور پان کھالینا۔ کیوں کہ اکثر قے ہو جاتی ہے۔ مگر فائدہ ضایع

نہیں ہوتا۔ اور سفل باریک پیس کر ایک تولہ گھی ملا کر بدن میں مالش کریں۔ بعد ایک ساعت
بیسن وغیرہ سے نہا ڈالنا۔ تین روز میں صاف ہو جاتا ہے۔ کسی قسم کی خارش ہو۔ اور سرمہ میں
تھوڑا سا پڑیہ بنا کے بھیجتا ہوں۔ ہنگامِ صبح لگایا کرنا۔ شام کو نہیں۔ یعنی امتلا کے وقت نہیں۔
امتلا کی حالت میں مادہ اور کویا چشم کی طرف میل کرے گا۔ سو صبح کو لگایا کرنا۔ اور فقرہ جو لکھا
تھا وہ اتفاقیہ ایک بات ہے کہ میرے مکان کے عقب میں دو بھائی قوم کنجڑہ اسّی سن و سال
کے کہ ہم تم نہیں۔ مگر ان کی والدہ زندہ ہیں لڑے خوب لڑے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ماں
نے خوب گالیاں دیں اور پھر وہ ملے اور روئے۔ تو اُس روز کی حالت میرے دل کی خدا
خوب جانتا ہے کہ والدہ زندہ نہیں۔ ہم آپ ہی اب طفلی میں شامل نہیں رہے۔ تو اب دو روز
سے لڑتے ہیں اور آپ ہی سمجھ جاتے ہیں۔ خیر شکر ہے کہ زندہ تو ہیں اور بھائی اوّل تو خود
میری، والد مغفور کی طرح کہیں جانے کی عادت نہیں کہ تمھیں یاد ہوگا کہ وہ یا تو کچھ لکھا
کرتے تھے یا کتاب دیکھا کرتے تھے۔ وہی میری عادت کہ کسی کے مکان پر بلا ضرورت
نہیں جایا کرتا۔ البتہ ہنسنا بولنا والدہ کا اثر ہے۔ والد مغفور تو کبھی ہنسنا جانتے نہ تھے فقط۔ اور
برادر جو تم نے تحریر کیا کہ جناب مجیب اللہ خان صاحب بعارضہ صمم و وقر مبتلا ہیں۔ اور اسباب
وقر میں سے جو تم نے اُن کا حال پانی ڈالنا سر پر اور گرم گرم پانی میں کود کر غوطہ مارنا لکھا ہے
ہاں البتہ اسباب ساج ہے۔ واسطے وقر و صمم کے یہ قوی ہے۔ مگر اب بہ سبب ادامت کے
یقین بہت روز گزر گئے کوئی سبب اخلاط کا بھی ہوگیا ہو تو کیا عجب ہے تو دیکھنا ایسے مریض کو
ضروریات سے ہے۔ اور ہاں البتہ حقِ مقامِ تشخیص مرض و ادائے حق مقامِ دوا میرا ذمہ ہے
اور شفا دینا شافی برحق کا کام ہے۔ اور وہ خود فرماتا ہے کلام مجید میں لاتقنطو من رحمۃ اللہ و
بموجب حدیث شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ لکل داع دواع فاذا اصاب دواع لداء
برئ باذن اللہ تعالیٰ ترجمہ کہ واسطے ہر درد کے دوا ہے۔ پس جس وقت پہنچے گی دوا درد کی اچھا

ہو جائے گا ساتھ حکم خدا کے۔ پس اگر وہ فرماتے ہیں تو کیا مضائقہ ہے۔ اگر وہ ایک ماہ کی تنخواہ میرے نزدیک اور صرفہ ریل کا روانہ کر دیں گے تو بے شک میں آ کر علاج بخوبی کر دوں گا۔ اور ٹھاکر صاحب کا بھی علاج بخوبی اللہ کے حکم سے ہو سکے گا۔ وہ تو بہت اپنی طبیعت کو مطمئن فرما دیں۔ کیوں کہ بعد ماء الجبن کے جہاں مفرحات کا استعمال ہوا تو طبیعت اللہ تعالیٰ سہولت پر کر دے گا اگر چہ یہ مرض بھی بہ سبب سوداویت کے بدقت صحت پذیر ہے۔ اور یہاں ابھی کوئی صورت کسی سے ملاقات کی بہ سبب ناسازی کے نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اسی ذریعہ سے پھر ہم تم کو ملا دیں کہ تم وجھ پر بار نہ ہو۔ اور سب ایک بار مل لیویں زندگی کا کیا بھروسہ۔ سب کو حسب مدارج سلام دعا۔ یہ خط لکھنے میں تھک گیا فقط۔ من مقام پیران دھار مکان سکونت در بھاجی بازار راقم الدعا عبدالکریم خان ۲۸ جنوری ۱۸۹۱ء

☆......☆......☆......☆

(۲۶) برادر عزیز عزیز از جان مولوی عبدالقادر خان زید اللہ عمرہٗ۔ بعد دعائے ترقی عمرو درجات کے معلوم ہو کر یہاں پر خیریت ہے۔ اور خیریت برادر عزیز کہ اللہ تم کو زندہ اور باثروت کرے مع جمیع متعلقان ایزدمیاں سے ہر وقت خواہاں۔ عزیز من میں تم سے بہت شرمندہ ہوں اگر چہ میں بڑا ہوں لیکن معنی بڑائی کے تم میں ہیں میں ہر وقت جو چاہتا ہوں کہتا ہوں۔ لیکن تم اپنی سعادت مندی میں کم نہیں کرتے میں تمھارے خط کے جواب نہ لکھنے سے منفعل ہوں۔ نہیں معلوم کہ کون دو مریض تھے کہ جن کے واسطے تم نے دو نسخہ ضرور منگوائے تھے۔ اگر چہ تمھارا خط لڑکوں نے کہیں گما دیا تھا۔ لیکن مضمون تو مجھے یاد تھا۔ اب میں دونوں مرضوں کے نسخے علیحدہ علیحدہ مجرب بصد شرمندگی لکھتا ہوں۔ استعمال کرنا اور مجھے اطلاع کرنا۔ نسخہ اقرراطِ طمث یعنی حیض معمولی سے زیادہ اس کو عرب والے اور علمائے دین استحاضہ کہتے ہیں اور ہنود لوگ پگر کہتے ہیں۔ ایک نسخہ تو یہ ہے کہ تم اہلی سفوف کر کے ہموزن

شکر ملا کے ایک تولہ صبح باسی پانی کے ساتھ پھکوانا۔ اوراس سے کم نہ ہو۔ دو تولہ یا زیادہ تک پھنکوانا۔ ہفتہ عشرہ میں انشاء اللہ دفع ہو جائے گا۔ دوسرا نسخہ اس مرض کا یہ ہے کہ انار خام چار تولہ بھریا کچھ زیادہ وزن کا لے کر باریک پیسنا۔ اُس کے ہموزن گندم میں گوندھنا۔ اور ایک ٹکیہ پکا کر مالیدہ کرنا۔ اور شکر اور روغن زرد ہموزن ملا کر مالیدہ کو مریضہ کو کھلانا ہفتہ عشرہ میں مرض انشاء اللہ دفع ہو جائے گا۔ اور میں تو جس کو یہ نسخہ دیتا ہوں تو یہ اضافہ رکھتا ہوں کہ اس میں کشتہ رانگ کا ڈالتا ہوں۔ ہر خوراک میں ایک ماشہ اور حقیقت میں اس سے قوت زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور ڈھائی روپیہ کشتہ کی قیمت لیتا ہوں۔ آٹھ دس ماشہ آٹھ دس خوراک میں کشتہ رانگا صرف کرتا ہوں۔ اور آرام ہو جاتا ہے اللہ کے فضل وکرم سے۔ اور دوسرے مرض کا نسخہ یعنی استرخاء کا کہ اس مرض کو جھولہ کہتے ہیں اور اگر سر سے نصفا نصف جسم میں ہو تو فالج کہتے ہیں۔ اور اگر زیر ناف سے بیکار ہو تو استرخاء کہتے ہیں۔ اور فقط نصف کلّہ پر ہو تو لقوہ کہتے ہیں۔ غرض دو نسخہ سہل لکھتا ہوں۔ ایک روغن کا دوسرا حبوب کا۔ نسخہ حبوب کا تو یہ ہے کہ کچلہ جس قدر چاہو اُن کو ٹھیکری میں آگ پر ننا بھوننا کہ گلابی ہو جائے۔ اور خوب پھول جائے پھر ہاون دستہ میں کوٹنا کہ سفوف باریک ہو جائے۔ اور سفوف کے ہموزن اسپند لینا اور سفوف اس کا بھی کر لینا۔ پھر دونوں کو ہموزن کر کے پانی سے پیس کر گولیاں بقدر نخود بنالینا۔ صبح کے وقت ایک گولی دیا کرنا۔ اور روغن کی ترکیب کا نسخہ یہ ہے۔ شنگرف ۶/ماشہ، روغن کنجد ۹ تولہ، اندازاً شنگرف باریک پیس کر روغن میں ڈال کر کوئی گرم چیز باندھنا۔ اور دوسرا نسخہ روغن کا یہ ہے۔ لوبان آدھ پاؤ موم خالص آدھ سیر، سم الفار یعنی سنکھیا دو تولہ سیماب دو تولہ نمک سانبھر آدھ سیر ترکیب اس کی یہ ہے نمک کوٹ کر ایک مٹکے یعنی ڈھلہ کلاں میں ڈال کر بچھانا۔ اوپر موم زیرہ زیرہ کر کے بچھانا۔ اس پر لوبان کوٹ کر ڈالنا۔ اِس پر سنکھیا اور پارہ کوٹ کر ڈالنا اور دوسرے مٹکے کا منہ ملا کر گل حکمت کرنا اوّل تو گندم کے آٹے میں کپڑا

لت کر کے لگانا بعد خشک ہونے کے کپڑا گل میں لت کر کے لگانا۔ بعد خشک ہونے کے چولہے پر رکھنا ترچھی کہ اوپر کی مٹکی چولہے کے پہلو میں رہے۔ اس میں دو سوراخ نیچے کی جانب وسط میں کرنا۔ اس میں دو چار تنکے گھاس کے رکھنا کہ اس سے روغن آ کر پیالی میں ٹپکے۔ آنچ تیز کرنا ورنہ روغن کم آوے گا۔ اول چند قطرہ پانی کے آئیں گے بعدہٗ تیل آوے گا۔ اس تیل کی مالش کرنا اور تین قطرہ پان پر ڈال کر صبح کو یہی روغن کھلانا۔ اور اگر برداشت ہو تو شام کو بھی تین قطرہ پان میں دینا۔ اس سے گٹھیا والے بھی اکثر اچھے ہوئے۔ اور میں جانتا ہوں کہ یوسف خان کو بھی یہ تیل بنا دینا۔ اور سب لڑکوں بچوں کو اور بڑی لڑکی کو دعا میری جانب کی و بھاوجہ تمھاری کی جانب سے کہنا۔ اور حضرت اور بوبو جعفر خاں چھوٹے خاں گلاب چھکوڑی منشی جی و سب اہل محلّہ کو سلام درجہ بہ درجہ کہنا۔ اور پریسیڈنٹ صاحب کو منجن و سرمہ اب ضرور روانہ کروں گا۔ اور تم جواب جلد لکھنا ورنہ میں بہت افسردہ خاطر رہوں گا۔ اور گزراوقات اب تک بخوبی ہو رہی ہے آیندہ خدا مالک ہے۔ سرمہ وغیرہ تم نے بنایا یا نہیں اور اُس نے کچھ فائدہ کیا یا نہیں اور یہ ہر دو مرض کس کس کو لاحق ہوئے ہیں۔" فقط

راقم الدعا حکیم عبدالکریم خان - ۲۶ / دسمبر ۱۸۸۸ء

☆......☆......☆......☆

(۲۷) یہ خط اجین سے بھیجا گیا۔ ۱۶ / دسمبر ۱۸۸۹ء

برادرِ لختِ جگر مولوی عبدالقادر کان زیدہ اللہ عمرہٗ وقدرہٗ۔ بعد دعائے درازی عمر و اقبال کے معلوم ہو کہ خیریت ہے۔ اللہ کا شکر ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو مع جمیع متعلقین بخیریت رکھ کر ملاوے۔ بھائی میں ذی الحجہ کی گیارہویں تاریخ سے ایسا بیمار ہوا تھا کہ سرِ نو زندگی ہوئی ہے اور عبدالشکور بھی میرے ساتھ بیمار ہوا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ بخار اب اچھا ہے۔ جب سے میں پرتاب گڑھ سے آیا ہوں جب بیمار ہوتا ہوں ایسا ہی ہوتا ہوں دیکھیے کیا...... ہے،

اور مجھے تمھارے خط کے آنے سے صبت صدمہ ہوا تھا اور تمھاری بھاوج بھی اکثر وہ باتیں یاد کر کر بہت رویا کرتی ہیں کہ بھیا تو ایسے نہیں ہیں خیر جب میرا دل ایسا...... ہوگیا کہ میں نے جاورہ کو بھی اپنی بیماری وشگر وغیرہ کا حال نہ لکھا۔ ایک خط جو..... لکھا تو اس میں حال لکھا دیا تھا۔ اور بخیر خیریت کے اور کبھی کچھ نہ لکھوں گا۔ یہ میں نے اب عہد کرلیا ہے کہ کبھی کسی کو اپنا دیگر نہ لکھنا چاہیے ہمارے والد مغفور کا بجز خدا کے کون تھا۔ اور ہم کو رزق ملتا تھا۔ میرے بچوں کا بھی وہ ہی حافظ ہے۔ بفرض غیر ممکن کیوں کر کہ وہ رزاق ہے اگر بچے فاقے سے مر بھی جاویں گے تو میں کسی کو انشاء اللہ تعالیٰ کچھ نہ لکھوں گا۔ فقط نسخہ مرض معلوم بقدر معلوم شکستہ بستہ لکھا۔ مگر اس لفظ سے زیادہ ہم کو تمھاری تشویش ہے کہ زکام بگڑنے میں یہ نوبت پہنچی ہے کہ لکھتے ہیں اللہ کرے گا تو پھر میں لکھوں گا اور خط ہم کو یہ سبب بدل چاہیے۔ مکان پیر کے روز ملا۔ کیوں موچھواڑہ کے مکان کا ایک طرف کا مکان بہ سبب بارش کثیر کے گر گیا اب میں قدیم حویلی جس میں پہلے رہتا تھا اس کا پتہ یہ ہے شہر اجین سبزی منڈی حویلی لالہ بھائی روضہ والا پر پہنچ کر جاورہ والے حکیم عبدالکریم خان کو ملے۔ اب ایک نسخہ جوشاندہ کا لکھتا ہوں۔ اس خط کو دکھتے ہی منگا کر صبح وشام پیا کرنا۔ گاؤزبان ۵ ماشہ، عناب ۱۰ دانہ، سپستان ۲۰ دانہ۔ بہیڑہ ۶ ماشہ، ملہٹی ۶ ماشہ جس کو اصل السوس کہتے ہیں۔ بنفشہ ۶/ماشہ۔ نیلوفر ۶ ماشہ۔ سب اجزاء کو کوٹ کر پاؤ بھر پانی میں جوش دینا جب پون رہ جائے چھان کر شکر اضافہ کر کے پینا۔ اور صبح کو سفل نسخہ کا جورہ جائے اُسے پھر پاؤ بھر پانی میں بھگو دینا۔ وہ شام کو جوش دے کر مل کر چھان کر شکر اضافہ کر کے پینا۔ اور اگر حرارت بھی ہو تو یہ سفوف دو ماشہ ہمراہ جوشاندہ کے استعمال کرنا۔ طباشیر یعنی نبسلوچن ۶/ماشہ، ست گلو ۳ ماشہ، الائچی سفید ۳ ماشہ، یہ تیار کر لینا اور دو ماشہ اس میں سے ہمراہ جوشاندہ کھایا کرنا۔ اور اگر حرارت بالکل نہ ہو اور غلبہ رطوبت کا ہو سات دانہ سیاہ مرچ شام کو توڑ کر (چبا کر) کھالیا کرنا۔ اور

تین چار روز استعمال کر کے جلد اطلاع دینا۔ کیوں کر کہ عقل کا مقتضا دتو فضول ہے۔ لیکن بشریت دل کو بے چین کرتی رہے گی جب تک خط صحت نہ لکھو گے۔ اور میرا آنا تم کو معلوم ہے۔ اس کی کیفیت کیا لکھوں اللہ کو منظوم ہوگا تو دیکھوں گا۔ تمھاری بھاوجہ کی جانب سے دلہن کو بچوں کو سب کو حسب مدارج سلام ودعا۔ اور میری جانب سے مضمون واحد۔ فقط راقم الدعا۔ حکیم عبدالکریم خاں اجین شہر سبزی منڈی حویلی لالہ بھائی روضہ والا۔ متصل مکان لالو قلعی گر مرقوم ۱۶/دسمبر ۱۸۸۹ء

اور بزرگ مدارج دو تین عدد مرغن کر کے کپڑا بھگو کر بھبودل میں دبانا۔ تھوڑے عرصہ میں نکال کر عرق نیمگرم کان میں ڈالنا۔ درد ہو تو افیون ذرا سی عرق میں ملا دینا۔

☆......☆......☆......☆

(۲۸) برادر عزیز عزیز از جان مولوی عبدالقادر خان زید اللہ عمرہٗ وقدرہٗ۔ آمین۔ بعد دعائے ارتقائے عمر و درجات کے معلوم ہو تو بفضل مفضل بہیمال خیریت ہے اور خیریت عزیز مع عزیزان و برخورداران اللہ جل شانہٗ سے نیک خواہاں۔ عزیز من خط تمھارا عین انتظار میں آیا کہ چشم براہ تھا۔ خط کے سننے میں بھاوجہ تمھاری بہت گریاں ہوئیں کہ دیکھو بھیا اپنے پر کتنی محبت رکھتے ہیں۔ باوجودیکہ تم ہمیشہ برا بھلا کہتے رہتے ہو۔ خیر یہ تو ایک بڑا دفتر چاہیے کہ سب مطلب لکھا جاوے۔ لیکن خلاصہ مطلب بھائی یہ ہے کہ میرا جتنا غصہ غالب ہے اتنا ہی غلبہ محبت کا بھی ہے۔ لیکن کیا کروں خدا نے نہیں دیا اس قدر کہ تم کو میری محبت کا حال معلوم ہوتا۔ اور اللہ سے کچھ دور نہیں جو امید میری برلاوے اور تم کو محبت میری کا حال دکھاوے۔ یہ معنی اور ہے جو تم کو اور مجھ کو جدا ہونے نہیں دیتا۔ اور مجھے اپنے میاں کی طرح جو بات یا صدمہ رنج ہوتا ہے۔ دل میں رہتا ہے کسی سے ظاہر نہیں کرتا۔ میاں کو تم نے کبھی بلاوجہ معقول ہنستے بھی دیکھا تھا۔ یا زمانہ کی شکایت رسم دنیا کے طور پر کرتے دیکھا۔ بھلا میں

تو ایسا برتاؤ زن و فرزند و زمانہ سے نہیں کرتا۔ جیسا کہ میاں کرتے تھے۔ اور اللہ نے اُن کی اس طرح گزار دی۔ اور ویسے تو پھر بھی انھیں کا بیٹا ہوں۔ الولد سر لابیہ اگر غصہ ہے تو بیجا نہیں۔ اور بھائی تم جو تحریر کرتے ہو کہ تم یہاں آ جاؤ۔ بھائی تم اپنے برتاؤ کے موافق دلہن کا برتاؤ کہاں کر سکتے ہو۔ اور میرے مزاج کی تم پہلے ہی سے شکایت کرتے ہو۔ بس یہ نبھاؤ کیوں کر ہوگا۔ البتہ بعد جو چند روز کے مکان علیحدہ لیا جاوے تو مضائقہ نہیں یہ تم منظور نہیں کرتے۔ اور حقیقت میں بیجا ہے کہ ساری عمر میں بھائی ملیں اور علیحدہ سخت وقت میں تو تم مدد کرتے ہو اور میں تم کو تکلیف دیتا ہوں اور اس کے موافق تم حق سعادت مندی ادا کرتے ہو تو بس میں وہاں رہا تو کیا اور یہاں رہا تو کیا۔ اب میں عرصہ چہار ماہ سے مع اہل وعیال یہاں آ گیا تھا۔ خدا کے فضل وکرم سے گزر بخوبی یہاں ایسی ہوئی کہ میری زبان نہیں کہ شکر ادا کروں۔ لیکن بہ سبب فضول خرچی کے کچھ ایسے سخت وقت کے واسطے جمع نہ ہو سکا۔ ہاں ایک دفعہ ۷/ روپیہ بابت قرضہ جاورہ کو تو روانہ کر دیے۔ اب عرصہ ایک ماہ سے مریض تو آئے لیکن مفلس اس سبب سے ہاتھ تنگ ہو گیا۔ اور خاندان خسرال میں کوئی اس قابل نہیں تھا کہ دستگیری کرتا تم نے سب کو دیکھا ہے تم سے کیا چھپائیں ہاں کھانے کے سب شریک ہیں اور طرفہ یہ کہ احسان مند بھی نہیں۔ تم نے یہاں بھی دیکھا اور محبت کو بھی دیکھا، مگر کیا کیا جاوے تم جیسے...... مگر یہ شکر ہے خدا کا کہ عالی خاندان ہیں شریف ہیں۔ کوئی ہم تم پر حرف نہیں رکھ سکتا۔ اب میری رائے میں یہ ہے کہ اگر گھر جاتا ہوں تو تین چار روپیہ تو کرایہ میں صرف ہوں گے۔ اور گھر جا کر دوسرے شہر میں جاؤں گا تو خرچ اپنے ہمراہ و گھر میں ہونا چاہیے۔ اور اپنا کرایہ ریل۔ سو یہ اتنے خرچ میں جو تم نے بھیجا ہے ممکن نہیں۔ اس واسطے یہ ارادہ ہے کہ کم وبیش ایک ماہ اس پر گذر کرنا چاہیے اتنے میں کوئی علاج مل گئے تو انشاء اللہ تم کو تکلیف نہیں دوں گا۔ ورنہ اللہ تجھے جیتا رکھے، پھر تو ہی بھیجے گا اور میں کھاؤں گا۔ یا وہاں آ جاؤں

گا۔ یا گھر جا کر بچوں کو چھوڑ کر راجستھان میں تلاش روزگار کروں گا۔ اور اگر یہاں پر کچھ روپیہ زیادہ مل گیا تو بچوں کو تمھارے پاس بھیج کر یا پہنچا کر بمبئی جاؤں گا۔ وہاں کے اکثر بوہرہ لوگوں نے وعدہ کیا ہے کہ اگر وہاں آپ آ جاویں تو ہزار روپیہ سال تو ہم تم کو پیدا کرادیں گے۔ آیندہ قسمت تمھاری ہے۔ اور حقیقت میں بھائی وہ بڑا شہر ہے اور لوگ آسودہ اگر علاج جم جاوے تو بہت منفعت ہوگی۔ آیندہ خدا مالک ہے یا پھر تم جو رائے دو گے وہ کروں گا۔ یقین ہے کہ یہ بات تم پسند کرو گے۔ اور آیندہ اب کیا بندوبست ہوسکتا ہے۔ زیادہ دعا اللہ تم کو زندہ بامراد رکھے۔ بچوں کو سب کو دعا۔ دلہن کو میری جانب اور تمھاری بھاوج کی جانب سے دعا۔ اور تم کو دعا۔ بوبو کو سلام۔ جعفر خاں۔ حضرت گلاب اور سب اہلِ محلّہ کو اور چھوٹے خان اور میہر والے سب کو سلام درجہ بدرجہ قبول ہو۔

راقم الدعا حکیم عبدالکریم خان۔ من مقام اجین۔ موچی دروازہ۔ قریب گوپال مندر۔ اسی پتے سے خط لکھنا۔ اب رنگریز کے مکان سے چلا آیا ہوں موچی واڑہ میں ایک مکان کریاہ سے لیا ہے۔ لہٰذا لکھا گیا۔ اور تمھارے مزاج میں بہ سبب بیماری کے ضعف آ گیا ہے۔ اگر بخل نہ کرو تو بنا کر کھالینا۔ میں نے پہلے ہی سے، کم قیمت کثیر المنعفت لکھا ہے۔ مگر مجھے امید نہیں کہ تم بنا کر کھاؤ گے۔ لیکن لکھتا ہوں کہ شاید دل میں آ جاوے۔ اگر میں ہوتا تو کھلا دیتا۔ کیوں کہ جس دن شکار کو جاتے ہو کہ کمال محنت اور مشقت کا دن ہوتا ہے۔ کہ بیل پر بھی جس دن محنت پڑتی ہے اُس دن گُڑ پھٹکری دیتے ہیں اور تم اس دن چینی کھاتے ہو۔ ہاں اگر کوئی غیر کھلا دے تو مضائقہ نہیں۔ اور یہ بات خلافِ شان ہے۔ اور بھائی ہاتھ پیر میں اور نگاہ میں زور ہوگا تو کماؤ گے اور ممتاز رہو گے۔ ورنہ کوئی کام نہیں آئے گا۔ فقط اجین

۱۸۸۹ء

☆......☆......☆......☆

(۲۹) (یہ خط قبلہ ماموں عبدالمجید خان صاحب کے نام ہے۔ جو طبابت بھی کرتے تھے)

برخوردار نورچشم عبدالمجید خان سرشتہ دار تحصیل لکھنادون ضلع سیونی چھپارا زاداللہ عمرہٗ۔ بعد دعاے ترقی عمرودرجات کے معلوم ہو کہ کارڈ تمھارا وصول ہوا۔ حال معلوم ہوا۔ تم مرض کا مقام اور عروج ونزول نہیں جانتے اور نسخہ بدنام کرتے ہو خیر تمھارے کہنے کے بموجب نسخہ تحریر کرتا ہوں۔ ضیق النفس کے لیے پھل دھتورہ سیاہ ایک نصف خالی کر کے اجوائن خراسانی اور نمک سیاہ اس میں بھر دو۔ اور دودھ مدار کا اس میں ڈال کر لپیٹ کر کپڑوتی کر کے گم بھوبل میں پکالینا کہ پک جاوے جلنے نہ پاوے۔ پھر باریک کر کے گولیاں چنے کے برابر بنا کر ایک گولی شام کو دینا۔ اور صبح کو السی دو تولہ، بادام پانچ عدد کوٹ کر دو تولہ شہد یا زیادہ ڈال کر پاؤ بھر پانی میں پکا کر نیم گرم صبح کو پلانا۔ اللہ شافی ہے۔ مشکل نسخہ ہے۔ تم سے نہ بنے گا۔ امساک کی گولی یہ ہے: اگر لونگ کباب چینی تج قلمی کالی مرچ ہر ایک دس ماشہ زعفران دو ماشہ۔ تخم بالنگو سات ماشہ، پیپل، بابونہ، مروارید ناسفتہ تین تین ماشہ۔ شکر کا قوام کر کے گولیاں چنے کے برابر بنانا۔ اور قبل دو ساعت کھلانا۔ دیگر (ماسک) کشتہ نقرہ یا قلعی ہو۔ اس کے ہموزن افیون جائپھل ملا کر چنے کے برابر گولیاں بنالو۔ اور وقتِ حاجت کھلایا کرو۔ تم کو یہ وقوف نہیں کہ عورت کون سے مزاج کی کو کب تک حیض ہوا کرتا ہے۔ دبلی عورت سفراوی مزاج کے بعد چالیس پینتالیس کے موقوف ہو جاتا ہے۔ تم جسم اور عمر کا حال لکھو گے تم نسخہ لکھوں گا۔ یا تم خود مدارت طمث کا نسخہ کر دے کر علاج کرو۔ اور دیوان صاحب جناب محمد شجاعت خان صاحب بہادر کو جوابِ خط میں تاخیر ہوگئی کہ میں جاورہ میں نہیں تھا۔ دونوں لڑکوں کی تلاش میں گیا تھا۔ مقام مندسور کہ بڑا شہر ہے جاورہ سے قریب چودہ کوس پر ہے۔ وہاں وہ ملے۔ نوکر فوج میں ہیں ان کے سبب سے میں شہر مندسور میں مقیم

ہوں۔ جاورہ سے پانچ آنہ ریل کا کرایہ ہے۔ اب کل پرسوں خط لکھوں گا۔ اس میں چند اسباب عقر کے دریافت کر کے انشاء اللہ تعالیٰ علاج کروں گا۔ اور مقام مرواڑہ سے عبدالجمیل نے خط بھیجا ہے۔ اس کا جواب بھی مع چند نسخوں کے روانہ آج ہی کیا ہے۔ اگر خط روانہ کرو تو یہ پتہ ہے: شہر مندسور۔ علاقہ مہاراجہ صاحب بہادر گوالیار جھنکو پورہ۔ ایلا جی کا چوک۔ نرسنگ مندر کے پاس حکیم عبدالکریم خاں جاورہ والے کو ملے۔

راقم الدعا عبدالکریم خان ۱۷ر جنوری ۱۹۱۲ء

اب ذیل میں چند ایسے نسخے درج کیے جاتے ہیں جو راقم الحروف کو انھیں بزرگوں سے حاصل ہوئے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خشک کھانسی کے لیے: کاکڑا سنگی ۳ ماشہ، منسلوچن ۴ ماشہ، سیاہ مرچ ۱۴ عدد پیپل ۳ ماشہ، گوند ببول ۳ ماشہ، رُبِّ السوس ۴ ماشہ۔ سلارس ۴ ماشہ، سب کو کوٹ پیس کر چنے کے برابر گولیاں بنالیں۔ بہت مفید ہے۔

(یا) ۲-۳ بادام رات کو پانی میں بھگودیں صبح چھیل کر شکر کے ساتھ پیس کر کھلائیں۔

گولی سمیر کی۔ کھانسی اور دمہ کے لیے: افیون ۲ ماشہ، کچلا مدبر ۷ عدد، سیاہ مرچ ۲ تولہ، جائفل ۲ عدد، نبگلہ پان کے چھٹانک بھر عرق میں کھرل کر کے مونگ کے برابر گولیاں بنالیں۔ کچلے کو مدبر کرنے کے لیے لیے طریقے ہیں۔ گھی میں بڑی دیر تک بھونا جائے۔ لیکن اس کا دھواں آنکھوں میں نہ لگے۔ جب چھلکا بالکل جل جائے تو چھلکے کو دور کردیں۔ اور دال کے اندر وہ حصّہ جو بڑھ کر پودا بنتا ہے۔ اس کو بھی دور کردیا جائے۔ اور صرف دال کو پیس لیا جائے۔

نسخہ کھانسی اور سانس پھولنے کے لیے: ریوند چینی تین ماشہ، ایلوا ۳ ماشہ، سہاگا ۳ ماشہ، گھیکوار (یعنی گنوار پاٹھا) کے لعاب سے چنے کے برابر گولیاں بنالیں اور صبح وشام کھلائیں۔

گولی آنند بھیروں کی: تمام بلغمی بیماریاں یعنی تپ بلغمی، زکام، بدہضمی، ہاتھ پاؤں کا درد اور پسینہ وغیرہ کے لیے: بچھناک مدبر، سیاہ مرچ، پیپل، سہاگا، شنگرف، سب ہموزن عرق لیموں میں پانچ گھڑی کھرل کر کے ماش کے برابر گولیاں بنائیں۔ صبح و شام ایک گولی شکر کے ساتھ دیں۔ بعض لوگ اسی نسخہ میں تخم مین پھل، عاقر قرحا، سونٹھ (ہم وزن) بھی ملاتے ہیں۔ اور سات روز تک بنگلہ پان کے عرق میں کھرل کر کے گولیاں بناتے ہیں اور بنگلہ پان کے عرق کے ساتھ دیتے ہیں۔

بچھناک کو مدبر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے ماش کی دال میں خوب پکائیں۔ جب سوئی اس میں چبھنے لگے تو مدبر سمجھیں۔

سوکھی کے دست بند کرنے کے لیے: سونٹھ رات کو پانی میں بھگو دیں۔ صبح پیس کر گھی کے ساتھ ماش کے برابر گولیاں بنالیں۔

چھاجن (اپرس Eczema) کے لیے: ناریل کی نریٹی ۵ سیر کچلا آدھ پاؤ۔ اجوائن آدھ پاؤ، کوٹ کر تیل اس طرح بنائیں سب دوا کو ہانڈی میں بھر دو۔ اس کے نیچے چھوٹا سوراخ کر دو۔ اور سوراخ کے نیچے ایک برتن رکھ دو۔ ایک گڑھا ڈیڑھ ہاتھ چوڑا اور گہرا کھود کر اس میں جنگلی اپلے بھر دو۔ پھر ہانڈی اور برتن رکھ دو اور چاروں طرف سے اپلے بھر دو۔ ہانڈی کو ڈھانک کر ایک کپڑے سے منھ باندھ کر مٹی سے چھاپ دو اور اوپر سے مٹی بھر دو۔ اور آگ لگا دو۔

چھاجن کے لیے: ستیاناسی یعنی پیلے پھول کی کٹائی، سورج نکلنے سے پہلے ایک انچ، دوسرے دن دو انچ اسی طرح نو دن میں نو انچ پھر روز ایک ایک انچ کم کرتے جائیں۔ گھی ۲/ ا پاؤ سے ایک پاؤ تک۔ بہت مقوی بھی ہے۔

بینائی کی کمی کے لیے: کچھوے کا پِتّا سایے میں خشک کرلیں۔ ۳-۴ روز خشک ہوکر پتھر ہوجائے گا۔ رات کو سوتے وقت پانی میں گھس کر لگائیں اور صبح شہد کی سلائی لگائیں بہت مفید ہے۔

کہنہ روغنِ زیتون نزول الماء کے لیے بہت مفید ہے۔ جاؤشیر (گوند) بھی آنکھوں کے لیے بہت مفید ہے۔

حب امر- بخار کے لیے: ایلوا ۶ ماشہ، سہاگا ۶ ماشہ، توتیا ۶ ماشہ، افیون ۶ ماشہ، بکری کے پِتّے کے ساتھ دو تین روز تک کھرل کریں اور ماش کے برابر گولیاں بنالیں۔ صبح شام ایک گولی۔ رات کو پاؤ بھر پانی میں ایک تولہ کاسنی اور ۶ ماشہ سونف بھگودیں۔ صبح کو چھان کر دو تولہ شکر ملا کر گولی کھانے کے بعد پلادیں۔

جریان (دھات) کے لیے: تج ۴ ماشہ۔ موچرس ۴ ماشہ۔ گوند پلاس ۹ تولہ، شکر ۱۸ تولہ، گھی ایک پاؤ۔ سب دوائیں گھی میں بھون کر شکر کے ساتھ پکائیں۔ صبح دو تولہ کھا کر اوپر سے آدھ پاؤ دودھ پی لیں۔ گائے کا دودھ بہتر ہے۔

مقوی: ایک پاؤ چھوارے لے کر ایک سیر گائے کا دودھ میں پکا کر پیس ڈالیں۔ پھر ایک پاؤ نشاستہ اور ایک پاؤ بیسن چنے کا سب کو آدھ سیر گھی اور تین پاؤ شکر کے ساتھ حلوا بنالیں۔ اس حلوے میں ایک پاؤ بادام۔ ایک پاؤ پستہ، ایک پاؤ چرونجی۔ ایک پاؤ چلغوزہ، ایک پاؤ کھوپرا۔ ایک پاؤ اخروٹ بھی ملالیں خوراک ۲ تولہ سے ۴ تولہ تک۔

چورن۔ جی متلایا قبض یا قے ہونے کو بھی مفید ہے۔ سونف ۱ تولہ، سونٹھ ۱ تولہ، بڑی الائچی کے چھلکے ۱ تولہ، پودینہ ۶ ماشہ، کالا نمک ۶ ماشہ، کوٹ چھان کر چورن بنالیں۔ خوراک ۳ ماشہ جس کا ہاضمہ بگڑا ہوا ہو وہ چورن کھا کر لوہے کا بجھا ہوا۔ پانی پی لے۔ ورنہ صرف ٹھنڈے پانی سے بھی مفید ہے۔

پرانے بخار اور قبض کے لیے: چرائتہ، پت پاپڑا، ناگرموتھا، کٹکی، سونٹھ، سب ہم وزن سفوف بنالیں۔ ۳ ماشہ کھا کر گرم پانی پی لیں۔ ہڈی کا بخار نکالتا ہے۔ اور دست صاف لاتا ہے۔

درد معدہ اور قبض کے لیے: ایلوا، مصطگی، عصارۂ ریوند، سب ہم وزن پانی میں پیس کر سیاہ مرچ کے برابر گولیاں بنالیں۔ قبض والے کو ایک گولی اور درد معدہ والے کو دو گولی گرم پانی کے ساتھ دیں۔

ایک سیّاح کا بتایا ہوا نسخۂ بواسیر: ایک مولی کے اندر کا تمام مغز نکال لیں۔ اور اس کی جگہ رسوت خوب بھر دیں۔ پھر تمام مولی کو آٹے سے بند کر دیں۔ اور کم از کم ایک ہفتہ تک نیم کی جڑ کے نیچے دفن کر رکھیں۔ اس کے بعد نکال کر پانی میں خوب جوش دیں۔ ۲-۳ جگہ سوراخ کر دیں۔ حتیٰ کہ مولی وہ بالکل گل جائے۔ اور اس میں رسوت نکل نکل کر پانی کے اوپر پھین بن کر جم جائے اس کو نکال کر چنے کے برابر گولیاں بنالیں۔ صبح شام ایک ایک گولی کھلائیں دو تین دن کے استعمال سے مسّے نکل کر گرنے لگیں گے۔ اور تکلیف بھی ہوگی۔ لیکن کوئی خیال نہ کریں۔ ایک ہفتہ تک ضرور استعمال کرائیں۔ نسخۂ دیگر تین دن دونوں وقت خوب بینگین پکا کر کھلائیں۔ اور دونوں وقت بینگن کھلانے کے بعد تازہ کچا لہسن چند دانے کھلائیں۔ بہت مفید ہے۔

مقوی۔ تخم مکھانا، گھی، ضمغ عربی (گوند) سب ایک ایک سیر کوٹ کر کسی برتن میں رکھ کر چولہے کے قریب دفن کر دیں۔ چالیس روز کے بعد نکال کر ایک تولہ سے پانچ تولہ تک استعمال کریں بہت مفید ہے۔

کافور بھیم سینی بنانے کا طریقہ: ساہ کافور ایک تولہ کوٹ کر ایک مٹی کی کلھیا میں رکھ دیں۔ ۴-۵ سیاہ مرچ کا سفوف اوپر ڈال دیں۔ اور مٹی کا ڈھکن رکھ کر جما دیں۔ پھر نیچے سے آگ دیں۔ وہ کافور ڈھکن میں جم جائے گا۔ بس وہی کافور بھیم سینی ہے۔

نسخہ خنازیر: زنگار مس ۱ تولہ، کتھا گلابی ایک تولہ، رسکپور (مدبر) ۱ تولہ، دانہ الائچی خورد ۱ تولہ، سب کو باریک پیس کر چھان لیں خوراک ایک رتی منقیٰ یا Capsule میں رکھ کر دانتوں اور مسوڑھوں کو بچا کر کھلائیں۔ ورنہ منہ پھول جائے گا۔ صرف صبح استعمال کریں۔ دودھ گھی کا استعمال خوب کریں۔ ۵ دن کھلائیں اور ۵ دن ناغہ کریں۔ زخم پر تھے کا پانی لگائیں۔ جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب (موسیٰ زئی شریف) نے یہ نسخہ بتایا ہے۔

معجون ماسک البول۔ کہربائے شمعی ۹ ماشہ، پوست ہلیلہ کابلی ۹ ماشہ، ہلیلۂ سیاہ ۹ ماشہ، تینوں کو پیس کر گھی میں چرب کر لیں اور کتھا سفید ۶ ماشہ فشار کندر ۶ ماشہ، شہدانج ۴ ماشہ، حب الآس ۴ ماشہ، ثعلب مصری ۴ ماشہ، باریک پیس کر چھان لیں۔ اور ۲۲ تولہ مویز منقیٰ باریک پیس کر عرقِ گلاب میں اتنا پکائیں کہ غلیظ ہو جائے۔ خوراک ۷ ماشہ عرقِ انناس کے ساتھ استعمال کرائیں۔

بواسیر کے لیے: زرد پھول والا گیندا (پورا پودا) لے کر کوٹ ڈالیں۔ ایک یا دو پودوں سے اتنا عرق نکالا جائے کہ مٹھی چاول اس میں پک سکیں۔ صرف عرق میں وہ چانول پکائے جائیں۔ اور مریض کو دونوں وقت صرف وہی چانول کھلائے جائیں۔ اکثر

ایک دن کا علاج بفضلہٖ تعالیٰ کافی ہوتا ہے۔

گولیاں برائے ہضم طعام ۔ پوست ہلیلہ زرد۔ آملہ، بلیلہ۔ سیاہ مرچ سونٹھ، لوگ، اجوائن، سفید زیرہ، سیاہ زیرہ، (پلاؤ والا) ہر ایک ٦ ماشہ لاہوری نمک، سیاہ نمک ڈیڑھ ڈیڑھ تولہ، سناء ٦ تولہ، انار دانہ ترش ا تولہ، سب کو عرق لیموں میں پیس لیں اور بیر کے برابر گولیاں بنالیں۔ بہت مفید ہیں۔ (یہ گولیاں ماموں مولوی عبدالمجید خاں صاحب کے معمول میں تھیں۔)

برائے قبض دائمی: صبر سقوطری ١٨/ماشہ، ہلیلہ زرد ٢٢ ماشہ، ہلیلہ کابلی ٢٢ ماشہ، سنبل الطیب ١٣ ماشہ، مصطگی ١٣ ماشہ، زنجبیل ٩ ماشہ، نمک ہندی ٩ ماشہ، سب کو پیس لیں۔ ٦ ماشہ کھانے سے پہلے اور ٦ ماشہ کھانے کے بعد کھایا کریں۔

گیروبٹی: برائے ہضم طعام و بدہضمی و درد معدہ سہاگا بریاں۔ جوا کھار زنجبیل، ہر ایک ۴ تولہ، نمک سیاہ، نمک دریائے شور، نمک لاہوری، نمک سانبھر، بنکڑ کھار ہر ایک ٣ تولہ۔ گندھک بدبّر ایک تولہ، سب اجزاء کو سہجنے کے پھولوں کے عرق میں یا عرق لیموں میں ایک پہر حل کر کے جنگلی بیر کے برابر گولیاں بنالیں۔

(گندھک کو پگھلا کر کچے دودھ میں ڈال دیں مدبر ہو جائے گا)

برائے قبض دائمی: سونف ٦ ماشہ، انیسون ٦ ماشہ، گل بنفشہ ایک تولہ پوست ہلیلہ زرد ٢ تولہ، کشمش ٢ تولہ، سناء مکی ۴ تولہ، گلقند ۴ تولہ، ترنجبین ۴ تولہ، لونگ ٢ ماشہ، نسوت (تربد) ٢ تولہ، سونٹھ ا تولہ، سب اجزاء کو کوٹ پیس لیں کشمش اور گلقند بعد میں شامل کریں۔ گولیاں یا معجون بنالیں خوراک ٩ ماشہ سوتے وقت پاؤ بھر دودھ کے ساتھ۔

معجون برائے درد معدہ واشتہا: طباشیر ڈیڑھ تولہ، پودینہ خشک ۱۱ماشہ، دانہ الائچی خورد ۱۱ماشہ، پوست ترنج ۱۱ماشہ، پوست بیرونِ پستہ، ۱۱ماشہ، زرشک ڈیڑھ تولہ ساذج ہندی یعنی تیزپات ۱۱ماشتہ، سنگترے کا چھلکا، سعد کوفی یعنی ناگرموتھا ۱۱ماشہ، مصطگی ڈیڑھ تولہ، اگرغرتی ڈیڑھ تولہ گل سرخ ۱۱ماشہ، مرچ سیاہ ۴ماشہ، لونگ ۲ماشہ آملہ مربا ۲۴دانہ ہلیلہ مربا ۱۲دانہ۔ بہی مربا ۴دانہ، عرق گلاب ۲/۱سیر، عرق کیوڑا ۱-۲/۱سیر، شربت انار شیریں ۲/۱سیر۔ شربت انار ترش ۲/۱سیر، عرقِ لیموں کاغذی ۹تولہ، عرق بجورہ (لمبانیبو) ۷ تولہ شکر ۱سیر، سب کو پکالیں سونے کے ورق ملادیں تو بہتر ہے خوراک ۲تولہ۔

زنجک چورن: سیاہ مرچ پیپل سیاہ نمک سجی نمک، نوشادر بریاں سہاگا بریاں، سب کو ہم وزن گرم پانی کے ساتھ کھائیں تو قبض رفع کرتا ہے اور سرد پانی کے ساتھ کھائیں تو اسہال کو بھی روکتا ہے۔

گولی کاسرالریاح: آکھ کی کلیاں سایے میں خشک کرلیں۔ اوران کے ہم وزن نمک سیاہ اور نصف وزن سیاہ مرچ ملائیں۔ تینوں اجزاء عرق لیموں کے ساتھ پیس لیں۔ اور جنگلی بیر کے برابر گولیاں بنالیں۔

چورن خوش ذائقہ: موسوم لڑکوں والا چورن: سونف ۸تولہ، اجوائن ۴تولہ، زرچوب ۴تولہ، نوشادر ۴تولہ، سہاگا ۴تولہ، نمک سیاہ ۴تولہ پیس کر عرقِ لیموں میں خشک کرلیں بچے کو چٹکی بھر، ماں کے دودھ کے ساتھ، بڑوں کو ۴ماشہ یہ چورن ہر قسم کے پانی کی مدافعت کرتا ہے۔ کھانا کھانے کے دو گھنٹے بعد کھائیں۔

چورن: سونف سونٹھ، اجوائن، پودینہ خشک، الائچی خورد، زیرہ سیاہ نمک سیاہ، ہم

سب ہم وزن۔

چورن: جوا کھار، ترب کھار، قلمی شورہ، ست لیموں، نوشادر، الگ الگ پیس کر شامل کرلیں۔ اکٹھا پینے سے پانی ہو جاتا ہے۔ خوراک ۳ رتی بہت تیز چورن ہے سب کچھ ہضم کر دیتا ہے۔

برائے ہیضہ: پودینہ، نمک سیاہ، مرچ سیاح، اجوائن، آکھ کی کلیاں، ہر ایک ۲ تولہ، نیم کے پھول ٦ ماشہ چھوٹی الائچی ۳ ماشہ نوشادر ۴ تولہ، نوشاعر کو پانی میں پکالیں۔ سب اجزء کو سرکے میں پیس کر جنگلی بیر کے برابر گولیاں بنالیں۔ دہی یا املی کے پانی یا عرق لیموں کے ساتھ ایک ایک گولی ہیضے کے مریض کو دیں۔ قبلہ نانا مولانا عبدالقادر خان صاحب مرحوم نے لکھا ہے کہ کسی مریض کو تین گولیوں سے زیادہ دینے کی ضرورت نہیں پڑی۔ باؤ گولہ اور باؤ سوں کے مریض کو خالی گولی دینا کافی ہے۔

نسخہ سنگرہنی: لونگ، افیون، موچرس، جائفل (جاپھل) ہر ایک ۳ ماشہ، سب اجزاء کو اکاغذی لیموں کے عرق مین کھرل کر کے گھنگچی کے برابر گولیاں بنالیں۔ گاے کے گھی کے ساتھ صبح شام دیں۔ بچوں کو نصف گولی۔

نمک سلیمانی، نوشادر ۲/۱ پاؤ (تین مرتبہ پکائیں) فلفل گرد ۵ تولہ، سونٹھ ۲ تولہ، نمک سیاہ، ٦ ماشہ، نمک لاہوری ٦ ماشہ، جوا کھار ٦ ماشہ سجی نمک ٦ ماشہ، نمک سانبھر ٦ ماشہ، سب کو پیس کر ملالیں۔

تیل وجع مفاصل کے لیے: تخم دھتورہ ایک چھٹانک پیس کر ایک چھٹانک پارہ میں ملالیں۔ اور ہر روز ایک تولہ سیاہ تلی کے تیل میں کھرل کریں۔ ۲۱ روز میں اس طرح ۲۱ تولہ تیل کھرل کرلیں۔ جس جگہ یہ تیل لگایا جائے گا۔ انشاء اللہ بہت جلد بلکہ فوراً

آرام ہوگا۔ طلا کے لیے بھی بہت مفید ہے۔

باری کے بخار کے لیے۔ آکھ (اکوا یعنی مدار) ڈھائی کونپل پان میں رکھ کر باری آنے سے ایک گھنٹا پہلے دیدیں۔ اکثر ایک ہی مرتبہ میں شفا ہو جاتی ہے۔ احتیاطاً دو تین باری اسی طرح کھلا دیں۔

موسمی بخار: خصوصاً ملیریا بخار کے لیے: مغز کرنجوہ ایک تولہ، سیاہ مرچ، زیرہ سفید، برگ ببول، برگ تلسی، پیپل، ہلیلہ زرد، ست گلو ہر ایک ۶ ماشہ، پھٹکری بریاں ۳ ماشہ، سب کو پیس کر چنے کے برابر گولیاں بنالیں۔ دو دو گولیاں دن میں تین مرتبہ استعمال کرائیں۔

کثرت طمث: عورتوں کو زیادہ دن اور زیادہ مقدار میں تکلیف رہتی ہو تو یہ دوا انشاء اللہ مفید ثابت ہوتی۔ مرغی کے انڈوں کا چھلکا جلا ہوا۔ مصطگی رومی سفید، دونوں ایک ایک تولہ سفوف کر کے علی الصباح تازہ پانی سے استعمال کرائیں۔

کشتہ ابرک: لکرونده کی پتی کی لبدی اور عرق میں ابرک تراشیدہ ڈال کر آنچ دیں تو کشتہ تیار ہو جاتا ہے۔

بواسیر ہر قسم (۱): موم، انبہ ہلدی ہم وزن جنگلی بیر کے برابر گولیاں بنالیں۔ باسی پانی کے ساتھ ایک گولی دیں۔ (۲) زمین قند (سورن) کا سالن یا اچار ہر روز صبح نہار منھ ایک قاش کھائیں۔ یا ہر صبح اسے پیس کر سرد پانی کے ساتھ کھالیں بہت مفید ہے۔

بواسیر خونی کے لیے: (۱) گائے کا دہی ایک پاؤ مین سڑا ہوا ناریل (لیکن پوری طرح سڑا ہوا نہ ہو) گھس گھس کر پالائی جیسا کرلیں۔ ایک چمچے سے تین چمچے تک کھلادیں۔ اگر زیادہ پرانی بواسیر ہو۔ ۱۵......۲۰ روز تک گرم چیزوں سے پرہیز کریں۔ (۲)

کنگھی بوٹی کی پتیاں اور سیاہ مرچ ملا کر جنگلی بیر کے برابر گولیاں بنالیں۔ صبح شام ایک ایک
گولی۔

خشک دمہ کے لیے: ثعلب مصری، بہمن سفید، مصری ہر ایک ۶ تولہ، سب کو
سوا سیر پانی میں پکائیں۔ جب قریب ایک پاؤ رہ جائے تو چھان کر پلائیں۔ (مٹی کے
کورے برتن میں پکائیں) تین ماہ تک تیل اور ترشی سے پرہیز۔

وہ نزلہ جو حلق پر گرے۔ ہلدی، شکر، گھی ہر ایک ۳ تولہ پہلے ہلدی کو پیس کر گھی میں
بھون ڈالیں۔ جب خوشبو آنے لگے تو آگ پر سے ہٹالیں اور شکر ملادیں۔ آدھا تولہ
کھائیں۔

شدید کھانسی کے لیے: بنسلوچن، ست گلو، ملہٹی، فلفل دراز، فلفل گرد، کاکڑا
سنگی، سب برابر پیس کر شہد کے ساتھ چٹائیں۔

خارش کے لیے: رال باریک پیس کر تھوڑا اکٹھا شامل کر کے تل کے تیل میں
ملائیں۔ پھر پانی میں دھولیں۔ اور ضماد کریں۔

اسہال اور سنگرہنی تک کے لیے مفید ہے۔ ہلیلہ سیاہ، سونٹھ، سونف، ایک ایک تولہ
مائیں خود مائیں کلاں نو نو ماشہ، مازو تین عدد، پوست خشخاش ۹ ماشہ۔ اسپغول مسلم ۳ تولہ،
رال، زیرہ، گوند ببول، ایک ایک تولہ، اوّل سونٹھ دو دن پانی میں بھگودیں۔ پھر ہلیلہ کو گھی میں
ڈال بھون لیں کہ آدھا کچا رہے۔ پھر پوست بھون لیں۔ سوائے اسپغول کے سب دوا کو
کوٹ چھان کر شکر برابر ڈال کر ایک کفِ دست ہمراہ ریشہ خطمی صبح کھلائیں۔

سفوف مشتہی بہت مجرب ہے۔ فلفل سیاہ۔ زیرہ سفید۔ بادیان، گل سرخ، آملہ،
منقیٰ، ہر ایک چار چار ماشہ کشنیز خشک زنجبیل لونگ ہر ایک ۶-۶ ماشہ پوست ترنج ۸ ماشہ۔

نمک لاہوری ڈیڑھ تولہ نمک سیاہ ایک تولہ نمک ہندی ۸ ماشہ۔ چوک ترش ۴ تولہ، سب کوٹ کر ۸ عدد لیموں کے عرق میں تر کر کے خشک کر لیں.......... کھانے کے بعد ۳ ماشہ کھائیں۔

قوت کے لیے سفید درخت ڈھاک (پلاس) اگر مل جائے تو اس کے بیج پھول اور چھال استعمال کرنا بے حد مفید ہے۔

سیلانِ رحم کے لیے: شقاقل مصری۔ ثعلب مصری، چلیا گوند ہر ایک ۲ تولہ موچرس۔ گل پستہ، گل انبہ ہر ایک ا تولہ مصری ۹ تولہ۔ خوراک ۶ ماشہ، ایک چھٹانک پانی اور آدھ پاؤ دودھ میں صبح شام استعمال کریں۔

ریاح و درد شکم اور قبض کے لیے بہت مفید ہے۔ فلفل سیاہ فلفل سفید اجوائن دیسی، اجمود، زیرہ سفید، سہاگا بریاں، مصطگی رومی، انار دانہ، انیسوں پودینہ خشک، خارخسک، الائچی خورد ہر ایک ا تولہ، نمک سانبھر، نمک لاہوری، دو دو تولہ، نوشادر ۳ تولہ، ست لیموا تولہ، حلتیت اصلی ۶ ماشہ، پیپرمنٹ ۶ ماشہ کوٹ چھان کر بوتل میں رکھیں۔ خوراک ۳ ماشہ۔

معدہ کے ہر مریض کے لیے: سونف، سونٹھ، اجوائن، سیاہ مرچ، پودینہ خشک، سہاگا خام، نمک دیسی، نمک سونچر دو دو تولہ، مکھ پیپل، دارچینی، ایک ایک تولہ، نوشادر ۱۲ تولہ۔ پیر کرر کھ لیں۔

استسقاء کے لیے: پتے کے دونے میں زقوم (تھوہڑ کا دودھ جمع کریں۔ اور تھوڑا سا معدہ اس میں گوندھیں۔ دو دو ماشے کی چند ٹکیاں بنا کر آگ پر پکائیں۔ ایک ٹکیہ نہار منھ کھلا کر گرم پانی پلائیں۔ دیگر کنگھی بوٹی کی ۷ پتیاں اور ۷ کالی مرچ دن میں کئی مرتبہ پیس کر پلائیں۔ کسوندی کی پتیاں بھی اس طرح پلائیں۔

انفلوئنزا کے لیے: اجوائن خراسانی ۶ ماشہ، دارچینی ۶ ماشہ، پودینہ خشک ۲

ماشہ، لونگ ۲ عدد، سب کو ایک سیر پانی میں جوش دیں۔ جب نصف رہ جائے تو دن میں ۳-۴ مرتبہ پلائیں۔ دیگر: گاؤزبان ۳ ماشہ، گل گاؤزبان ۳ ماشہ، ابریشم خام مقرض ۳ ماشہ، عناب ۵ عدد، دارچینی ایک ماشہ، مصری دو تولہ سب کو چائے کی طرح پکا کر پلائیں۔

ہلیلہ کا استعمال جو تندرستی کے لیے کایا کلپ ہے: ہلیلہ سیاہ ۴ ماشہ، مئی جون میں ۴ ۵ ماشہ گڑ کے ساتھ۔ جولائی اگست میں ایک ماشہ نمک لاہوری کے ساتھ، ستمبر اکتوبر میں ۴ ماشہ شکر کے ساتھ، نومبر دسمبر میں ایک ماشہ سونٹھ کے ساتھ، جنوری فروری میں ایک ماشہ پیپل کے ساتھ، مارچ اپریل میں ۴ ماشہ شہد کے ساتھ سوتے وقت کھالیا کریں صبح کھل کر اجابت ہوگی۔ بہتر ہے کہ ہلیلہ کو پہلے گھی میں تر کرلیں۔

(اب ایسے نسخے درج کیے جاتے ہیں جو اسلافِ کرام کی اردو اور فارسی بیاضوں اور تحریروں میں تھے۔

امراض سر و دماغ

برائے درد سر: برگ نیم قدرے۔ مرچ سیاہ چند عدد ہر دو را سائیدہ در پارچہ داشتہ قدرے آب گرفتہ بر پیشانی بمالد دیک یک قطرہ در بینی باندازد بحکم خدا شفا یابد۔

برائے درد شقیقہ: سمندر پھل پانی میں گھس کر دو قطرے بوقت صبح ناک میں ٹپکائیں اور مریض اس کو دماغ میں کھینچ لے۔ کواہ مخالف یا موافق سمت ہو انشاء اللہ درد کو آرام ہوگا۔ دیگر آکھ (مدار) کے پتے کر عرق نکالیں اور ناک میں ٹپکائیں چھینک آ کر انشاء اللہ شقیقہ دور ہو جائے گا۔

برائے درد سر بلغمی: عرقِ ادراک میں قدرے گیرو گھس کر پلا دیں اور سلائی سے ایک ایک سلائی آنکھ میں لگا دیں۔ تیزی تو بہت ہوگی مگر درد انشاء اللہ تعالیٰ فوراً جاتا رہے گا۔

درد سر: کہ سبب آن نہ اند کہ چیست۔ مرمکی را با سرکہ مالیدہ بر صدغین طلا کند:۔

برائے سرسام۔ مرغ کا پیٹ چاک کر کے آلائش صاف کریں اور گرم گرم مریض کے سر پر باندھیں بہت مفید ہوگا۔ ایضاً: جو کا آٹا، رسوت، زعفران، انڈے کی سفیدی میں ملا کر تالو کے بال صاف کر کے پٹی میں لگا کر پٹی تالو پر رکھیں بہت مفید ہے۔

برائے گنج: سہاگا بریاں ۱تولہ، کمیلا۲تولہ دونوں کو باہم خوب باریک کرکے تہائی چوتھائی دھلا ہوا گھی ملا کر استعمال کریں۔ دیگر تلّی کے تیل میں قدرے کافور ملا کر مقام ماؤف کو کھرچ کر لگادیں۔ دیگر مردے کی ہڈی پیس کر شہد میں ملا کر گنجے کے سر پر لگائیں جلد بال نکلیں گے۔

امراض گوش

برائے دفع ریم از گوش طفل: پھٹکری بریاں، خرمہرہ زرد سوختہ ہر دو را باریک سائیدہ در گوش مزرور نمایندہ۔ اوّل شہد و عرقِ برگِ نیم در گوش چکانند۔

برائے درد گوش: افسنتین ایک گھاس کا پھول ہے گرم کرکے اس کا عرق کان میں ٹپکائیں۔ ہر روز ۳-۴ مرتبہ

برائے در گوش بے نظیر است دورم اندرونِ گوش رادفع کند: سفیدۂ تخم مرغ و روغن گل آمیختہ در گوش چکانند۔

برائے درد گوش در ریح کہ در گوش حادث شود۔ برگ آکھ زرد از روغن چرب کردہ بر آتش گرم کنند و عرق در گوش چکانند۔

امراض بینی

نسخہ پینس: (یعنی ناک کے زخم اور بدبو کے لیے) پیلے پھول کی کٹائی کی پتّی کا عرق اور کافور ملا کر سات روز تک ناک میں ٹپکائیں۔ اس کے بعد گائے کے گھی میں بادام جلا کر وہ گھی ناک میں لگائیں۔

امراض چشم

برائے جالا و دھند: جست ۱ تولہ لوہے کی کراہی میں ڈال کر چولہے پر رکھیں۔آنچ بیری کی لکڑی کی دیں۔سیاہ مرچ آدھ چھٹانک باریک پیس کر اس جست پر تھوڑی تھوڑی ڈالتے جائیں اور نیم کے ڈنڈے سے گھستے جائیں۔جب مرچین تمام ختم ہوجائیں نیچے اتار کر مزید کپڑے میں چھان کر بطور سرمہ کے نیم کی سلائی سے آنکھوں میں لگائیں۔انشاءاللہ تعالیٰ شفا ہوگی۔

برائے درد چشم: لودھ پٹھانی، زیرہ سفید۔پھٹکری، انبہ ہلدی، کافور، عرق لیموں، سب ادویہ کو کوٹ چھان کر پوٹلی بنا کر استعمال کریں۔

رتوندی: پیاز کا عرق آنکھ میں لگائیں انشاءاللہ تعالیٰ شفاء ہوگی۔فرق نہیں۔

سرمہ برائے دھند، جالا، پھولی:۔صدفِ گوہر ۱ تولہ جست سوختہ ۲ تولہ، سمندر پھل ۹ ماشہ، نمک لاہوری ۴ ماشہ، پھٹکری ۶ ماشہ، درکھرل دوازدہ پاس سائیدہ سرمہ تیار کردو نگاہ دارند۔

برائے شب کوری (رتوندی) پیخالِ مگس (مکھی کی بیٹ) صابن، ہر دو بوزن، چہار سرخ بہ آب سائیدہ روز در چشم کشند۔

کحل مقوی چشم و نافع امراض آن و مزید روشنی معمول است۔فلفل شانزدہ ۱۶ اعدد۔دار فلفل ہشت عدد، غنچہ یاسمین پنجاہ عدد۔گل کنجد ہشتاد عدد باریک نمودہ بکار برند۔

کحل برائے تقویت بصر و جذب رطوبت و بقایا در و دسبل نفع بسیار مشاہدہ نمودہ شد۔سرمۂ اصفہانی ۲ تولہ مروارید سائیدہ ۶ ماشہ بسد ۴ ماشہ شادنج عدسی مغسول ۴ ماشہ سنگ بصری ۶ ماشہ اودویہ علیحدہ علیحدہ باریک نمودہ عرق گلاب خوب حل ساختہ بکار برند۔

برائے امراض چشم مجرب: افیون زاج سفید عرق لیموں کاغذی میں خوب پکائیں جب گھاڑھا ہو جائے اتار کر قدرے طویل گولیاں (مثل سلائی) بنا کر استعمال کریں۔

برائے شبکوری: میل نلی حقہ کہ زیر حلیم باشد آن را گرفتہ برابر روغن گاؤ آمیختہ در ظرف جست خالص سائیدہ در چشم از میل تا یک ہفتہ بکشند مجرب است۔

آشوب چشم: (آنکھ آنے کی دوا) پھٹکری ا تولہ کو کرچھے میں لے کر پکائیں جب قریب پکنے کے ہو جائے تو افیون ۲ ماشہ ملا دیں پھر پیس کر رکھ لیں اور استعمال کریں

آنکھ کے روہوں کے واسطے: پھول کا جل ۳ ماشہ دانہ الائچی ۱۰ دانہ برگ نیب ۳ عدد۔ افیون کے برابر۔ ان سب کو عرق مکو میں لوہے کی کڑائی میں حل کر کے خشک کر کے آنکھ میں لگائیں۔

امراض دندان

برائے درد دندان: مروار سنگ ۶ ماشہ، پھٹکری ۳ ماشہ ہر دو را خام سائیدہ بوقت خفتن بر دندان مالیدہ بخسپند انشاء اللہ تعالیٰ دز ود دفع خواہد شد۔

بہت عمدہ منجن: نمک سیاہ مرچ۔ سفید کتھا، بھنی ہوئی چھالیا۔ مصطگی رومی، پھٹکری بریاں، سب ہموزن۔ نہایت مفید ہے۔ دانت ہلتے ہوئے جم جاتے ہیں۔

درد دندان: ہر طرف کہ باشد در گوشِ آن طرف عرقِ برگ دھتورہ سیاہ دو سہ قطرہ چکانند فی الفور ساکن گردد۔

منجن سرخ (برائے بھابی صاحبہ) مجیٹھ ا تولہ، مازو ا تولہ، کسیس ا تولہ، گیرو ا تولہ، نیلہ تھوتھا بریاں ۲ ماشہ، سیاہ مرچ ا تولہ، عاقر قرحا ۴ ماشہ جملہ امراض دندان کو مفید ہے اور دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔

منجن برائے اکوی صاحب: بلا در سوختہ ۴ عدد، چھالیہ سوختہ ۷ عدد، خاکستر چوب جامن ا تولہ، تخم سرس ۶ ماشہ، مصطگی ۴ ماشہ گل دیگ دان یک تولہ، سنگجراحت ۹ ماشہ، فلفل سیاہ ۳ ماشہ، نمک سانبھر ۶ ماشہ، نوشادر ۶ ماشہ پھٹکری بریاں ۶ ماشہ توتیا بریاں ۴ ماشہ، سونا مکھی ۶ ماشہ، الائچی سفید ۶ ماشہ، گل سرخ ۶ ماشہ، مازوی سبز سوختہ ۶ ماشہ، سب اجزاء بدستور پیس کر منجن بنائیں۔

منجن: سونٹھ ا تولہ، مازو پھل ۴ عدد، لاہوری نمک ۲ تولہ گیرو ایک پاؤ تمبا کو پتے دو عدد منجن تیار کریں۔

برائے استحکام دندان متحرکہ وتسکین درد آن۔ مضمضہ کردن بہ آب مطبوخِ جائفل مفید است۔

منجن: ترپھلا، ترکٹا، چاروں نون، بتنگ
دانت بجر ہو جائیں مزز و پھل کے سنگ

امراض حلق وزبان

بحۃ الصوت (یعنی گلا بیٹھنے کے لیے) پوست خشخاش، اجوائن، ہموزن جوش دے کر غرارہ کرنا چاہیے۔

برائے لکنت: عاقر قرحاج برائے لکنت زبان مفید ہے۔ ہر وقت درد دہن بدارند۔ نیز وج ترکی ہم در دہن داشتن مفید است۔

امراضِ قلب وریہ

برائے تقویت وحرارت قلب: آملہ خشک، کشنیز خشک، گاؤزبان ہر واحد ۲ تولہ، صندل سفید ا تولہ، گل سرخ ٦ ماشہ، نبات ہم چند، دواؤں کو پانی میں جوش دے کر مل کر چھان لیں۔ اور شکر ملا کر قوام کر لیں۔ ۲ تولہ ہمراہ آب صبح نہار منہ۔

برائے تسکین قلب وجودتِ ذہن۔ کف دریائے کھلانے سے عقل تیز ہوتی اور قلب کو تسکین ہوتی ہے۔

برائے تقویت وتسکین قلب: عرق کیوڑا ۱۰ تولہ، منقیٰ ۱۰ دانہ، تخم بالنگا ٦ ماشہ، مصری ۲ تولہ، شام کو عرق کیوڑا میں منقیٰ بھگو دیں۔ صبح بقیہ چیزیں ملا کر کھلائیں۔

برائے دمہ کھانسی۔ ادرک تریک تولہ قند سیاہ یک تولہ سائیدہ شربت نمودہ بوقت خواب بند شد انشاء اللہ تعالیٰ صحت خواہد یافت۔

برائے سرفہ ہر قسم: شکر تیغال، رب السوس، تخم دھتورہ، عاقر قرحا، کاکڑا سنگی ہر واحد یک تولہ، افیون ۸ ماشہ، در عرق برگ گھونگچی حب برابر فلفل گرد بندند۔ برائے سرفہ خشک ہمرہ آپ و برائے سرفہ تر ہمراہ مرچ سیاہ یک حب۔

بلغم کے دفع کرنے میں بے مثل ہے: کائپھل، سونٹھ، پھکر مول، کاکڑا سنگی، وار فلفل، مساوی انورن، خوراک ایک دام (تقریباً ۳ ماشہ) تک شہد میں ملا کر دیں۔

حب نافع سرفہ اطفال: کہ از شدت آن قے کند۔ ونافع خوب باش رند،

نشاستہ اصل السوس، ضمغ عربی، کتیرا، مغز بادام، دانہ خشخاش سفید، افیون مساوی، الوزن حب بقدر نخود بندند بلعاب بیدانہ یک حب بخورند۔

خشک کھانسی کے لیے: کاکڑ اسنگی ۳ ماشہ، بنسلوچن ۴ ماشہ، سیاہ مرچ ۱۴ عدد پیپل ۳ ماشہ، گوند ببول ۳ ماشہ، سلارش ۴ ماشہ، رب السوس ۴ ماشہ، سب کو کوٹ پیس کر چنے کے برابر گولیاں بنائیں بہت مفید ہے۔

کھانسی اور سانس پھولنے کے لیے: ریوند چینی ۳ ماشہ، ایلوا ۳ ماشہ، سہاگا ۳ ماشہ، لعاب گھیکوار سے چنے کے برابر گولیاں بنائیں اور صبح شام کھلائیں۔

نزلہ کھانسی اور دمہ تک کے لیے مفید ہے۔ افیون ۲ ماشہ، کچلہ مدبر ۷ عدد، کالی مرچ ۲ تولہ جائفل ۲ عدد، بنگلہ پان کے عرق ایک چھٹانک میں کھرل کر کے مونگ کے برابر گولیاں بنائیں۔ ایک گولی بنگلہ پان میں رکھ کر تھوڑا بنسلوچن رکھ کر کھانا چاہیے۔

موتی جھرا اولاے کی کھانسی کے لیے صدری مجرب نسخہ:- ایک امرود کو چاک کر کے اس کے اندر نمک بھر کر نرم آگ پر بھونیں۔ اور کھلائیں انشاء اللہ بہت جلد آرام ہوگا۔

برائے سعال بسیار مجرب است:- بادیان بریاں، تخم خشخاش بریاں باریک سائیدہ ۶ ماشہ استعمال کنندہ۔ دیگر ہڑتال بقدر دانہ ار درروز بخورند۔

خشک و تر کھانسی کے لیے: ایک چھوارے سے گٹھلی نکال کر اس کے اندر تین سیاہ مرچ اور تین لونگیں گلدار رکھیں اور اس چھوارے کو ارنڈے کے پتے میں لپیٹ کر مٹی کے برتن میں رکھ کر برتن کا منہ مٹی سے بند کر کے جلا دیں۔ پھر چھوارے کو پتے وغیرہ

کے ساتھ پیس کر رکھ لیں۔ تھوڑا تھوڑا استعمال کرائیں۔

نمونیا

برائے درد پسلی: کبوتر کی بیٹ قند سرخ میں ملا کر گولی بنا کر نگلوا دیں انشاء اللہ شفاء ہوگی۔

برائے نمونیا، درد پسلی وغیرہ: ملہٹی، سونف، کو کی پتی یا دانہ، بنفشہ ہر واحد ۴ ماشہ عناب، ۶ دانہ آدھ سیر پانی میں پکائیں جب نصف رہ جائے تو اتار کر چھان کر ۲ تولہ شکر یا شہد ملا کر گرم گرم پلائیں۔

ایضاً برائے نمونیہ: کالی مرچ ۲۱ عدد، چوکر گھونگا ایک پیسہ بھر (۶ ماشہ) میتھی ایک پیسہ بھر آدھ پاؤ پانی میں پکائیں۔ جب نصف رہ جائے تو ایک تولہ شہد ملا کر پلائیں۔

برائے نمونیہ درد پسلی بخار وغیرہ: ملہٹی، میتھی، ارنڈی کی جڑ کا چھلکا، سونٹھ ہر واحد ۴ ماشہ، کالی مرچ ۲ ماشہ، پاؤ بھر پانی میں پکائیں جب آدھا رہ جائے تو ایک تولہ شہد ملا کر پلائیں۔ اس دوا کو دوبارہ پکا کر استعمال کرا سکتے ہیں۔

نمونیا کے لیے بہت مفید ہے۔ جو کہ آٹے کو شہد میں ملا کر چنے کے برابر گولیاں بنائیں۔ اور صبح دوپہر شام کو ایک ایک گولی دیں اور اگر تکلیف میں دو دو گولیاں دیں انشاء اللہ فوراً آرام ہوگا۔

برائے درد پسلی:- اگر کسے را درد و را ضلاح حادث شود زنجبیل وج ترکی در آب سائیدہ طلا نماید و از آتش پا چک تکمید کند فی الفور درد دفع شود۔

ڈبہ اطفال:- بچوں کی پسلیوں میں گڑھا پڑ جانا۔ بچوں کا نمونیا۔ توتیاء سہاگا

دونوں برابر لے کر بکری کے دودھ میں حل کر رائی کے برابر گولیاں بنائیں۔ ماں کے دودھ میں ایک ایک گولی گھس کر دن میں ۲-۳ مرتبہ دیں۔ دست یا قے ہر کر شفا ہوگی۔ انشاء اللہ دیگر بہن آگ پر جلا کر کوئلہ بنائیں اور دودھ میں پیس کر دیدیں۔ انشاء اللہ فوراً شفا ہوگی۔

دق الاطفال سوکھے کا مرض

بسکھپرا ایک بوٹی ہے۔ اس کو گھس کر ۲-۳ سیاہ مرچ کے سفوف کے ساتھ ۲-۳ مرتبہ دینا انشاء اللہ کافی ہوگا۔ سونٹھ کا ایک نسخہ اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے وہ بھی بہت مفید ہے۔

دیگر:۔ نرکچور دو گرہ اور سیاہ مرچ ۲۱ عدد پیس کر خوب گھونٹ ڈالیں اور ماں کے دودھ کے ساتھ دیا کریں۔ ۴۰ روز دینا بہتر ہے۔ ماں کو چاہیے کہ سرخ مرچ اور دہی وغیرہ سے پرہیز کرے۔

معجون برائے ام الصبیان ۔(بہت مفید ہے) طباشیر بہمن سرخ بہمن سفید، حب الآس، ورق گل زرد چوب جنطیا نا رومی، ریوند چینی، قسط بری پوست بیج کبر۔ زرادند۔ (ایک ایک درم) پوس بیرون بستہ۔ پوست ہلیلہ زرد صعتر فارسی کشنیز خشک، مغز تخم تربوز، مغز تخم کدوے شیریں۔ برادہ صندل سفید (دو دو دوم) مغز پستہ مویز منقیٰ (چار چار درم) رب بہی، شربت انار نصف پاؤ شہد ایک چھٹانک معجون بنالیں۔ ایک سے ۶ ماشہ خوراک ہے۔

امراض معدہ

نسخہ ہاضم وخوش ذائقہ چورن:۔ چوک کھٹا ساڑھے تین تولہ، سونٹھ ساڑھے تین تولہ، نمک لاہوری ڈھائی تولہ، لونگ ساڑھے تین ماشہ، الائچی خورد ساڑھے تین

ماشہ، کالی مرچ ۲ ماشہ، الائچی کلاں ۲ ماشہ، سفوف بنا کر رکھ لیں۔

نسخہ بادی و ہاضمہ چورن۔ سہاگا تیلیہ ساڑھے چار ماشہ، جوا کھار ۲/۱ ماشہ، نوشادر بریاں ساڑھے چار ماشہ، سوند نمک ۹ ماشہ، نمک سونچر ۹ ماشہ، نمک سانبھر ۹ ماشہ، سونٹھ ڈیڑھ تولہ پیپل ڈیڑھ، کالی مرچ ڈیڑھ تولہ، بڑی ہڑ ۳ تولہ، بہیڑا ۳۱ تولہ، آملہ ۳ تولہ، کوٹ چھان کر عرقِ لیموں کے ساتھ گولی مٹر کے برابر بنائیں۔ ایک ایک گولی صبح وشام یا دوسرے تیسرے دن کھلائیں۔

نسخہ باؤ گولہ:۔ سونٹھ، سہاگا، نمک سیاہ، ہینگ، ہموزن سہجنا (منگا) کے عرق میں جوب بقدر کنار وشنی بنا کر استعمال کرائیں۔

چار باؤ چوراسی سول کہیں دھنتر رہے نہ مول

نسخہ ہاضمہ قبضیت: لونگ ۲ ماشہ، سونف ۳ ماشہ، انیسوں ۳ ماشہ، گل بنفشہ ۶ ماشہ، پوست ہلیلۂ زرد ا تولہ، کشمش ا تولہ، سنار ۲ تولہ، ترنجبین ۲ تولہ، گلقند ۲ تولہ، سب ادویات کوٹ کر جنگلی بیر کے برابر گولیاں بنائیں۔

حب مسہل جمالگوٹہ، جمالگوٹہ ۵ تولہ، دوسیر گائے کے گوبر میں پکا کر دھوڈالو، پھر چھوٹی ہڑ و لیموں کے عرق کو ملا کر اس میں دو دفعہ دھوڈالو۔ پھر تخم کے اندر کی پتی نکال کر الگ کرو۔ پھر ہموزن گلاب کے پھول کے ہمراہ پیس کر حب نخودی بنائیں اور بوقت ضرورت۔ ایک حب استعمال کرائیں۔

نسخہ اکبرِ اعظم کا۔ ازاں حلقے کثیر انتفاع یافتہ، انبہ ہلدی باریک پیس کر موم خالص مساوی لے کر ہاون میں اس قدر کوٹیں کہ ایک جان ہو جائے حب بقدر نخود یا مٹر بنائیں ایک گولی صبح قبل از طلوع آفتاب کھائیں۔ اس کے اوپر تین گھونٹ باسی پانی

پئیں۔دو ہفتہ استعمال کریں۔ پرہیز: مونگ کی دال کا خاص طور پر۔

نسخۂ ہیضہ: سونف ۴ ماشہ، پودینہ ۴ ماشہ، دانہ الائچی خورد ۲ ماشہ، اگر ۲ ماشہ، گلاب کے پھول ۴ ماشہ اجوائن ۲ ماشہ، زیرہ سیاہ ۲ ماشہ، سکنجبین ۴ ماشہ، نمک سیاہ ۲ ماشہ، گلاب کا پانی ۷ تولہ، سکنجبین اور گلاب کے پانی کو چھوڑ کر سب دوائیں کوٹ کر سیر بھر پانی میں پکائیں جب تین پاؤ پانی باقی رہ جائے تب اتار کر اور چھان کر سکنجبین اور گلاب کا پانی ملائیں اور ایک ایک گھونٹ پلائیں۔ اگر پیاس زیادہ معلوم ہو تو املی ۴ تولہ مٹی یا چینی کے برتن میں بھگو دیں اور اس کا پانی نتھار کر پلائیں۔ اگر ہاتھ پاؤں میں تشنج پڑ گئے ہوں تو تلی کا تیل ۴ تولہ میں کائفل ا تولہ پکا کر جلالیں اور اُس کی مالش کریں۔ اور ناف میں بھی ٹپکائیں۔ اگر سینہ میں زیادہ دھڑکن اور گرمی ہو تو صندل گلاب میں گھس کر کپڑا تر کے رکھیں۔ جب مریض کو کچھ آرام معلوم ہو تو شربتِ انار شیریں ۲ تولہ کے ہمراہ طباشیر ا ماشہ گلاب کے پھول ایک ماشہ، الائچی ا ماشہ زرشک، ا ما کا سفوف دیں۔ اگر بھوک کی خواہش ہو تو ۲ تولہ سے ۵ تولہ تک دہی خوب ہلا کر دیں۔ جب یہ ہضم ہو جائے تو چھٹانک بھر مونگ کی دال سیر بھر پانی میں پکا کر جب پانی پاؤ بھر رہ جائے تو اتار کر خوب مل کر چھان کر نمک ملا کر گھی سے بگھار کر پلا دیں۔ اگر پیشاب نہ ہوتا ہو تو قلمی شورہ پیڑو پر ملیں یا پلاس کے پھول پکا کر مالش کریں۔ اگر زیادہ وقت لگ گیا ہو تو دریائی ناریل ا ماشہ گلاب کے پانی میں گھس کر پلا دیں یا پپیتا ا ماشہ گلاب کے پانی میں گھس کر پلائیں۔۔۔ قے دست ان شاء اللہ بند ہو جائیں گے۔

نسخہ اے قبض وسور ہضم واسہال ہر قسم وسنگرہنی: سونف۔ سناء، ہڑ سیاہ، بہیڑہ، آملہ، سونٹھ، دھنیا، سیندھک نمک۔ مساوی انورن۔ خوراک ۲ ماشہ۔ برائے طفل یک ماشہ یا نیم ماشہ۔۔۔۔۔شام کو ایک خوراک دیں اس کے بعد کھانے پینے کو کچھ نہ دینا

چاہیے۔ خوراک دال مسور چاول وغیرہ۔

چورن ہاضمہ شیریں: مصطگی رومی ۳ تولہ۔ الائچی خوردہ ۵ تولہ ست لیموں تلوہ، گلاب کے پھول ۱ تولہ، پیپرمنٹ ۱ تولہ، پیپل ۱ تولہ، جاوتری ۱ تولہ، پانڑی ۱ تولہ، مصری ایک پاؤ، کوفتہ بیختہ سفوف سازند۔

برائے قبض اور درد معدہ مجرب۔ ایلوا مصطگی رومی، عصارہ ریوند، ہم وزن پیس کر پانی سے بقدر سیاہ مرچ گولیاں بنائیں۔ قبض والے کو ایک گولی درد والے کو دو گولی ہمراہ آبِ گرم دیں۔

جوارش عود ترش۔ مقوی معدہ و ہاضم طعام۔ عود ۵ تولہ، لونگ ۱ تولہ، بال چھڑ (سنبل الطیب) ایک تولہ، زرشک ایک تولہ ڈیڑھ پاؤ شکر کے قوام میں عرق لیموں کاغذی یا عرق انار ترش ۱۲ تولہ ملا کر پکائیں۔

جوارش دار چینی: (برائے صلابت معدہ) دار چینی، اگر، راسن (اکیس اکیس ماشہ) لونگ، سیاہ مرچ، پیپل، بال چھڑ، اسارون، (ڈیڑھ ڈیڑھ تولہ) سونٹھ (تین تولہ) پودینہ خشک ڈھائی تولہ، الائچی، تج، کباب چینی، (سات سات ماشہ) انیسون، سونف، تج سیاہ (دس دس ماشہ)، شہد سوا تین پاؤ، شہد کو آگ پر رکھ اس کا جھین علاحدہ کر دیں۔ پھر تمام ادویہ کا سفوف ملا دیں۔ خوراک ۴ ماشہ عرق بادیان یا عرق مکو دس تولہ کے ساتھ استعمال کریں۔ اگر دو تولہ شربت انار بھی عرق میں ملا لیں۔ تو بہتر ہے۔

برائے ضعف ہضم و دافع قبض: پودینہ خشک ۴ ماشہ، مصطگی ۲ ماشہ، زیرہ سفید ۲ ماشہ، کپور کچری ۶ ماشہ، بادیان ۶ ماشہ، سنبل الطیب ۴ ماشہ، سعد کوفی ۴ ماشہ، تخم بانسہ ۲

ماشہ، زنجبیل ۲ ماشہ، مرچ سیاہ ۲ ماشہ، سنار یکی ۶ ماشہ، پوست ہلیلہ زرد ۶ ماشہ، ہلیلۂ سیاہ ۶ ماشہ، سہاگا چوکیہ ۲ ماشہ، نمک سیاہ ۴ ماشہ، نمک طعام ۴ ماشہ، نمک سنگ ۴ ماشہ، نوشادر ۴ ماشہ، طباشیر کبود ۲ ماشہ، پوست بیرون بستہ ۳ ماشہ، گردسماق ۶ ماشہ، الائچی خورد مع پوست ۳ ماشہ، سفوف سازند۔ ہاضم کاسرریاح۔ ملین، مطیب مقوی معدہ وامعاء، خوش ذائقہ، (تالیف حکیم محمد حسین صاحب الہ آبادی ۲۷ر ستمبر ۱۸۹۸ء)

سفوف ہاضم برائے طفلان۔ پودینہ ۶ ماشہ، الائچی سفید ۱ ماشہ، بادیان ۶ ماشہ، مصطگی ۱ ماشہ، نمک سیاہ ۲ ماشہ، ہمہ خرا باریک سائیدہ نگاہدارند۔ برائے گرانی شکم طفل یک چٹکی در شیر مادر یا در آب آمیختہ بدہند۔

ریاح و درد شکم اور قبض کے لیے بہت مفید ہے۔ فلفل سیاہ فلفل سفید۔ اجوائن دیسی، اجمودہ، زیرہ سفید، سہاگا بریاں، مصطگی رومی ایک ایک تولہ جلیت اصلی ۶ ماشہ، انار دانہ۔ انیسون پودینہ، خارخسک، الائچی خورد ایک ایک تولہ، نمک سانبھر، نمک لاہوری، دودو تولہ، نوشادر ۳ تولہ، ست لیموں ایک تو پیپر منٹ ۶ ماشہ، خوراک ۳ ماشہ، (بعد غذائیں یا بوقت ضرورت)

چورن: (از نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل حیدرآباد دکن) جواکھار ترب کھار، شورہ قلمی، نوشادر، ست لیمونِ کاغذی، ان سب کو ہم وزن علاحدہ علاحدہ پیس کر شیشی میں احتیاط سے رکھیں۔ سوتے وقت صرف ایک چٹکی بھر استعمال کریں زیادہ نہ کھائیں بہت ریز ہوتا ہے۔

حب حابس و اصلاح اسہال: افیون ۲ ماشہ، بھنگ ۴ ماشہ، شنگرف ۴ ماشہ، سہاگا ۴ ماشہ، اندرجو ۸ ماشہ، جائفل ۱ عدد، انار دانہ ۶ ماشہ، لیموں کے عرق میں نخود کے

برابر گولیاں تیار کریں۔

حب مدار، یقینی ہضم، طاعون، ہیضہ، بلغمی بخار کے واسطے، گل مدار، دہن بستہ، مرچ سیاہ، نمک سیاہ، ہموزن باریک پیس کر بقدر کنار دشتی حبوب تیار سازند، ہضم کے لیے بعد غذائیں باقی صبح دوپہر اور شام ایک ایک گولی۔

فواق یعنی ہچکی کے لیے: کلونجی ۳ ماشہ مکھن ۴ ماشہ ملا کر کھلائیں۔ ایضاً گڑھ کھا کر پانی پی لیں۔ ایضاً مونج کی رسی چلم میں تمباکو کی طرح سے پینا بہت مفید ہے۔

امراض طحال

برائے ورم طحال، کسیس ۳۰ سرخ، کونین ۳۰ سرخ، سونٹھ ۶۰ سرخ، ریوند چینی ۹۰ سرخ، پانچ سال کی عمر تک اور پانچ سے ۱۰ یا ۱۲ سال کی عمر تک کے لیے دو چند اور ۱۲ سال سے زائد کے لیے سہ چند...... کوٹ چھان کر اس قدر وزن لی اجائے اور سب کو ملا کر ۶۰ پڑیاں بنائی جائیں۔ صبح، دوپہر اور شام یعنی ہر زار تین پڑیاں کھلائی جائیں۔ پڑیا سے دو امنہ میں ڈال کر پانی سے پی لیں۔ پرہیز: تیل مرچ سرخ، اور کھٹائی۔ ۲۵ یوم میں ان شاء اللہ کامل فائدہ ہو جائے گا۔

سفوف طحال: سہاگا بریاں، تخم گوزر، تخم پیاز، تخم ترب، زرد چوب ہر واحد ۲ تولہ کوفتہ بیختہ نگاہدارند۔ ہنگام صبح ششماشہ بآب بخورند۔

دوا (ورم اور صلابتِ طحال کے لیے بہت مفید ہے اور زود اثر ہے۔) چونا قلعی، پانی بھگودیں۔ جب پک جائے اور پانی نتھر کر صاف ہو جائے تو احتیاط سے ایک بوتل میں بھر لیں اور اس میں دو عدد نیبو کا عرق ڈال کر رکھ لیں۔ بس دوا تیار ہے۔ خوراک ڈھائی تولہ دن میں تین مرتبہ پلائیں۔

امراض جگر

برائے یرقان: پوست بیخ سنبھالو ایک تولہ، ریزہ ریزہ کر کے قدرے پانی میں شام کو شبنم میں رکھ دیں اور صبح تھوڑا مل کر پلا دیں۔

دیگر برائے یرقان:- کہیرا (یہ ممالک متوسط میں اندرائن کی قسم کا ایک پھل ہوتا ہے۔اس کے بیج گھی میں بھون کر کھانا۔اور سونف، کاسنی شکر ملا کر شربت بنا کر پینا مجرب ہے۔

دیگر: گل قند ۱/۲ چھٹانک دن میں تین مرتبہ کھلانا بے حد مفید ہے ایک ہفتہ کھلائیں

دیگر: پھٹکری بریاں باریک پیس کر رکھ لیں۔ پہلے دن ایک چٹکی، دوسرے دن دو چٹکی، تیسرے دن تین، اور پرھ چار دن تک تین چٹکیاں بھر کر کھلا دیں اوپر سے دہی پلا دیں۔ان شاءاللہ ایک ہفتہ میں آرام ہوگا۔

امراض بول

معجون ماسک البول: کہربائے شمعی؛ پوست ہلیلہ کابلی، ہلیلہ سیاہ، ہر واحد ۹ ماشہ، سب کو پیس کر گھی میں چرب کریں۔اور کتھا سفید جفت بلوط، فشار کندر، ہر واحد ۶ ماشہ شہدانج حب الاس، ثعلب مصری ہر واحد ۴ ماشہ باریک پیس کر چھان لیں۔اور ۲۲ تولہ مویز منقی باریک پیس کر عرق گلاب میں اتنا پکائیں کہ غلیظ ہو جائے۔خوراک ۷ ماشہ ہمراہ عرق انناس۔

پیشاب بستہ کو کھولنے کا ایک صدری اکسیر نسخہ: سونٹھ (سول)

مچھلی یا کسی اچھی مچھلی کے دو کنکر پیس کر دودھ کے شربت میں ایک مرتبہ دن میں پلادیں۔ ان شاء اللہ ایک سے زیادہ مرتبہ پلانے کی ضرورت ہی ہوگی۔

بچوں کے سلس البول کے لیے: زعفران شکر میں ملا کر دیا جائے۔ ان شاء اللہ آرام ہوگا ضعفِ قلب و دماغ کے لیے بھی مفید ہے۔ (یہ نسخہ قبلہ نانا صاحب نے مجھے خواب میں بتایا تھا۔)

دیگر: سنگھاڑے کا آٹا اور مصری ہم وزن صبح اور سوتے وقت ایک تولہ کھلائیں۔

ذیابیطس کے لیے: خبث الحدید، مصطگی رومی، دانہ انار شیریں، دانہ انار ترش، زرشک بیدانہ، گردساق، مغز خستہ جامن ہر واحد ۶ ماشہ، عوف غرقی ا تولہ، گوفتہ باریک نمودہ درآب آملہ تازہ حب بقدرن کو دبستہ بہ سایہ خشک نمودہ نگہدارند۔ مقدار خوارک ۳-۳ گولی صبح و شام۔

دیگر پاوسات (غالباً عشبہ) ذیابیطس کے لیے اکسیر ہے۔

دیگر: (ذیابیطس اور سوزش و درد کے لیے) انڈوں کا چھلکا ا تولہ، طباشیر ا تولہ، گل ارمنی ا تولہ، الائچی دانہ (خورد) ا تولہ، مصطگی رومی ا تولہ، پیس کر صبح کو ۳ ماشہ ٹھنڈے پانی کے ساتھ کم از کم ایک ہفتہ ضرور استعمال کریں۔

سوزاک

حب سوزاک۔ شورہ قلمی ۹ ماشہ، کباب چینی، دانہ الائچی خورد، بسلوچن، صندل کا تیل، ہر واحد ا تولہ گوند دھوا کی ۲ تولہ، گوند کے لعاب سے حبوب بقدر جنگلی بیر بنائیں اور ایک صبح ایک شام کھلائیں۔

سفوف سوزاک: دانہ الائچی خورد ۶ ماشہ بنسلوچن ۶ ماشہ، دار چینی ۳ ماشہ، قلمی شورہ ۴ تولہ، ست گندہ بیروزہ ۴ تولہ، کباب چینی ۱ تولہ، سنگ جراحت ۳ ماشہ، سب دوائیں کوٹ چھان کر اکیس خوراک بنالیں اور صبح دوپہر شام تین وقت تین پڑیاں استعمال کریں ۷ یوم اوپر سے چھٹانک بھر گائے کا دودھ پیئیں۔ بہتر ہے کہ دوا کے استعمال سے قبل جلاب لے لیں۔

ایضاً سفوف سوزاک: ست گندہ بیروز ۶ تولہ، طباشیر ۱ تولہ، دانہ الائچی خورد ۱ تولہ، ملہٹی ۳ تولہ، شکر سب دواؤں کے برابر ملا کر استعمال کریں۔

ایضاً سفوف سوزاک: گوند ببول پھلی ببول، زیرہ سفید ہر واحد آٹھ تولہ شکر سفید ہموزن سفوف کر کے ایک تولہ صبح ایک تولہ شام ہمراہ باسی پانی کے کھائیں۔ اگر قبضہ ہو تو اس دن شام کو تولہ بھر سونف کھائیں۔

برائے وز مجرب: تخم ہالون ۵ تولہ جوکوب نمودہ ہفت حصّہ بکنند دہر روز یک حصّہ باشیر...... در ہفت روز آرام خواہد شد۔

آتشک

شنگرف ایک چاول، منہدی کی پتی ۶ ماشہ، دونوں کو پیس کر تین گولیاں بنا کر بیری کی لکڑی کی آگ جلا کر چلم میں پیئیں۔ یہ عمل صبح و شام کریں سات یوم تک خوراک میں مونگ کی دال گیہوں کی روٹی پر گھی لگا کر کھائیں بعد سات روز کے بکری کی سری پکا کر اس کا بھپارا لے کر شیرہ اس کا پینا اور سری کھا لینا چاہیے۔

نسخہ آتشک مجرب المجرب:۔ عرق کتائی زرد سیاہ دانہ والی کا۔ ایک تولہ

اوّل پلائیں، اوپر سے روغنِ زرد خالص یک تولہ پلائیں انشاء اللہ فوراً صحت ہوگی اور خشک کرنے کو رال کوڑیا۔ پارہ ہموزن روغن کنجد میں خوب یک دل کر کے لگا دیں۔

مسہل برائے آتشک: چھے عدد جمال گوٹہ چھیل کر لوہے کے برتن میں گھی ڈال کر بھون لیں۔ پھر زمین پر ڈال کر ٹھنڈا کر لیں۔ پھر ایک تولہ گڑھ شامل کر کے ۹ گولیاں بنالیں۔ پہلے دن تین گولیاں دیں۔ خوب دست ہوں گے ٹھہر کر کھچڑی دہی کے ساتھ کھلائیں۔ دوسرے دن لعاب بہدانہ یا لعاب ریشہ خطمی (جوش دے کر نکالیں) لے کر ۶ ماشہ تخم ریحاں اور ۲ تولہ شکر شامل کر کے پلائیں۔ پھر دو روز اور اسی طرح تین تین گولیوں کا مسہل اور دوسرے دن وہ لعاب دیں۔ اسی طرح ۶ روز گزر جائیں گے۔ مسہل کے دن نیم کا بھپارہ دینا بہتر ہے۔ نہ دیں تو ہرج نہیں۔ ساتویں دن سے سات روز تک یہ گولی دیں۔ ہلیلۂ سیاہ ۳ تولہ مردار سنگ ۹ ماشہ، نیلا تھوتھا ۹ ماشہ، ان سب کو لوہے کے ہاون دستہ میں دس گیاہ لیموں کے عرق میں گھوٹ کر گولیاں بنالیں صبح شام ایک ایک گولی دیں۔ انشاء اللہ شفاء ہوگی۔

دیگر برائے آتشک: شنگرف ۴ ماشہ، عاقر قرحا ۴ ماشہ، نوشادر، ۳ ماشہ، مازو پھل ۲ عدد سب کو باریک پیس کر سات پڑیاں بنالیں۔ ۶ پڑیاں تین روز صبح شام (ایک ایک) حقے کی چلم میں رکھ کر چادر اوڑھ کر کش لیں اور دھواں سارے بدن پر پھونکیں۔ انشاء اللہ تین روز میں زخم خشک ہو جائیں گے۔ پھر تین روز تک شاہترہ ۶ ماشہ پانی ایک پاؤ میں پیس چھان کر پیا کریں۔ ان شاء اللہ بالکل آرام ہوگا۔

بواسیر

بخور (دھونی) برائے بواسیر: بڑی ہڑ اور چھوٹی ہڑ (سیاہ) برابر لے کر

کوٹ کر رکھ لیں اور اس کیو دھونی لیں۔ انشاءاللہ ہر قسم کی بواسیر کے لیے اکسیر ثابت ہوگی۔

دیگر: مغز تخم بکائن ۱ تولہ، مغز تخم نیب ۲ تولہ، رسوت اصلی ۲ تولہ، مقل مصفی ۲ تولہ، صبر زرد ۱ تولہ، سب کو پیس کر چنے کے برابر گولیاں بنالیں۔ دن میں تین بار ایک سے تین گولیوں تک پانی کے ہمراہ استعمال کریں۔

برائے خوانی بواسیر: (از حکیم محمد حسین صاحب الہ آبادی) ۱ تولہ گھر کر چھے میں ڈال کر پکائیں۔ پھر گڑ ایک تولہ ڈالیں اور کسی چیز سے خوب ملائیں۔ پھر آگ سے اتار کر تج ۱ تولہ باریک پسی ہوئی ملا کر کھالیں۔ یہ ایک خوراک ہے چار پانچ استعمال کریں۔ انشاءاللہ شفا ہوگی

دفع خون بواسیر: برگ کنگھی ۴ عدد مچرچ سیاہ ۴ عدد حبوب بقدر کنار دشتی بہ آب بندند یک حب صبح وشام بخورند۔ تیر بہدف اثر۔

حب بواسیر: پوست ریٹھ، دو چھٹانک کوٹ پیس کر چھان لیں اور دو چھٹانک پرانا گڑ اور ایک چھٹانک رسوت شامل کر کے چنے کے برابر گولیاں بنالیں۔ صبح شام ایک ایک گولی کھلائیں۔

جوڑوں کے درد

جوڑوں کے درد کے لیے بھپارا:۔ یہ بھپارا چوٹ کی جگہ دینا بھی مفید ہے۔ کچلہ کترا ہوا ۱ تولہ، سونٹھ ۱ تلوہ، سیر بھر پانی میں سرپوش رکھ کر جوش دیں جب پکنے لگے اس کی بھاپ چوٹ پر لگائیں۔ اور اسی پانی سے سکائی کریں۔ اور گندم جلا کر اس کے ہم وزن قند سیاہ اور گھی ملا کر کھلائیں۔

دافع ریح و باد:۔ روغن کنجد (تلی کا خالص تیل) ۱۰ تولہ، لونگ ۲۵ عدد، تیل کو چولہے پر رکھ کر اس میں لونگ ڈال کر جلائیں۔ اور لوہے کی موصلی سے رگڑ کر یک جان کریں اور مقامِ ماؤف پر مالش کریں۔

تیل ماشلک گٹھیا کے لیے: برگ آکھ، برگ سہجنا، برگ دھتورہ، برگ بکائن، برگ نیم، برگ سنبھالو، برگ تھور، ہر ایک ۲ تولہ جملہ پتوں کو کوٹ پیس کر ایک ٹکیہ بنالیں اور خالص تلی کا تیل ایک سیر میں ڈال کر پکائیں جب ٹکیہ جل جائے تو ٹکیہ کو بھی موصلی سے گھوٹ دیں اور یک جان کر کے مالش کریں۔

تیل گٹھیا کے لیے: مجیٹھ ۶ چھٹانک، صندل سفید ۱ چھٹانک، صندل سرخ ۲ چھٹانک، صندل سرخ ۲ چھٹانک، انبہ ہلدی ایک چھٹانک، تج ۴ چھٹانک، میدہ لکڑی ۱۲ چھٹانک، کائفل ۲ چھٹانک، لونگ ۲ چھٹانک، چھوٹی الائچی ۱ چھٹانک، جوتری ۶ ماشہ، الائچی کلاں ۲ تولہ، چھڑیلا ۴ چھٹانک، کیسر ۴ ماشہ، کچلا ۴ چھٹانک، جٹا مسی ۲ تولہ، نرکچور ۸ چھٹانک، توتیا ۲ چھٹانک، تیج پات ۲ چھٹانک، دارچینی ۲ چھٹانک، ان دواؤں کو کوٹ پیس کر ایک دیگ یا کسی بڑے برتن میں چار یا پانچ سیر میٹھا تیل میں پکائیں۔ جب سب دوا جل جائے تو سب کو اسی تیل مین گھوٹ دیں اور چھان کر مالش کریں۔

برائے درد و چوٹ: انبہ ہلدی ۴ تولہ، میدہ لکڑی ۴ تولہ، میدۂ گندم ۴ تولہ، سنجی ۱ تولہ، روغن، کنجد ۲ تولہ، اوّل میدہ کو تیل میں بھون لینا چاہیے۔ بعدہٗ یہ دوائیں ڈال کر (حلوے کی طرح) پکائیں اور نیم گرم مقام ماؤف پر سینک کر کے اسی کو باندھ دیں۔

بادورتح

بادی اور ریح کے لیے بہت مجرب ہے:۔ کلونجی، اجوائن، میتھی، ہالون، مساوی الوزن سفوف بنالیں۔ صبح نہار منہ ایک ماشہ ہمراہ آب سرد استعمال کریں۔

دیگر پیپل، سیاہ مرچ، سفید مرچ، زیرہ سیاہ، نوشادر، کالانمک، رائی، ہالون، تخم مولی، ہیراہینگ، کلونجی، سب برابر لے کر کوٹ پیس کر سہ چند شربت عناب میں ملالیں۔ خوراک ۹ ماشہ۔ بہت مفید ہے۔

مصفی (امراض جلدیہ)

مصفی خون: خون صاف کرنے کے لیے مجرب ہے) ایک گھڑا سادہ سرکہ کالیں اور اس میں یہ چار چیزیں ڈال دیں۔ کونپل نیم، کچی نیمولی، پکی نیمولی کی گری (مغز) نیم کے پھول، ہر ایک آدھ سیر، جب یہ سب چیزیں گل کر خشک ہو جائیں تو احتیاط سے پیس کر بول میں رکھیں۔ اور بوقت ضرورت ۱ تولہ آبِ سرد سے استعمال کریں اور کوئی بادی چیز نہ کھائیں۔ ۱۴ یوم استعمال کریں۔

برائے جدام: آب برگِ حنا قریب ایک چھٹانک ہر روز دیں۔ ان شاء اللہ چندروز میں آرام ہو جائے گا۔

برائے برص: باپچی، نبات سفید ہم وزن، پیس لیں۔ مریض کو ہر روز ایک ماشہ چالیس دن تک دیتے رہیں، مقام ماؤف پر آبلہ پڑ کر اچھا ہو جائے گا۔ غذائیں دال مونگ اور گیہوں کی روٹی گھی کے ساتھ جس قدر کھائی جا سکے کھلائیں۔

مرہم ابیض: (ہر پھوڑے، آتشک اور ناسور کے لیے مفید ہے) موم ایک تولہ، کافور ۶ ماشہ، سفیدہ کاشغری ۲ تولہ، روغن گل ۵ تولہ، سفیدی بیضہ مرغ ۲ عدد، کافور اور سفیدہ باریک کر کے الگ رکھ لیں۔ موم کو روغن گل میں خوب پکا کر اتار لیں۔ جب تیل کا کڑ کڑانا بند ہو جائے تو کافور اور سفیدہ ڈال کر لکڑی سے چلائیں جب وہ مل جائے تو پھر انڈوں کی سفیدی ڈال کر ملا لیں۔ ایک تولہ مردار سنگ بھی ڈالنے سے زیادہ مفید ہو جاتا ہے۔ اگر روغن گل نہ مل سکے تو تلوں کے تیل میں بھی بنا سکتے ہیں۔

مرہم اسود: (ہر قسم کے پھوڑے پھنسی اور زخموں کے لیے مفید ہے) انجیر کے پتے پانچ عدد، سرمہ ۲ تولہ، مردار سنگ ۳ تولہ، کتھا سفید ماشہ، کافور ایک تولہ، موم ۵ تولہ، روغن کنجد (تل) ساڑھ بارہ تولہ، سفیدی بیضۂ مرغ ۲ عدد، روغن دھیمی آنچ پر رکھ کر پہلے پتے ڈال کر جلا لیں۔ پھر پتوں کو مل کر پھینک دیں اور موم ڈال دیں۔ موم پگھلنے کے بعد جب روغن نیم گرم رہ جائے تو اس میں بقیہ اجزاء ڈال دیں۔ لیکن انڈوں کی سفیدی اس وقت ڈالیں جب روغن تقریباً سرد ہو جائے۔

مرہم سیماب (خارش کے لیے) سہاگا ۴ ماشہ، منہدی خشک ۴ ماشہ، کمیلا ۴ ماشہ، شورہ قلمی ۲ ماشہ، نیلا تھوتھا ۱/۲ ماشہ، پارہ ۷ ماشہ، گھی ۳ تولہ، سب کو تین گھنٹے تک رگڑیں۔ پھر شیشہ یا چینی کے برتن میں رکھ لیں۔ بوقت ضرورت خارش کی جگہ کو رگڑ کر اس پر یہ مرہم لگائیں۔

استسقاء

برائے استسقاء، ریوند چینی، شورہ قلمی، نوشادر برائے کر چنے کے برابر گولیاں بنا لیں۔ (ایک یا دو گولی) عرقِ بادیان کے ساتھ صبح شام دیا کریں۔

دیگر: ہر روز ایک سی کریں پیسٹ کر نکلا دیا کریں۔

طاعون

برائے طاعون Plague نیم کے سبز اور تازہ پھول یا پتے چرائتہ اور شاہترہ تینوں ایک ایک تولہ لے کر علیحدہ علیحدہ برتن میں رات کو پانی میں بھگو دیں۔ صبح کو نیم کے پھول یا پتوں کو اسی پانی میں جس میں وہ بھگوئے گئے تھے پیس ڈالیں۔ پھر شاہترہ اور چرائتہ والا پانی سبھی اس میں ملا کر آگ پر پکائیں۔ جب خوب گاڑھا ہو جائے تو اتار لیں اور چار رتی زعفران بھی شامل کر لیں۔ خوراک ۳ ماشہ لے کر شکر میں ملا کر دن میں تین مرتبہ کھلائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تین روز میں فائدہ مکمل ہوگا۔

صرع یعنی مرگی

مرگی کے لیے چند چٹکلے: جو کا آٹا کچھوے کے خون میں ملا کر کالی مرچ یا چنے کے برابر گولیاں بنائیں ایک ایک گولی صبح شام ۴۰ یوم استعمال کریں۔ ان شاء اللہ قطعی طور پر آرام ہو جائے گا۔

(۲) گیدڑ کے پتے میں کالی مرچ ۸ عدد لے کر بھگو دیں۔ تین دن کے بعد نکال کر (پانی میں) پیس کر دو قطرے ناک میں ٹپکائیں۔

(۳) کڑوی توری پانی میں پیس کر ناک میں ٹپکانا بھی مفید ہے۔

(۴) چھوٹی کٹائی کا دودھ ناک میں ٹپکائیں۔

(۵) جائفل گلے میں لٹکانا بھی مفید ہے۔ اسی طرح ہینگ لٹکانا۔

(۶) گائے کے بائیں سینگ کی انگوٹھی بنا کر بائیں ہاتھ میں پہننا بالخاصہ مفید ہے۔ (ریٹھا، عاقر قرحا، مرچ سید، جاپھل پیس کر ہلاس دیں۔ پرہیز لہسن، پیاز، مرچ، گوشت)

فالج ولقوہ

برائے لقوہ مجرب: بھلانواں، مرچ سیاہ مساوی، انوزن لے کر گھیکوار کے گودہ میں کوب کھرل کر کے بقدر ایک ماشہ گولیاں تیار کریں۔ صبح شام ایک ایک گولی استعمال کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ شفاء ہوگی۔

برائے فالج ولقوہ: ایک جنگلی کبوتر ذبح کر کے فوراً ایک پانی سے بھرے ہوئے گھڑے میں ڈال دیں اور ڈھکن سے منہ بند کر کے کپڑ مٹی کر دیں پھر چولہے پر رکھ کر پکائیں جب سیر دو سیر پانی رہ جائے تو ایک بند کمرے میں آہستہ آہستہ جائے ماؤف پر بھپارہ دیں انشاء اللہ آرام ہوگا خواہ ۱۵-۲۰ برس کا ہو۔ (خیال رہے کہ گھڑا کچھ خالی ہو اور آنچ ہلکی دیں۔ ورنہ بھاپ سے گھڑا پھٹ جائے گا۔)

خنازیر

خنازیر کنٹھ مالا کے لیے مرہم: جاؤشیر، زنگار، بہروزہ، مرکی ہر ایک ۷ ماشہ، اشق کندر، زراوندطویل ہر ایک ۲ تولہ سب کو پیس کر سرکہ میں بھگو دیں۔ ۲۴ تولہ تیل تلوں کا پکائیں اور ۴ تولہ موم اس میں پگھلائیں۔ پھر وہ سب دوائیں شامل کر دیں۔ پھر سب کو ایک ہفتے کے لیے زمین میں دفن کر دیں مرہم بن جائے گا۔

نسخہ روغن زرد مشہور پیلا تیل: (برائے جراحت سنگین وخفیف بے مجرب ست) زرد چوب۔ دار ہلد۔ ملٹھی، دیودار، دودِ سائبان گلخن ہر واحد دودام۔ ایں ہمہ ادویہ را کوفتہ در روغن کنجد خالص چہل دام و آب خالص یک صد و بست دام بجوشانند تا تمام

آب جذب شود و روغن بماند و احتیاط کنند که روغن نہ سوزد نگاہدارند و پارچہ تر کردہ برزخم بدارند ان شاء اللہ شفا یابد۔

برائے دنبل وثبور (پھوڑا پھنسی) عرقِ برگ سیم۔ چونہ دونوں کو ملا کر پھوڑے پھنسی کی ابتدا میں لگانا تحلیل کر دیتا ہے نیز توڑ کر بہا کر فائدہ پہنچاتا ہے۔

برائے خارش (بسیار مجرب است۔ در یک روز آرام شود) مغز تخم شریفہ ایک تولہ۔ گلاب ۳ تولہ بالائی شیر ۳ تولہ باہم مخلوط نمودہ ضماد نمایند۔

مرہم برائے دنبل وناسور وزخم وغیرہ۔ گندہ بیروزہ ایک پاؤ۔ صابن دیسی آدھی چھٹانک۔ موم ۵ تولہ، میٹھا تیل آدھ پاؤ۔ گوگل نصف تولہ، زنگار ایک تولہ، اوّم موم تیل میں پکالو۔ پھر گندا بیروزہ کا ست اور باقی دوائیں ملا کر پکالو۔ اور کام میں لاؤ۔ (گندا بیروزہ کاست نکالنے کی ترکیب یہ ہے کہ ایک دیگچی یا ہانڈی میں پانی بھر کر اس کے منہ پر کپڑا باندھ کر اس کپڑے پر بیروزہ پھیلا دو اور اُس پر مٹی کی رکابی ڈھانپ کر بند کر دو۔ نیچے دھیمی آگ جلاؤ۔ ست نکل نکل کر پانی میں گر جائے گا۔

مقویاتِ باہ

مقوی لڈو:۔ موصلی سفید ایک پاؤ گوکھرو سفید، کمرکس۔ تال مکھانا بیج بند۔ گوند ببول، موسلا سینبھل، کامراج ہر ایک آدھ پاؤ۔ پستہ، بادام، چھوارا، کشمش، چرونجی ہر ایک ایک پاؤ، کھویا ایک سیر، شکر ایک سیر، گھی دو سیر، سب دواؤں کو بھی گھی میں بھون کر بعدہٗ لڈو بنالیں۔

حلوا مقوی: ایک انڈے کی زردی، شہد، عرق سفید پیاز، عرقِ ادرک، ملہٹی ۳ ماشہ یہ ایک خوراک ہوئی۔ روزانہ تیار کر کے کھانا چاہیے۔

نسخہ حلوائے گزر۔ مسمن بدن۔ گاجر ایک سیر تراشیدہ۔ صاف کرکے پکاویں جب خوب گل جائے تل کے میدے کی طرح بنالیں۔ بعدہٗ مغز پستہ مغز بادام، مغز اخروٹ، مغز نارجیل، مغز فندق، مغز پنبہ دانہ، مغز حب الزلم۔ حب القلقل۔ کنجد مقشر، خشخاش سفید، ہر ایک، ا تولہ، سونٹھ پیپل۔ دار چینی، ثعلب مصری، جائفل، جوتری، زرنباد، ہر ایک ۹ ماشہ سب کو باریک پیس کر آدھ سیر شہد، آدھ سیر شکر، آدھ سیر روغن زرد اور ۵۰ عدد عدد زردی بیضہ مرغ مع گاجروں کے پکاویں۔ جب خوب پک جائے اتار لیں اور ہر صبح بقدر برداشت کھائیں۔

حلوا مقوی: بہمن سرخ، بہمن سفید، موصلی سیاہ، ثعلب مصری، شقاقل مصری، تودری سفید، تودری سرخ، زنجبیل، سورنجان شیریں، دارچینی قلمی ہر ایک ۶ تولہ، موصلی سفید، ستاور، تالمکھانا ہر ایک ۱۲ تولہ۔ مصطگی رومی ۳ تولہ، بنسلوچن ۳ تولہ، دانہ ہیل خورد ۶ تولہ کوفتہ بیختہ سفوف سازند۔ کشمش ۱۲ر تولہ، مویز منقی چرونجی (اس کو سالم رکھیں) مغز بادام شیریں، خرما تخم برآوردہ مغز نارجیل (اس کو باریک کتر لیں) مربائے آملہ بآب گرم شستہ ہر ایک ۱۲ تولہ سب کو پیس لیں آرد نخود پارچہ بیز۔ آرد گندم پارچہ بیز آدھ آدھ سیر دونوں کو روغن زرد میں بریاں کر دیں۔ پھر تمام دواؤں کے ہم وزن قند سفید لے کر قوام کریں اور تمام دواؤں کو ملا کر بقدر ضرورت گھی ڈال کر حلوا بنالیں اور صبح شام ۲ تولہ سے ۴ تولہ تک کھائیں اس کے اوپر پاؤ بھر گرم دودھ پئیں۔

سفوف مقوی باہ: الائچی، لوبان، کباب چینی، کونچ کے بیج، تخم ٹنگن، تخم مکھارہ، بیخ عاقر قرحا، بیخ السی، ست گلو، موچرس، خارخسک خورد، اندرجو، موصلی سیاہ، موصلی سفی، کل دوائیں کوٹ چھان کر دوحصہ شکر شرخ ملائیں اور ایک ہتھیلی بھر روز کھائیں۔ سرد اور

ہمی چیزوں سے پرہیز کریں۔ بارہا تجربہ بے شمار نفع۔

برائے باہ و امساک و اشتہائے طعام: اگلا و طلاء: جوز بوا، لونگ، یک یک تولہ، زردی بیضۂ مرغ ۵ عدد کڑاہی روغن بگیرند۔ اوّل لونگ و جائفل را کوفتہ در زردی مخلوط کردہ، بپزند وقت حاجت در برگ تنبول بخورند۔

روغن ہمسک: تخم جوز ماثل: مالکنگنی، بزر البنج، گھائی میں انگشتان دست و پا کے ملیں۔

مقوی باہ: جگر کو طاقت، ہاضمہ کو قوت دیتا اور خون صاف کرتا ہے۔ درد کمر کو دور کرتا اور دھات جماتا ہے۔ وجع المفاصل اور سلس البول کو مفید ہے السی آدھ سیر پانی میں شب کو بھگو دیں صبح کو کھدر کے مضبوط کپڑے میں خوب مل کر لعاب نکالیں اور آدھا سیر گھی چولہے پر چڑھا کر لعاب میں ڈال دیں اور ہلاتے رہیں۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ پھر شکر آدھ سیر ملا کر چلاتے رہیں جب گاڑھا ہو جائے اتوار لیں خوراک ایک تولہ سے ۲ تولہ تک۔ ۱۴ یوم صبح شام استعمال کریں۔

دیگر مقوی (حلوائے گھیکوار) گھیکوار کا مغز اور شکر ہم وزن ملا کر رکھ دیں۔ دو تین روز مین وہ بالکل پانی ہو جائے گا۔ چھان ڈالیں۔ پھر دودھ اور بھنے ہوئے چنوں کا آٹا حسب ضرورت ملا کر حلوا تیار کریں۔ جی چاہے مغزیات ملالیں۔

سفوف جریان: سریالی۔ جسے سروالی بھی کہتے ہیں) رال سفید، شکر ہر ایک ۲۱ ماشہ، باہم پیش کر ۹ حصے کر کے پندرہ تولہ شیر گاؤ کے ساتھ استعمال کریں (بہت مفید نسخہ ہے)

امراض نسواں

سیلان رحم کے لیے: شقاقل مصری، ثعلب مصری چنیا گوند دو دو تولہ، موچرس، گل پستہ، گل انبہ ایک ایک تولہ، مصری ۹ تولہ خوراک ٦ ماشہ ایک چھٹانک پانی اور آدھ پاؤ دودھ کے ساتھ صبح و شام دیں۔
دیگر: درخت پیپل پر لاکھ ہو جاتی ہے وہ مل جائے تو نصف تولہ صبح نہار منہ میٹھے نیم گرم دودھ کے ساتھ استعمال کرائیں۔ یا ستاور نصف تولہ استعمال کریں۔

رحم کی خرابی کے لیے: سونف ۳ ماشہ، مصطگی ۲ ماشہ، الائچی ۲ ماشہ، گلقند ۲ ماشہ سب کو پیس کر ۸ تولہ سونف کے عرق کے ساتھ کھلائیں۔ عرق سونف کی آسان ترکیب یہ ہے ٦ ماشہ سونف ۲ سیر پانی میں جوش دے کر چھان کر رکھ لیں۔ بس عرق تیار ہے۔ اگر پیٹ کے اندر گولا معلوم ہو تو ماش کے آٹے کی روٹی ایک طرف سے پکائیں۔ روٹی کی کچی طرف تیل لگا کر تیل والا حصہ اُس گولے پر باندھ دیں۔ انشاء اللہ سب مادہ تحلیل ہو جائے گا۔

احتباس طمث: ۔حیض بستہ ہو تو خشک حنظل کی دھونی اندر دی جائے لیکن دھواں ناک میں نہ جائے۔ اور تخم گاجر تخم سویا اور اجوائن برابر لے کر پیس لیں اور تین تین ماشہ کی پڑیاں بنالیں ایک پڑیا لے کر تین تولہ گڑ کے ساتھ سوا پاؤ پانی میں جوش دے کر پلائیں۔ عرق لیمو میں بیر بہوٹی پیس کر پلانا بھی مفید ہے۔

استحاضہ: ۔حیض جاری رہتا ہو تا تخم املی باریک پیس کر قدرے شکر ملا کر ٦-۹ ماشہ تک تین دن کھلائیں۔ یا گولر کی چھال ۴ تولہ۔ بارتنگ ۳ ماشہ جوش دے کر شکر ملا کر پلائیں۔

ایامِ حمل میں حیض ہو تو: کپاس دردئی، کے درخت کی پتی کوٹ کر اتولہ عرق نکالیں تھوڑا گھی اور تین عدد سیاہ مرچ کا سفوف ملا کر پلائیں۔ انشاء اللہ جلد خون بند ہو جائے گا۔ اور حمل ساقط نہ ہوگا۔ اگر جلد جلد حیض آئے تو اس وقت بھی یہی دوا دی جائے۔

برائے زائیدن نظریہ دارد: جدوار خطائی قدرے در آب سائیدہ بنوشند و قدرے پارچہ دران تر کردہ بر چشم بدارند در حال خلاص شود۔

کشتہ جات

کشتہ انقرہ: سفوف ریٹھ ۵ تولہ، شیر تھوہر دھاری دار ۵ تولہ ہر دو ادویہ کو آمیز کر کے دو ٹکیاں بنائیں۔ شوہی روپیہ، یا پترا روپیہ کے برابر لے کر دونوں ٹکیوں کے درمیان رکھ کر کپڑ روٹی کر کے خشک ہونے پر دس سیر جنگلی اپلوں کی گڑھے میں آگ دیں سرد ہونے پر نکال کر احتیاط سے رکھیں۔ برائے قوت یک برنج ہمراہ مسکہ گاؤ ایک ہفتہ کھلائیں۔

کشتہ نمیر تانبہ: یک فلوس لے کر شیرہ بھنگ میں چون مرتبہ بجھا دیں۔ بعد ازاں ایک تولہ ہڑتال ورقیہ (طبقی) لے کر شیرہ مذکور میں حل کر کے فلوس مذکور پر لیپ دے کر قریب چار تار کے کپڑا لپیٹ کر کپڑ روٹی کریں بعد ازاں خشک ہونے پر پندرہ سیر پختہ کی آگ گڑھے میں دیں سرد ہونے پر احتیاط سے رکھیں۔ باہ، جریان اور وجع المفاصل وغیرہ کے لیے یک برنج یومیہ دیں۔ (کشتۂ ابرک اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے)

کشتہ نقرہ: برادۂ نقرہ خالص یک تولہ، عرق تھوہر میں کوب کھرل کریں اور دو کنڈوں میں رکھ کر (ہوا بچا کر) آگ دیں۔ نہایت مفید و مجرب ہے۔

کشتہ طلاء: ہاؤ طلاء خالص، در عرق منڈی، ۵ سیر اپلوں میں دو مرتبہ آگ دیں نہایت عمدہ کشتہ تیار ہوگا۔

کشتہ نقرہ: در ظرف چینی شیر آک شپاییدہ در قطرا و برادہ نقرہ اندازند در یک ساعت خود کشتہ شود۔ بعد از دو ساعت از کاغذان نقرہ را برداشتہ نگہدارند۔

طریق کشتین فولاد: (کہ سفید شود) پارچہ فولاد را سرخ کردہ در شیرۂ ثمر پیلو غوطہ دہند تا بست و یک بار و در شیرہ تازہ در دو گز آتش دہند بدارند خوراک بقدر برنج در پان یار در معجون آمیختہ۔

خضاب

خضاب عمری: ایک من بھلاواں کو دو دو پارہ کر کے دس دس سیر ایک ایک مٹکے میں ڈالیں اور پانی سے بھر دیں۔ ہر ایک مٹکے کے نیچے تلے میں ایک ایک سوراخ کر کے کارک لگا دیں اور ہر مٹکے کے مقابل ایک ایک کیاری کھاد دے رکھ تیار کریں۔ او رمیتھی بو دیں۔ تین روز کے بعد کارک کھول کر کیاری میں پانی دیں۔ بعد میں کارک لگا کر پانی بھر دیں۔ اب ہر روز کیاری میں کارک کھول کر پانی دیں اور بدستور کارک لگا کر مزید پانی بھر دیں۔ جب میتھی اُگ آئے تو صبح سویرے فجر کے وقت ایک تولہ کے انداز سے توڑ کر کھایا کریں۔ چالیس دن میں انشاء اللہ بال سیاہ ہو جائیں گے اور بھی بہت فائدے حاصل ہوں گے جو کرے وہ جائے۔

خضاب: عرق برگ مورو ا سیر تلوں کا تیل آدھ سیر۔ وسمہ۔ اخروٹ کے اوپر کا چھلکا، مازو سگو لازن ہر ایک ایک تولہ ۵ ماشہ، باریک کر کے اس میں داخل کر کے

پکائیں۔ جب صرف روغن رہ جائے تو سب کو خوب حل کر کے استعمال کریں۔

دیگر: ماز و دو عدد، لالہ کے پتے، منہدی، اخروٹ کے اوپر کا پوست، آملہ، وسمہ، ہر ایک ۲ تولہ ۱۱ ماشہ کل ادویہ کو نیم کوب کر کے ایک سیر پانی میں پکائیں۔ ۲ تولہ ۱۱ ماشہ ملا کر ہلکی آگ پر جوش دیں۔ جب صرف روغن رہ جائے کام میں لائیں۔

دیگر: تلوں کا تیل، موردتر کا عرق ہم وزن ملا کر پکائیں۔ جب پانی جل جائے تو لازن، وسمہ آدھ آدھ سیر روغن مساوی الوزن ملا کر پکائیں جب سب ایک ذات ہو جائے کام میں لائیں۔

خضاب وسمہ: وسمہ ۱۱ تولہ، ۸ ماشہ، منہدی ۱ تولہ، ۵ ماشہ، باہم ملا کر اس قدر کھرل کریں کہ سرخی نمودار ہو جائے۔ بعدہٗ ذرا سا روغنِ گل اسی کھرل میں ڈال کر گرم پانی سے مخلوط کریں جب حل ہو جائے تو بطور خضاب استعمال کریں اور مورو کے جوش دیے ہوئے گرم پانی سے ڈھوڈالیں بال نہایت ہی سیاہ ہوں گے۔

دیگر: چونا، مردار سنگ ایک ایک حصّہ ایک قدر پانی میں ڈالیں کہ چار انگل اونچا رہے۔ پھر دھوپ میں اتنی مدت رکھیں کہ جب اس کے اندر اونی کپڑا بھگوئیں تو سیاہ ہو جائے اس وقت اوپر کا پانی صاف کر لیں اور گاد پھینک دیں۔ اس میں دو حصّہ منہدی ایک حصّہ وسمہ مخلوط کر کے لگائیں بال سیاہ اور دراز ہوں گے۔

خضاب عمدہ قسم کا:- آم (انبہ) کی مور۔ دہی، کنجد سیاہ زیادہ، ان تینوں چیزوں کو خوب مخلوط کر کے کوزۂ گلی میں رکھ کر منہ اس کا بند کر کے گھوڑے کی لید میں گیارہ روز تک دفن رکھیں۔ بعد میں نکال کر آہنی برتن میں خوب پکا دیں کہ صرف تیل رہ جائے۔

ترکیب خضاب کہ از خوردنِ او موے سفید سیاہ می شود:- از مغز تخم نیب

(نیم) روغن کشیدہ یک ٹانک از روغن مذکور با دوازہ ٹانک شیر گاؤ یک جا کردہ بوقت صبح نہار بنوشند تا سہ ماہ بلا ناغہ۔ پرہیز نہ دارد موے سفید از بیخ ساہ شود و ہیچ علت در تن او نماند:

روغنیات

کمیلہ کا تیل: کمیلہ ۳ تولہ، تین مربہ باریک کر کے تین تولہ کڑوے تیل میں ملا کر کپڑے سے چھان کر روئی تر کر کے زخم پر رکھیں زخم کے بھرنے میں بے مثل ہے۔

بھلانوہ کا تیل: زخم کو بھرتا ہے یہاں تک کہ جانور کے جسم کو بھرتا ہے۔ بھلانوہ ۷ عدد پاؤ تیل میں جلا کر صاف کر کے اس تیل میں ۲ درم یعنی ۷ ماشہ سنگِ جراحت پیس کر ملا کر مرغی کے سے زخم پر لگائیں۔ زخم اور ناسور کو مفید ہے۔

کچلہ کا تیل: ناسور کو بھرتا اور زخم کو مفید ہے:۔ سیاہ مرچ ۳ ماشہ توتیا ایک چنا برابر، کچلہ ۵ عدد، کڑوا تیل ۲ تولہ، تھوڑی نیم کی پتی اجوائن ۳ ماشہ کمیلہ ۶ ماشہ، تیل کڑاہی میں پکا نیب کی پتی ڈال کر جلا دیں جب سیاہ ہو جائے تو نکال ڈالیں۔ پھر سب دوائیں کوٹ کر تیل میں جلا دیں پھر تیل چھان کر شیشی میں رکھیں پھر روئی تر کر کے زخم پر لگائیں۔

ملہٹی کا تیل: ملہٹی مقشر کر کے اوّل تیل میں جوش دیں۔ پھر چھان کر پانی کو تیل میں پکائیں۔ جب پانی جل کر تیل رہ جائے صاف کر کے روئی سے زخم پر لگائیں۔

تیل دیگر: سب زخموں کے لیے مفید ہے حتیٰ کہ جانوروں کے زخموں کو بھی مفید ہے۔ میٹھا تیل ایک پاؤ، نیب کی کونپل ارنڈ کی کونپل ہر ایک ۶ ماشہ تیل میں جلا دیں اور صاف کر کے اس میں رال ۶ ماشہ کمیلہ ۳ ماشہ توتیا ایک ماشہ ملا کر زخم پر لگا دیں۔

تیل دیگر: زخم کے بھرنے میں بے مثل اور آتشک کے زخم کو بھی مفید ہے۔

بھلانوہ، تخم کونچ، اجوائن خراسانی، مردار سنگ ہر ایک تین تین ماشہ تو تیار ماشہ تیل آدھ پاؤ،
تیل میں بھلانواہ جلادیں پھر صاف کر کے اس میں تخم کونچ اور اجوائن ڈالیں پھر تو تیار مردار
سنگ ملادیں۔ پھر خوب حل کریں جب مثل دودھ کے ہو جائے تب تازہ جگہ کے زخم پر چھان
کر لگادیں۔ ورنہ بغیر چھانے استعمال کرائیں۔

روغن بادام بنانے کی ترکیب: دیگچی میں تھوڑا پانی ابھر کر آگ پر
چڑھادیں۔ اوراس کے منہ پر جھر جھرا کپڑا ذرا تر کے باندھ دیں اوراس پر بادام کو ریزہ ریزہ
کر کے رکھ دیں۔ پھر ذرا سے توقف کے بعد اس کپڑے سے علیحدہ برتن میں تیل نچوڑ
دیں۔ اسی طرح کئی بار کریں تیل سے نکل آئے گا۔

روغن کو رقیق رکھنے کی ترکیب: قدرے سفوف پھٹکری ڈالنے سے رقیق ہو جاتا
ہے اور جمتا نہیں۔

گندھک کا تیل: ایک پاؤ السی کا تیل خوب پکائیں۔ جب دھواں اٹھنے
لگے تو الگ رکھ لیں اور پسا ہوا گھدھک ڈیڑھ، دو ماشہ اُس پر چھڑک کر ملا دیں اگر
گندھک آملہ سار ملائیں تو بہتر ہوگا۔ طاقت، کھانسی دمہ، ہاضمہ کے لیے بتاشے میں ایک
قطرہ کھلائیں۔ اور خارش پر اوپر لگائیں۔

از قسم شعبدہ تریاق متفرق

پانی جمانا۔ میدہ لکڑی و برگ ہرن کھری ان میں سے ایک یا دونوں سے پانی
منجمد ہو جاتا ہے۔ یہی تاثیر تالمکھانہ کے بیج میں ہے۔

اکسیر نور محمد والا۔ عرق دھتورہ سیاہ عرق گھونگچی سفید، عرق تھور تدھارا عرق ہلہل
ہر واحد ۲ تولہ، سیماب ۶ تولہ ناریل میں بھر کر چار بار کپڑ وٹی کر کے ۶ ماہ زمین میں دفن

رکھیں۔ پاؤرتی بادن تولہ۔

نسخہ زہر سانپ: ہلدی آدھا تولہ پیس کر پاؤ بھر گائے کے دودھ میں حل کرکے آدھے آدھے گھنٹے میں تین مرتبہ پلائیں۔ زخم پر لگانے کی کچھ ضرورت نہیں۔

دیگر: آک کا دودھ زخم میں بھرتے جائیں جب جذب ہونا بند ہو جائے تو سانپ کا زہر ختم سمجھیں۔

دیگر: ریٹھا گھس کر دو تین ماشہ پلائیں۔ سب زہر قے سے نکل جائے گا۔

محافظت تلوار واوزار وغیرہ از زنگ، تیل تلی وغیرہ میں لہسن ڈال کر پکالیا جاوے جب لہسن جل جاوے تب اس تیل کی مالش کرکے زنگ نہیں لگتا۔

برائے خوشبو کردن عرق عورت: گل انبہ ناشگفتہ کہ آنرا مور گویند دو حصہ وبسیاسہ یک حصہ کوفتہ بیختہ بدارند و دو وقتہ بقدر سا ماشہ تاہفتہ بخورند یا زیادہ۔ از اعضاے بوے خوش آید۔

برائے اخراج بچہ زندہ یا مردہ از رحم: اگر پوست مار را عورتِ حاملہ درران کود بندد بچہ زندہ یا مردہ در والادت اخراج کند عجیب است۔

برائے کثرتِ لبن فی الثدبین: زیرہ سفید آرد برنج ساٹھی باشیر گاؤ حریرہ کردہ ہفت روز بخورند۔

برائے تشنج دست و پا مجرب: ناخنخواہ پاؤ سیر۔ افیون یک دام آن قدر باریک بسایدکہ پارچہ بیز شود۔ روزمرہ دو سہ دام گرفتہ بقدر یک ماشہ افیون دران انداختہ در رکابی گلی قدرے آب اندانتہ بپزد نیگرم ضماد کنند۔

چٹنی، اچار، مربا

اچار گاجر: گاجر ۲ سیر، رائی ۵ تولہ، نمک ۵ تولہ نمک ۵ تولہ، مرچ سرخ ایک تولہ مرچ سبز، ۱۰ تولہ، اوّل گاجر تھوڑے پانی میں ابال لیں کہ گل جائے پھر خشک کرلیں پھر سب چیزیں ملا کر اچار تیار کریں۔

چٹنی عمدہ: کھٹائی انبہ خشک ایک سیر، ادرک لہسن، مرچ سرخ، ایک ایک چھٹانک پودینہ درسایہ خشک نمودہ ۳ تولہ، نمک ۵ تولہ کلونجی سالم، ۲ تولہ، چھوارے ۵ تولہ، کشمش ۵ تولہ، شکر ایک سیر، سرکہ ا بوتل۔

مربائے ادرک: ادرک حسب ضرورت لے کر سوئی سے اچھی طرح گود لیں اور پانی میں ایک کنکری نمک ڈال کر اس قدر پکائیں کہ خوب گل جائے۔ ادرک نکال کر خشک کرلیں اور بچے ہوئے پانی میں شکر کا قوام کر کے اس میں ادرک ڈال کر منھ بند مرتبان میں رکھیں۔ معدہ، ہاضمہ، اور بلغمی امراض کے لیے بہت مفید ہے۔

معجون مختصر: ثعلب مصری، شقاقل مصری، تج، جاپھل، کلیجن، دار چینی، زعفران، لونگ، عاقر قرحا، سونٹھ، موصلی سیاہ، موسلی سفید، ہر ایک ایک تولہ مغز بادام آدھ پاؤ، مغز ناریل، مغز پستہ، مغز چلغوزہ چرونجی ہر ایک ۶ ماشہ، شکر ڈیڑھ سیر، گھی ۳ پاؤ، دودھ کا کھویا ایک سیر، پہلے کھویا بھون کر سرخ کرلیں اور مغزیات مع چرونجی پسوا کر گھی میں بھون لیں اور اس کھوئے میں شامل کرلیں پھر شکر گھی اور آدھی بوتل عرق گلاب ڈال کر اچھی طرح قوام بنالیں پھر چولہے سے اتار کر بقیہ دوائیں تھوڑی تھوڑی ڈال کر ملالیں۔ یہ چالیس خوراکیں ہیں۔ خوراک ۲ تولہ پاؤ بھر دودھ کے ساتھ۔

معجون برائے درد معدہ اشتہا: طباشیر ڈیڑھ تولہ، پودینہ خشک، دانہ الائچی خورد، پوست ترنج (سنگترہ)، پوست بیرون بستہ، ساذج ہندی (تیز پات)، سعد کوفی (ناگرموتھا)، گل سرخ ہر ایک ۱۱ ماشہ، مصطگی رومی، اگر غرقی ہر ایک ڈیڑھ تولہ مرچ سیاہ ۴ ماشہ، لونگ ۲ ماشہ، آملہ مربا ۲۴ دانے۔ ہلیلہ مربہ ۱۲ دانے، بہی مربا ۴ دانے، عرق گلاب، عرق کیوڑہ، شربت انار شیریں، شربت انار ترش، ہر ایک آدھا سیر، عرق لیموں کاغذی ۹ تولہ، عرق بجورہ (لمبا نیبو) ۷ تولہ، شکر ایک سیر، سب کو پکالیں خوراک ۲ تولہ، سونے کے ورق ملالیں تو بہتر ہے۔

شربت مصفی خون: برادہ شیشم ۸ تولہ، برادہ چوب چینی ۴ تولہ، سورنجان شیریں ۴ تولہ، عناب ۲۵ دانے، صندل سرخ ۳ تولہ، صندل سفید ۳ تولہ، شاہترہ ۲ تولہ، ہلیلۂ زرد ۲ تولہ، افتیمون ۲ تولہ، بسفائج ۲ تولہ، گل نیلوفر ۲ تولہ، گل سرخ ۲ تولہ، گل بنفشہ ۳ تولہ، سب کو کوٹ کر تین سیر پانی میں ایک رات بھگو کر رکھیں۔ پھر صبح کو جوش دیں۔ جب نصف رہ جائے تو چھان لیں اور تین سیر شکر یا مصر ڈال کر دوبارہ آگ پر رکھیں اور قوام بنالیں۔ خوراک ۳ تولہ نہار منہ استعمال کریں۔

متفرقات

اگر اُلو کا دل سوئے ہوئے شخص کے سینے پر رکھ دیں تو جو کچھ اس نے بیداری میں کیا ہے پوچھنے پر بتادے گا۔

کسی عضو سے خون بند نہ ہوتا ہو تو زمرد پیس کر لگائیں۔

زمرد اور زعفران پیس کر آنکھوں میں لگانا بینائی کے لیے مفید ہے۔

فیروزہ بھی بصارت کے لیے مفید ہے زہر دور کرنے کے لیے فیروزہ کھلانا مفید ہے۔

سونے کی سلائی سے سرمہ لگانا بصارت کے لیے مفید ہے۔

اگر کسی مقام پر زائد گوشت پیدا ہو جائے تو سیسہ باندھنا مفید ہے گلا دے گا۔

نیبو کے عرق میں موتی رکھے جائیں تو نرم ہو کر جلد پس سکیں گے۔

چیچک نکلنے پر اگر پاؤں میں منہدی لگا دیں تو آنکھوں میں چیچک نہیں نکلتی۔

بانس کے دھوئیں سے سانپ بھاگ جاتے ہیں زمرد اور یاقوت پیس کر کھلانے سے سانپ کا زہر زائل ہو جاتا ہے۔

نیلوفر پیس کر لگانے سے چیچک کے داغ دور ہو جاتے ہیں۔

انجیر کے پتے اور پرانی مونگ پھلی کھلانے سے سانپ کا زہر زائل ہو جاتا ہے۔

پیاز کے ساتھ پودینہ کھانے سے معدے کے کیڑے مر جاتے ہیں اور منھ کی بدبو دور ہو جاتی ہے۔

سیپ کا ٹکڑا بچے کے گلے میں باندھنے سے دانت بغیر تکلیف کے نکل آتے ہیں۔ کفِ دریا کھانے سے عقل تیز ہوتی ہے اور قلب کو تسکین ہوتی ہے۔

ڈھائی حصہ رال اور ایک حصہ موم ملا کر رکھ لیں پگھلا کر بالوں کی جڑوں میں لگانے سے بے کار بال دور ہو جاتے ہیں۔

سات حصہ اسپرٹ میں ایک حصہ لاکھ (چپڑا) ڈال دیں وارنش بن جائے گا۔

پاگل کتے کے لیے اور جذام کے لیے آک کے پتے کھلانا بہت مفید ہے۔

قطعاتِ تاریخ

اب راقم الحروف کچھ اپنے تیار کیے ہوئے قطعاتِ تاریخ بھی بطورِ یادگار شامل کرتا ہے۔ والد ماجد گلاب خاں صاحب کا انتقال بروز سہ شنبہ (صبح کو ساڑھے سات بجے) ۱۸/ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ (۲۳/جولائی ۱۹۲۴ء) جبل پور میں ہوا اور وہاں رانی تالاب کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ یہ تاریخ لکھیں:

گورش بود زنور پُر، روحش صفاز مصطفےٰ   باد گلاب خان را سایۂ لطفِ کبریا

۴ ۲ ۹ ۱ ء   ۲ ۴ ۳ ۱ ھ

پھر یہ اشعار لکھے

بدرّ حیات بہ اسہال سحر دام بکرد   زفوتِ خویش شکستِ دلِ غلام بکرد

بوقت صبح، بہ سہ شنبہ ہشت ودہ ذی الحج   بہ بست و سہ ز جولائی قضا تمام بکرد

چوہشتِ دار جہاں راز حکمِ حیِ ودود   گلاب خاں بہشتِ جناں مقام بکرد

۲ ۴ ۳ ۱ ھ   ۴ ۲ ۹ ۱ ء

علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی ٹریننگ کالج کے پروفیسر وحید الحق صدیقی صاحب کے ہم زلف صغیر احمد صاحب کی شادی کے موقع پر ایک مزاحیہ سہرا لکھا تھا۔ اس کے کچھ اشعار یہ ہیں:

شاید اللہ سے پیدا ہوتے ہی   طے کرالی تھی اپنی شادی بھی
اس لیے نام ہے ''صغیر احمد''   بلکہ تاریخ بھی ہے شادی کی

۱۳۵۳ھ

محبِ مکرم جناب محمد ممتاز صاحب کھرگ پوری کے والد حاجی عبدالعزیز صاحب کے انتقال پر یہ تاریخ لکھی:

ہاتفے این بشارتے گفتہ ست   حاجی عبدالعزیز یافتہ خلد

۳   ۵   ۳   ۱   ھ

محبِ مکرم جناب انتظام الدین صاحب (علی گڑھی) کے خالو جناب ڈاکٹر مولوی حاجی سیّد محمد علی شاہ صاحب کی وفات پر یہ دو قطعات لکھے:

محمد علی شہ بحکمِ مجید   ازیں دہر رو سوے عقبٰی بتافت
چہ قصرے ز فضل حمیدِ مقیت   محمد علی شہ بہ فردوس یافت

۱۹۳۷ء   ۱۳۵۵ھ

صد افسوس آن مخزنِ علم و دانش   بحکم قضا رفت از دارِ دنیا
غلامِ حزیں از لبِ آرزو گو   محمد علی شاہ در خلد بادا

۱ + ۱۳۵۴ = ۱۳۵۵ھ

ایک بچہ دوشنبہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ (۷/فروری ۱۹۳۸ء) کو پیدا ہوا اور قریب ۲۷ گھنٹے زندہ رہا۔ بڑے بھائی حاجی نذیر احمد خاں صاحب اس کے لیے دعا گو تھے:

شد تولّد پسر ز فضل الٰہ   نور دیدِ نذیر احمد خاں

۶   ۵   ۳   ۱   ھ

محبِ مکرم جناب سیّد محمد صاحب مرادآبادی (محلّہ فیض گنج، مرادآباد) جو کراچی

میں اب پولیس کے بڑے عہدے پر فائز ہیں، ان کا عقد علی گڑھ میں ہوا اور چار سال کے بعد لکھنؤ میں شادی ہوئی: ٥

در علی گڑھ عقد عید ، از لکھنؤ در مراد آباد شد جمعِ نفوس
بعد از پے پردنِ وے چار سال مشفقم سیّد محمد شد عروس

۱۰ - ۱۳۶۶ھ = ۱۳۵۶ھ

محبِّ مکرم جناب انتظام الدین صاحب کے والد ماجد مبارز الدین صاحب (علی گڑھ) کے انتقال پر یہ تاریخ لکھی:

کیوں ہو الم کہ اس کا اب منہ نہیں رہا ہے
سیّد مبارزالدیں خلدِ بریں گئے اب

۱-۱۳۵۸=۱۳۵۷ھ

"خان صاحب" خواجہ لطیف احمد صاحب (معتمد بزمِ "علیگ") جب امراؤتی سے آکولہ تبدیل ہو کر گئے تو یہ اشعار لکھے:

ھذا من فضل المنعم	لامعۂ تاریخ	بفراقِ منتقل شدن
۱۹۳۸ء	۱۳۵۷ھ	۱۳۵۷ھ

خواجۂ عاطفت لطیف احمد یاور و سرپرستِ بزمِ علیگ
۱ ۳ ۵ ۷ ھ

"خان صاحب" خطاب وہم خوش بخت دارد اودل ، دماغ و عزمِ علیگ
خواجۂ ما و خواجۂ ہمگاں پیر لیکن جو انِ رزمِ علیگ

از امراوتی به آ کولہ می رود، ہم قیام جزمِ علیگ
از لبِ یاسؔ می کنم یادش "معتمد در نظامِ بزمِ علیگ"

۱۰+۱۹۲۸ء=۱۹۳۸ء

بسم اللہ الخالق المعروف

۱۳۵۷ھ

تاریخِ شنقارِ نواب جید

۱۹۳۸ء

نواب بہادر ڈاکٹر سر محمد مزمل اللہ خاں صاحب رئیس بھیکم پور (علی گڑھ) سابق وائس چانسلر، مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ:

چوں نواب مزمل اللہ رفتہ خورم صد غمِ آں شہِ طمطراقی
سر و خاں بہادر، سخی مثل حاتم علومِ جہاں راشدہ تاج و تاقی
مرفّہ علی گڑھ ز فیضِ عمیمش کہ شانِ عرب داشت، آنِ عراقی
"بخلد است مزمّل اللہ عابد" بہ کوثر شود سیر از فیضِ ساقی

۱ ۳ ۵ ۷ ھ

"زبھیکم پور آن حاجی شہ برفتہ" بہ خلدِ بریں یافت آن عیشِ باقی

۱۳۵۷ھ ۱۹۳۸ھ

استاذی پروفیسر ضیاء احمد صاحب مدظلہ کے بڑے بھائی مولانا رضی احمد بدایونی کے انتقال پر یہ قطعہ لکھا:

حیف شد خاموش حالا شمعِ علم

۱۹۳۹ء

وائے مولانا رضی احمد نہ ماند

۸ ۵ ۳ ۱ ھ

خان بہادر حاجی سیّد زین الدین ایم اے (علیگ) پنشنر کلکٹر ۲۴ ستمبر ۱۹۳۹ء کو حرکتِ قلب بند ہوجانے سے علی گڑھ میں فوت ہوئے۔ وہ اپنے والد ماجد سیّد زین العابدین مرحوم کی طرح علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے محسن تھے۔ اعزازی خازن، ٹرسٹی وغیرہ کے عہدوں پر فائز تھے۔ یونی ورسٹی کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

زینِ دیں آن دُرِ زین العابدیں — عابدین و دینِ حق را چوں نگیں
از علی گڑھ یافت او فضل و کمال — زو علی گڑھ یافت امدادِ مہیں
زینتِ بزمِ علی گڑھ را فزود — بود شمعِ بزم ہم دُرِ ثمیں
این جہانِ آب و گِل بگذاشتہ — ماہمہ را کرد غمگین و حزیں
چوں جدا شد حرکتِ قلب از اجل — "رفت زین الدین درِ خلد بریں"

۳ - ۱۹۴۲ = ۱۹۳۹ء

اتوار ۸/اکتوبر اور پیر ۹/اکتوبر ۱۹۳۹ء کی درمیانی شب میں ۹ بج کر ۲۵ منٹ پر جبل پور میں بچی پیدا ہوئی۔ یہ قطعہ تاریخ لکھا:

شد تولد عجوزۂ بہ وطن — نقشِ نو اندریں جہانِ کہن
شب دو شنبہ ساعتِ نہ بود — حرف از بست و چار شعبان زن
خال گفتش کنیز فاطمہ نام — صانہا اللہ عن شر و رزمن

۲۲۲ + ۱۱۳۶ = ۱۳۵۸ھ

میرے شاگرد عبدالوکیل احمد صاحب (وون، ضلع ایوت محل۔ برار) نے اپنے کسی عزیز جناب شریف محمد خاں کے انتقال پر تاریخ کی فرمائش کی تھی۔ یہ شعر لکھا تھا:

دریافتہ بخلد مقامے نشاط بن   شادان برین شریف محمد دوام باد

۹ ۳ ۰ ۹ ۱ ء   ۸ ۵ ۳ ۱ ھ

استاذی حضرت قاری ضیاء الدین احمد علیہ الرحمہ کے چچا مولانا منیر الدین الہ آبادی علیہ الرحمہ کے انتقال پر یہ قطعہ تاریخ لکھا:

حجتِ اسلام ، فرقِ فرقدان   محسنِ دوران ، فقیہِ دین رفت

۸ ۵ ۳ ۱ ھ   ۸ ۵ ۳ ۱ ھ

جہبذ التحریر و تاجِ نیّرین   ہادیِ تکوین بعلیین رفت

۹ ۳ ۹ ۱ ء   ۸ ۵ ۳ ۱ ھ

زین جہاں خستہ و ماتم سرا   قبلہ علّامہ منیر الدین رفت

۹ ۳ ۹ ۱ ء   ۸ ۵ ۳ ۱ ھ

”خان صاحب“ خواجہ لطیف احمد صاحب (ڈسٹرک انسپکٹر آف اسکولس۔ امراؤتی) کے انتقال (۱۲؍جون ۱۹۴۱ء) پر یہ قطعہ لکھا:

رفت افسوس آن شہیر و شریف   مشفقم خواجۂ لطیف احمد

منبع علم و فضل و خلقِ عظیم   محسنِ قوم بود چوں شاید

زیستش مہر و لطف می آورد   مرگش اندوہ و غم بسا آرد

کشتۂ خنجرِ رضایش را   خوش بود آن کز آسمان آید

بہرِ خلد آمد این قضائے جمیل   شو رواں خواجۂ لطیف احمد

۱ ۴ ۹ ۱ ء   ۰ ۶ ۳ ۱ ھ

بسم اللہ الحافظ العلام

۱۳۶۰ھ

تاریخ نیاز آگین

۱۳۶۰ھ

ہدیۂ جاوید بعزیزانِ بلقیس جمال و محمد سلیم خاں، سلمہا الغنی الحمید

۱۳۶۰ھ　　　　۱۳۶۰ھ

بود بلقیسے کہ آشفتہ سلیمانؑ شدازو　　　ہست بلقیسے کزو رماں شود بہرِ سلیم

ہدہدے آورد پیغامے سلیماں را ازو　　　لیک این جا خود سلیم آورد پیغامِ حلیم

شد سرِ دولت نثارِ مہر چون گفتم کہ ہست　　　مہر بلقیس از سلیماں صرف بلقیس و سلیم

۴　　　۱۳۶۴-۴ھ = ۱۳۶۰ھ

اے غلامِ مصطفٰے خاں شعرِ دیگر ہم بگو　　　تاز سالِ عیسوی و ہجری آن باشد کلیم

"باد دایم دیدافزا ایں جمالِ علم و فضل"　　　عشرتِ بلقیس نیک آید سلامت با سلیم

۰ ۶ ۳ ۱ ھ　۱ ۴ ۹ ۱ ھ

میرے شاگرد عبدالوکیل احمد صاحب (وون۔ ضلع ایوت محل-برار) کی والدہ قمر النساء صاحبہ کا انتقال ہوا تو یہ قطعہ لکھا:

مخدومہؒ کہ مادرِ عبدالوکیل بود　　　از لطفِ خاص بر ہمہ انعام عام کرد

چوں کا خہاے عالمِ فانی رداند اشت　　　قمر النساء بجنتِ اولی قیام کرد

۰ ۴ ۹ ۱ ء　۹ ۵ ۳ ۱ ھ

ناظم برقیات حاجی عباس علی صاحب (امراؤتی) کے فرزند سجاد حسین سلمہٗ کی سولھویں سال گرہ کے موقع پر یہ قطعہ لکھا۔ (بوہرہ حضرات کے نزدیک یہ سال شرعی طور پر

بلوغت کا ہوتا ہے)

حاجی عباس علی صاحبِ بزم
کیوں نہ خوش ہوں کہ یہ ہے شادیِ عین

ان کے فرزند کا ہے سولہواں سال
عمر کے واسطے ہے زینت و زین

اپنے ماں باپ کے لیے جو ہے
''خرمنِ آرزو و قرۃ عین''

۱ ۹ ۴ ۰ ء

اس سعادت سے ان کے گھر بھر کو
ہو نہ ہرگز کوئی بھی شورش و شین

مہرِ لب زندگی بھی ثبت کرے
بالغِ ایماں ہوئے سجاد حسین

۷ ۱۳۵۲+۷ = ۱۳۵۹ھ

حضرت بیدلؔ بجنوری نے عبدالاضحیٰ ۱۹۴۱ء/۱۳۵۹ھ (۹رجنوری) کی تہنیت میں ایک قطعۂ تاریخ پیشگی بھیجا تھا۔ دوسرے دن میں نے یہ قطعہ انھیں روانہ کیا۔

حضرتِ بیدلؔ نے بھیجی تہنیت
عیدِ قرباں پر ہوئی قربان عید

عید کی وہ تہنیت خود عید ہے
اس خوشی کی خود ہوئی برہان عید

''حضرتِ بیدل مبارک روز ہو''
''وہ خوشی ہے گوہرِ ایمان عید

۱ ۴ ۹ ۱ ء ۹ ۵ ۳ ۱ ھ

بسم اللہ الحافظ العلّام
قطعۂ صدارتِ بہجت آئیں

۰ ۶ ۳ ۱ ھ ۰ ۶ ۳ ۱ ھ

طوطیِ اعجاز بیان و جان و دلِ عارفاں نواب عبدالوحید خاں صاحب حاکم گیوردھا

۲ ۴ ۹ ۱ ء

ادام اللہ فیضہٗ ومقاربہٗ

۱۳۶۰ھ

آج عجب بہار ہے، چرخ بھی عطر بار ہے
بزم کو افتخار ہے، بزم ہے ہمسرِ چمن

لالۂ و گل کے واسطے، بادہ و مل کے واسطے
آج ہے پھر کھلا چمن، بچھڑا جو ہے وطن

گل ہے لیے ہوئے باغ، کیف سے دل ہے باغ باغ
جھوم رہے ہیں باغ و راغ، وجد میں ہیں تل و دمن

گل کا جو پالیا سراغ، ہنس دیے صورتِ چراغ
زار و نزار تھی ہزار، اشک فشان جو تھا چمن

سب کو جو یہ فراغ ہے، عرش پہ بس دماغ ہے
کیوں نہ ہو جب کہ زاغ ہے بوسہ ستان یاسمن

ایسی بہار کیوں ہوئی؟ زخمۂ تار کیوں بنی؟
ایسی خوشی کا کیا سبب؟ ایسی خوشی کی کیا لگن؟

بات یہ ہے کہ شاہ فضل، آج یہاں ہیں محو بذل
جن کا کرم جہاں جہاں جن کا کرم چمن چمن

یعنی وہ شاعر و ادیب، صوفی صفہ حبیبؐ
عبد وحید خاں ہے نام ہیں، وہ وحید ہر زمن

آپ کے نام کے عدد، بابرکت ہیں بے عدد
یعنی مثالِ بسملہ غالب و آمر زمن

آپ کی ذات میں نہاں شان و شکوہ خسروی
آپ کے وصف سے عیاں فقرِ مزاج کوہکن

آپ ہیں زینت حیات، واقفِ راز کائنات
جامعِ خوبی و صفات، حاملِ اسوۂ حسن

اہل دول میں ہیں شہیر جود و سخا میں بے نظیر
آپ کی دادت میر کیوں نہ بنے یہ انجمن

یعنی یہ بزم جس کے فرد، ملک ادب کے رہ نورد
اہل خلوص و اہل درد، اہلِ علوم و اہلِ فن

نور سعادت نہاں ان کی جبیں سے ہے عیاں
میرے لیے وہ مثلِ جاں، ان کے لیے میں مثلِ تن

ان کی دعا یہ ہے مدام اے شہِ بزم، صبح و شام
آپ پہ حق کا ہو سلام، آپ ہیں ظل ذوالمنن

اب جو غلامِ مصطفےٰ شعر لکھے پُر از صفا
ہجری عیسوی ہو سن صاف ہو اس طرح سخن

غازی رزم آپ ہیں سبلت بزم آپ ہیں
آپ ہیں مقبل وحید، آپ ہیں فخرِ انجمن

۲ ۴ ۹ ۱ ء
۰ ۶ ۳ ۱ ھ

(یک شنبہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۸ جنوری ۱۹۴۲ء)

جناب عبدالقدیر صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ایلچ پور کی صاحبزادی ثریا بانو کی وفات پر یہ تاریخ لکھی:

زیرِ فلک و توجِ ثریا بجا نہیں   اس واسطے وہ قطعۂ عرش قدر ہے

١٣٦١ھ   ١٩۴٢ھ

ناگ پور یونی ورسٹی کورٹ کا ممبر منتخب ہوا تو حضرت بیدل بجنوری نے یہ تاریخ بھیجی:

ہو مبارک غلام مصطفےٰ خاں   طالبِ علم کو سپورٹ ہوئے

ہو گئی یونی ورسٹی محفوظ   سر چھپانے کو سوب فورٹ ہوئے

کیوں کشادہ نہ ہوگا بابِ علوم   گنجِ معنی کے پاسپورٹ ہوئے

اس کی تاریخ یہ لکھو بیدلؔ   شاملِ ممبرانِ کورٹ ہوئے

١٣٦١ھ

میں نے دوسرے دن یہ تاریخ شکریے میں اُن کو روانہ کی:

حضرت بیدل کہ چون استاذِ من   عالم و دانائے فاضل آمدہ

خوشہ چینِ باغِ داغ است از ادب   خوشہ پروین چو سائل آمدہ

گفت تاریخے برائے ایں فقیر   لطفِ اُو در حال شامل آمدہ

بادلِ خوش ہاتفِ آزاد گفت   بے بدل تاریخِ بیدل آمدہ

١٩۴٢ء   ١٣٥٥+٦ = ١٣٦١ھ

محبِ مکرم سید محمد صاحب مرادآبادی کے والد ماجد سید مہدی حسن صاحب کے انتقال پر یہ قطعہ لکھا:

"مکمل سید مہدی حسن صاحب، پراسیکیوٹنگ انسپکٹر"

١٩۴٢ء

"قدوۂ دودمانِ فیض گنج، شہر مراد آباد"

١٩۴٢ء

سیّد مہدی حسن مخدومِ ما
در علومِ مذہب و تاریخ آں
پنج ذی قعدہ و پنجدہ نومبر
چوں محمد مصطفٰے و حامدش
آں کزو عالم خبر داری گرفت
۲ ۴ ۹ ۱ ء

داشت علم و فضل و ہم خلقِ حسنؐ
بود فخرِ ہر دیار و ہر زمن
بود یک شنبہ کہ شد زینِ انجمن
ہیچ پسرے نیست در شہرِ وطن
داخلِ جنت ہماں مہدی حسن
۱ ۶ ۳ ۱ ھ

جناب محفوظ الکریم کلیم جبل پوری (شاگرد حضرت احسن مارہروی) نے قطعاتِ تاریخ کا ایک مجموعہ ''گنجینۂ تاریخ'' کے نام سے ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰ء میں مرتب کیا تھا اور ۱۹۴۲ء میں اسے شایع کرنا چاہتے تھے۔ میں نے اس مجموعے کے سالِ ترتیب کی یہ تاریخیں کہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
۶ ۸ ۷

زیب زمن نورِ کلام کلیم
۳ ۶ ۵ = ۹ ۴ ۳ ۱ ھ

آں کہ کلیم است بمصباحِ شعر
۹ ۴ ۳ ۱ ھ

مست مئے نطق ، بمجثِ حلیم
۹ ۴ ۳ ۱ ھ

نامِ او محفوظِ کریم است ازیں
۹ ۱ ء

یافتہ گو حفظِ کریم علیم
۰ ۳ ۹ ۱ ء

طرحِ کمالات چو پرداختہ
۰ ۳ ۹ ۱ ء

وقفِ عدد کرد عذابِ الیم
۰ ۳ ۹ ۱ ء

مبدعِ گنجینۂ تاریخ ہست
۰ ۳ ۹ ۱ ء

یافتہ اینک ز خدائے علیم
۹ ۴ ۳ ۱ ھ

محی حسن احسنِ مارہروی فیض رسانِ از لی کلیم

۹ ۴ ۳۰ ۱ ۵ ۹ ۳ ۱ ۵

صادقِ حکم آمدہ تقریظِ او آئینہ قربِ مذاقِ سلیم

۰ ۳ ۹ ۱ ء ۹ ۴ ۳ ۱ ۵

طورِ اماں گشت جبل پور از انک شمعِ کلامِ است فرازِ کلیم

۹ ۴ ۳ ۱ ۵ ۹ ۴ ۳ ۱ ۵

سالِ چنیں پیشکش آزاد گفت مشعلِ طور ست حصولِ کلیم

۹ ۴ ۳ ۱ ۵ ۹ ۴ ۳ ۱ ۵

غلام مصطفےٰ خاں آزادِ بیداد

۱۹۵۱ - ۲۱ = ۱۹۳۰ء

معلم اردو، کنگ ایڈورڈ کالج مدینۂ امراؤتی، برار

۰ ۳ ۹ ۱ ء

عزیزم مرزا موسیٰ کلیم اللہ بیگ کی شادی پر یہ تاریخ لکھی (موضع کالی، ڈگرس، ضلع ایوت محل برار)

اے غلامِ مصطفےٰ خاں از لبِ بہجت بگوے

زیں عروسی شادماں مرزا کلیم اللہ گشت

۲+ ۳ ۴ ۱۹ =۵ ۴ ۹ ۱ ء

عزیزم شجاعت علی عشرتؔ کی شادی کی یہ تاریخ لکھی (امراؤتی)

عزیزم شجاعت علی یعنی عشرت بفضلِ خدا ، خانہ آباد بھی ہیں

یہ ''عشرت کا جلسہ مبارک ہوا'' ہے سبھی ہیں شریک اور سبھی شاد بھی ہیں

۴ ۶ ۳ ۱ ھ

"شجاعت علی عشرت آباد بھی ہیں
"سعادت قرین، شادل جادواں ہیں"
۱ ۹ ۴ ۵ ء
۱ ۳ ۶ ۴ ھ

میری اہلیہ مرحومہ کنیز آمنہ بی میرے ماموں قبلہ مولوی عبدالمجید خاں صاحب کی صاحبزادی تھیں۔ قاضی محلہ سیونی (C.P) میں اتوار ۱۹/جمادی الاوّل ۱۳۴۱ھ (۷/جنوری ۱۹۲۳ء) کو سہ پہر ۴ بج کر ۲۵ منٹ پر پیدا ہوئیں۔ اور جمعہ ۱۴/محرم الحرام ۱۳۶۷ھ (مطابق ۲۸/نومبر ۱۹۴۷ء) قریب ۴ بجے سہ پہر کو کراچی میں انتقال ہوا اور وہاں میوہ شاہ کی جنوبی فصیل کے باہر دفن ہوئیں۔ قبر کے لیے یہ کتبہ تیار کیا:

"گورِ آمنہ بی بنت مولوی عبدالمجید خاں جبل پوری"
۱ ۹ ۴ ۷ ء

این غریب آمنہ چو کردہ سفر	سینہ شق ، نیز چشم پُرنم گشت
۱ ۹ ۴ ۷ ء	۱ ۹ ۴ ۷ ء
غربت، اسہال و زچگی اسقام	زیں سعادت سعید و مکرم گشت
۱ ۹ ۴ ۷ ء	۱ ۹ ۴ ۷ ء
صبح عاشورہ دیدہ پرسش رفت	وائے، دل سوز حدِّ آں غم گشت
۱ ۹ ۴ ۷ ء	۱ ۹ ۴ ۷ ء
روز جمعہ بخلد آمنہ شد	طوف آں چار دہ محرّم گشت
۱ ۳ ۶ ۷ ھ	۱ ۳ ۶ ۷ ھ
بچگاں سہ زشش بجنتِ قدس	ہر یک اوراسہیم ہمدم گشت
۱ ۳ ۶ ۷ ھ	۱ ۳ ۳ ۷ ھ
از جہاں گشت واصلِ جنت	پس باین طور او مکرّم گشت

۱۳۶۷ھ ۱۳۶۷ھ

از بے نشان و عنواں – غلام مصطفےٰ خاں

۵۸۴ - ۱۹۵۱ = ۱۳۶۷ھ

قبلہ ماموں مولوی عبدالمجید خاں صاحب کا انتقال سیونی (C.P) میں یک شنبہ ۱۸/ذی قعدہ ۱۳۷۱ھ (۱۰/اگست ۱۹۵۲ء) کو ہوا۔ یہ تاریخ لکھی:

تاب عبدالمجید خان بشرأ رب ارحم ذنوبہ عفوأ

۱۳۷۱ھ ۱۳۷۱ھ

استاذی حضرت قاری ضیاء الدین احمد صاحب الہ آبادی جمعہ ۲۹/جمادی الاوّل ۱۲۹۰ھ (۲۵/جولائی ۱۸۷۳ء) کو پیدا ہوئے اور شنبہ ۷/ربیع الآخر ۱۳۷۱ھ (۵/جنوری ۱۹۵۲ء) کو الہ آباد میں انتقال فرمایا۔ ان کے لوحِ مزار کے لیے یہ قطعات لکھے:

روضۂ کنز المعانی حفص التجوید و القرأت

۱۲۹۰ھ ۱۳۷۱ھ

حجت القرأ مولانا مولوی حافظ

۱۹۵۲ء

قاری ضیاء الدین احمد صاحب انار اللہ برہانہٗ

۱۳۷۱ + ۵۸۱ = ۱۹۵۲ء

ضیاء الدین احمد بحرِ الطاف کزو دین پاک وجہ و پُرضیا گشت

۱۲۹۰ھ ۱۸۷۳ء

بہ تجویدِ و قرأت فوزِ عالم بہ ورع و یاد فخرِ اولیا گشت

۱۳۷۱ھ ۱۹۵۲ء

ادب آموز از و حفاظ و قراء | سر نو انس و جن را مقتدا گشت
۱ ۷ ۳ ۱ ۵ | ۲ ۵ ۹ ۱ ء

بہ طبع جیدہ شمس الضحیٰ بود | بہ ذہنِ قامعہ بدرالدجیٰ گشت
۱ ۷ ۳ ۱ ۵ | ۲ ۵ ۹ ۱ ء

زموت العالم آن حق موت العالم | مطہر دینِ کامل بے ضیا گشت
۱ ۷ ۳ ۱ ۵ | ۲ ۵ ۹ ۱ ء

علی گڑھ میں حضرت قاری صاحب علیہ الرحمہ نے مجھے تجوید پڑھائی تھی اور عربی صرف ونحو بھی۔ پھر وعدہ فرمایا تھا کہ ان شاء اللہ قرأتِ سبعہ بھی پڑھاؤں گا۔ چناں چہ ۱۹۴۱ء میں جب کہ وہ ہجری سال سے قریب ۷۰ سال کے ہو چکے تھے، اپنے وعدے کی خاطر خود ہی امراؤتی تشریف لائے۔ جہاں میں کنگ ایڈورڈ کالج میں لیکچرر تھا۔ تحفۃ الاطفال، مقمہ الجزری، اصول الشاطبیہ وغیرہ پڑھائیں۔ مولانا عبدالرب صاحب جبل پوری نے اُن کی تشریف آوری پر یہ اشعار مجھے روانہ فرمائے:

ہو مبارک آپ کو قاری غلامِ مصطفےٰ | حضرتِ استاذِ اعظم نے کیا رنجہ قدم
اپنے زہے طالع مکاں کے جس میں ہوں رونق فزا | افسر القرّاء ضیاء الدین احمد محترم
پیش کش کرتا ہے عبدالرب بطورِ تہنیت | گر قبول افتد زہے الطاف و صد گونہ کرم

قبلہ والدہ محفوظ النساء صاحبہ نے یک شنبہ ۱۷ر صفر ۱۳۷۶ھ (۲۳ر ستمبر ۱۹۵۶ء) کو قریب ۸۳ سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور کراچی میں تین ہٹی کے قبرستان میں دفن ہوئیں۔ یہ اشعار لکھے:

والدہ الحاجہ محفوظ النساء صاحبہ
۶ ۷ ۳ ۱ ھ

ایم بندہ حیف محفوظ النساء ہمدمِ بے حالیِ مغموم رفت

حج ، زیارت ہم عبادت روے داد سر بسر حق آشنا مرحوم رفت

۶ ۷ ۳ ۱ ھ ۶ ۵ ۹ ۱ ء

در نشاں سر چشمۂ الطاف بود آنکہ از فضلِ الٰہ معصوم رفت

۶ ۷ ۳ ۱ ھ ۶ ۵ ۹ ۱ ء

قبلہ بڑے بھائی حاجی نذیر احمد خاں صاحب نے دوشنبہ یوم الحج ۱۳۷۶ھ (مطابق ۸رجولائی ۱۹۵۷ء) کو ۶۰ سال کی عمر میں کراچی میں انتقال فرمایا اور قبلہ والدہ ماجدہ کے پہلو میں دفن ہوئے:

بیادِ گارِ اکرام برادرِ معظم

۷ ۵ ۹ ۱ ء

حاجی گرامی نذیر احمد خاں (علیہ الرحمۃ المتعالی)

۷ ۵ ۹ ۱ ء ۶ ۷ ۳ ۱ ھ

عالی منصب نذیر احمد خاں پارسا ، متقیِ ، شاد رواں

۷ ۵ ۹ ۱ ء ۶ ۷ ۳ ۱ ھ

در خصوصِ محبت و الفت بے نظیر آمدہ بہ بزمِ زماں

۷ ۵ ۹ ۱ ء ۶ ۷ ۳ ۱ ھ

پنج بار او مشرفِ حج ساخت آنکہ بخشد پناہ ہر عدواں

۷ ۵ ۹ ۱ ء ۶ ۷ ۳ ۱ ھ

حضرت دادا پیر خواجہ محمد سعید قریشی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی تاریخ میں یہ اشعار لکھے اور ان کے ہر پہلے مصرعے سے ۱۳۶۳ھ اور ہر دوسرے مصرعے

سے ۱۹۴۴ء برآمد ہوتا ہے:

محمد سعید آن قریشی نجابت
بہ حقی یتیم و بہ عرفان قربان
ز احسان و حسن نشاطے بکشتہ
شہنشاہِ اقلیم دل ، اوجِ عزت
بہ خاصاں سعیدِ زماں، قطب دوراں
۳ ۶ ۳ ۱ ھ

از اعطاءِ رحمت بہ خلدِ بریں شد
یتیم آمد و افضل الواصلیں شد
طریقت شکوہے بہ جنت مکیں شد
بہ فردوس ذی جاہ مسند نشیں شد
شہ مخلصین ، مرجع السالکیں شد
۴ ۴ ۹ ۱ ء

شجرۂ مبارکہ میں بھی یہ اشعار تاریخی ہیں جو میں نے شامل کیے ہیں:

شاہِ تاجِ اولیاء فضلِ علی بے عدیل
۵ ۴ ۹ ۱ ء

دے یہ دل کی دوا اُس پُرضیاء کے واسطے
۴ ۵ ۳ ۱ ھ

قطب دوراں روحِ عرفاں سعیدِ دیں خواجہ سعید
۴ ۴ ۹ ۱ ء

دل ہوا نور اس قریشی پارسا کے واسطے
۳ ۵ ۳ ۱ ھ

عاشقِ دیدارِ مولیٰ شاہ زوار حسین

شرع وایماں کر خطا اس باصفا کے واسطے
۹ ۲ ۳ ۱ ھ

آخری مصرع سے حضرت شاہ زوار حسین صاحب مدظلہٗ کی تاریخِ ولادت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ سب اشعار غالباً ۱۹۵۵ء میں لکھے تھے۔

مولانا عبدالحلیم جے پوری نقشبندی علیہ الرحمہ کے دیوان کی دوبارہ اشاعت پر یہ اشعار لکھے ہیں۔ پہلے شعر سے اُن کا سالِ ولادت دوسرے سے سالِ وصال اور تیسرے سے دیوان کی اشاعتِ ثانیہ کا سال برآمد ہوتا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
۶ ۸ ۷ +

کنزِ عمل آمدہ عبدالحلیمؒ
۲ ۶ ۴ = ۸ ۴ ۲ ۱ ھ

عالم از اسرار خفی و جلی | دیدهٔ ہمہ نفس ز فضلِ نعیم
۰ ۵ ۳ ۱ ھ | ۰ ۵ ۳ ۱ ھ
صدرِ حقیقت ، ہنرِ معرفت | طبع شدہ تحتِ کلامِ حلیم
۷ ۵ ۹ ۱ ء | ۷ ۷ ۳ ۱ ھ

مولوی دین محمد صاحب ادیب نے مثنوی مولانا رومؒ کا دفتر پنجم سندھی زبان میں ترجمہ کیا تو اس کے لیے تقریظ اور تاریخ لکھی:

مثنویِ مولویِ عنوی | شد مسند از زبانِ پہلوی
از مساعیٔ ادیبِ بے بدل | نور چوں در دیدهٔ علم و عمل
دُرِّ مکنوں آمدہ از دُرجِ شوق | علمِ مخفی کشف شد بر اہلِ ذوق
منتقل شد از کتابِ بے مثال | سندوی را فخر باشد زیں کمال
گوہرِ نایاب بس ارزان شود | ہر خزف چوں مہر و مہ تاباں شود
شعر شعر و لفظ لفظ و حرف حرف | نحو دارد چوں بیاید بہرِ صرف
ترجمہ چون اصل آمد بے بدل | ہم مترجم چوں مترجم بے مثل
آن ادیبِ نغز گو، شیرین مقال | نظم کرد ایں ترجمہ در عینِ حال
آن ادیب نغزگو شیریں مقال | نظم کرد ایں ترجمہ درعینِ حال
قالِ او پُر کیف ہمچوں حالِ او | مہرِ او پُر نور ہمچوں سالِ او
بہرِ ایں بندہ نماید لطفِ خویش | بیش از بیش آرد احساں پیش پیش
نکتہ فہم و نکتہ سنج و نکتہ داں | خوش ادا و خوش زبان و خوش بیاں
با کمال و با صفا و با حیا | بے تصنّع ، بے تکلّف ، بے ریا
حبّذا ، نظم مرصع گفتہ است | مرحبا درہاے یکتا سفتہ است

للہ الحمد ایں کلامِ لاجواب
''آفتاب آمد دلیلِ آفتاب''

باشد ایں تازہ بتازہ نوبنو
تافشاند مہر و آفاق ضو

پس غلامِ مصطفےٰ گوید صریح
شعر اندر سالِ ہجری و مسیح

''از ادیب ایں نظم و سیرِ مثنوی
''ہست قرآں در طرازے سندوی''

۸ ۵ ۹ ۱ ء ۷ ۷ ۳ ۱ ھ

جناب محفوظ الکریم صاحب کلیم جبل پوری (شاگرد حضرت احسن مارہرویؒ) کے انتقال پر یہ اشعار لکھے:

آہ زیبِ ہند ، محفوظ الکبیر
تھے کلیمِ انس محفوظ الکریم

۱ ۸ ۳ ۱ ھ ۱ ۶ ۹ ۱ ء

ہند سے لائی کراچی یوں قضا
جیسے اب ہے نافعہ خلدِ عظیم

۱ ۸ ۳ ۱ ھ ۱ ۶ ۹ ۱ ء

زاہدِ قدسی صفات و سیر چشم
خوش بیاں ، بنیادِ بہجت تھے کلیم

۱ ۸ ۳ ۱ ھ ۱ ۶ ۹ ۱ ء

ہالا (سندھ) کے مشہور بزرگ حضرت مخدوم نوح رحمۃ اللہ علیہ (م، ۹۹۸ھ/ ۱۵۹۰ء) نے قرآنِ پاک کا فارسی ترجمہ کیا تھا۔ اُن کے سجادہ نشین جناب مخدوم محمد زماں طالب المولیٰ سروری صاحب نے اس عاجز کی درخواست پر اس کے پہلے پارے کی اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چناں چہ ۱۹۶۲ء میں اس اشاعت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اشعار اس کے آخر میں درج ہیں:

جامِ فیضِ نوحؒ (۹۹۸ھ)

ترجمۂ قرآن شریف (۱۵۹۰ء)

آورد مخدوم نوح از جذ وجہد　　　افصح آیات قرآن ترجمہ

۸ ۹ ۹ ھ　　　۰ ۹ ۵ ۱ ء

حرف حرفش آیۂ جائے امان　　　جامِ کوثر ، دین و ایمان ترجمہ

۸ ۹ ۹ ھ　　　۰ ۹ ۵ ۱ ء

طالبِ المولیٰ کہ راسِ سروری است　　　یا افادت نشر کرد آن ترجمہ

۱ ۸ ۳ ۱ ھ　　　۲ ۶ ۹ ۱ ھ

ابداً غلام مصطفےٰ خاں

۲ ۶ ۹ ۱ ء

احمد پور شرقیہ کے حضرت حاجی محمد شفیع صاحب نقشبندی علیہ الرحمہ کے وصال پر یہ اشعار لکھے:

وہ مخدوم حاجی محمد شفیع　　　کہ تھی مسندِ شرع جن سے رفیع

تورع ، تضرع میں یکتائے عصر　　　ریاضت عبادت میں فردِ دقیع

نہایت حلیم و نہایت متین　　　تھے اخلاق و الطاف بے حد وسیع

تھی شعبان کی چھے، جنوری بیس تین　　　ہوئی پیر آخر وہ جانِ بدیع

شریف و شفیق و خلیقِ لطیف　　　مجیرِ تصوف ، محمد شفیع

۱ ۶ ۹ ۱ ء　　　۱ ۸ ۳ ۱ ھ

میری شاگرد عزیزہ رابعہ فریدی سلمہا کی شادی احمد اقبال صاحب کے ساتھ ہوئی تو یہ اشعار لکھے:

شکر ہے انجام پایا کارِ خیر　　　رابعہ بیٹی ہیں اب اقبال مند

یہ اور اس جیسے اور بھی تاریخی قطعات لکھنے کا موقع ہوا ہے اور یہ سب چیزیں بطور یادگار اس لیے بھی جمع کر دی گئی ہیں کہ ہمارے اعزاء اور دوسرے حضرات بھی منفی یا مثبت طریقے پر سبق حاصل کریں یعنی اگر کوئی خوبی نظر آئے تو اُسے محض اللہ پاک کا فضل سمجھیں اور اگر خامی نظر آئے (اور حقیقت میں خامیاں ہی ہیں) تو اجتناب کرنے کی کوشش فرمائیں۔ بقول حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ ہماری حقیقت تو صرف اتنی ہے کہ "ابتدائے ما از یک قطرۂ ناپاک و انتہائے ما یک مشتِ خاک" بہر حال وقت تھوڑا ہے اور قیامت سے پہلے نہ معلوم کتنی مدت تک قبر میں سونا ہوگا بقا صرف اللہ پاک کی ذات کو ہے، اسی لیے صرف اُسی کا تعلق کام دے گا اور صحیح رشتہ بھی اسی کا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے اور ہمارے عزیزوں، نیز کل مسلمانوں کی نسلوں کو (تا قیامت) ایمان پر اُٹھائے۔ آمین ثم آمین!

کٹی گناہوں میں عمر ساری الٰہی توبہ الٰہی توبہ
نہ ہو سکی کچھ وفا شعاری، الٰہی توبہ الٰہی توبہ

خطا شعاری، گناہ گاری، سیاہ کاری، تباہ کاری
یہی ہے بس داستاں ہماری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نہ ہم کو آیا خیالِ عقبیٰ، مآلِ دنیا نہ یاد آیا
جو پائی آدھی تو کھوئی ساری، الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نہ چھوڑی دنیا کی چاہ ہم نے، یہ عمر کر دی تباہ ہم نے
نہ ہو سکی اس سے رستگاری، الٰہی توبہ الٰہی توبہ

خدا خدا کر کے زندگی کی، خدا خدا بھی نہ کر سکے کچھ
یہ کیسی دنیا؟ فریب کاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

رکھے ہیں ہم نے تو نام اچھے، مگر نہیں کوئی کام اچھے
بُروں ہی کے حق میں رب ہے، باری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

بحقِ آقا ہو فضل جاری تو ساری امت پہ باری باری
رہے گا عقبیٰ میں لطفِ باری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

وآخر دعونا ان الحمد لله رب العلمين والصلوٰة والسلام على رحمة اللعلمين وعلى اله واصحابه و ازواجه اجمعين!

سراپا اِثم وعدوان......غلام مصطفٰے خان